S-98
گورا
رابندر ناتھ ٹیگور

سٹار پاکٹ بکس سیریز - ۹۷

گورا

گورُدیو ڈاکٹر رابندرناتھ ٹیگور

ترجمہ و تلخیص: دُرگا شنکر بھاردواج

ناشر

سٹار پبلیکیشنز

۲۷۱۵ - دریا گنج دہلی ٦

قیمت ایک روپیہ

سول ایجنٹس

پنجابی پُستک بھنڈار

دریبہ کلاں دہلی ٦

S-97 GORA - NOVEL Re. 1.00

ہمارا مقصد ہے

کم قیمت میں معیاری ادب پیش کرنا

اس مقصد کو پیش نظر رکھ کر ہر تین ماہ میں دس پاکٹ بکس شائع کی جاتی ہیں —— اسی سلسلہ کی ایک کڑی یہ کتاب ہے!

—— ناشر

سٹار پاکٹ بکس سیریز کی دس نئی کتابیں

۹۱۔ دیوی	کہانیاں	دت بھارتی
۹۲۔ کہکشاں	شاعری	جگن ناتھ آزاد
۹۳۔ نمائش	ناول	عادل رشید
۹۴۔ ڈاکٹر سلانادہ	"	اکرم الٰہ آبادی
۹۵۔ بے گناہ	"	بدنام رفیعی
۹۶۔ پہلا سوال	"	یگیہ دت
۹۷۔ گورا	"	ٹیگور
۹۸۔ بگولے	"	جمنا داس اختر
۹۹۔ میرا کلام منتخب	شاعری	نریش کمار شاد
۱۰۰۔ ساحر اور اس کی شاعری		ساحر لدھیانوی

سابقہ ۹۰ کتابوں کی فہرست اس کتاب
کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں

ساون کا مہینہ ہونے پر بھی کلکتہ کا آسمان صاف شفاف اور بادلوں سے خالی تھا

کالج کے تمام تر امتحانات سے فارغ ہونے کے بعد بھی ونے بھوشن دنیا سے بے خبر گھر پر ہی اپنے دن گذار رہا تھا۔ وہ غیر شادی شدہ تھا۔ دنیاوی فکروں سے بالکل آزاد تھا۔ ہاں کبھی کبھی اخبارات میں اپنے مضامین وغیرہ ضرور چھپوا لیتا۔ اس پر بھی وہ خوش نہ تھا۔ کیونکہ اس کے دل میں عظیم بننے کی خواہش تھی۔

اداس من بہت کچھ غور و فکر کرنے پر بھی آئے۔ کچھ ہاتھ نہیں لگا۔ تبھی اس کے مکان کے سامنے گاتے جا رہے بھکاری کا گیت سنائی دیا۔

"پنجرے میں بند پنچھی کس طرح تے جائے
اگر میں پرندے کو پکڑ پاتا ۔۔ ۔۔۔ ۔۔"

گیت کی آواز سنتے ہی ونے نے چاہا کہ بھکاری کو اپنے پاس بلاکر اس

سے یہ پنچھی والا گیت سیکھے ـــــ لیکن ٹھیک اسی وقت اس کے گھر کے سامنے ایک کرائے کی گاڑی سے کسی رئیس کی گھوڑا گاڑی کی ٹکر ہو گئی۔ ونے جھٹ پٹ نیچے اتر آیا۔ اس نے دیکھا کہ ایک سترہ اٹھارہ سال کی لڑکی گاڑی کے اندر سے کسی آدمی کو اٹھانے کی کوشش کر رہی ہے۔ ونے نے سہارا دے کر اس شخص کو نکالا۔

"آپ کو کہیں چوٹ تو نہیں لگی ـــــ؟"

"نہیں ـــــ!" جواب میں اس شخص نے ہنسنے کی کوشش کی لیکن جیسے ہی وہ حواس باختہ ہو کر نیچے گرنے لگے ونے نے سہارا دیکر بچا لیا۔ پھر وہ سہمی ہوئی لڑکی سے مخاطب ہو کر بولا۔

"وہ سامنے میرا گھر ہے، اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو چلیئے ـــــ!"

اندر لے جا کر اس شخص کو بستر پر لٹا دیا گیا۔ اور لڑکی فوراً ہی صراحی سے پانی گلاس بھر کر بے ہوش بزرگ کے منہ پر چھینٹے مارنے لگی۔ پنکھا جھلتے ہوئے، لڑکی نے ونے سے کہا۔

"اگر آپ کسی ڈاکٹر کو بلا دیں تو بڑی مہربانی ہو گی۔"

ونے نے جھٹ اپنے نوکر کو ڈاکٹر بلانے کے لیے بھیجدیا۔ اور فوراً آئینے میں منعکس اس نوجوان و نوخیز حسینہ کے پُر شباب حسن کا جائزہ لیکر خیالات کے سمندر میں غوطہ زن ہو گیا۔

"بیٹی ـــــ" اچانک ہی بوڑھے نے آنکھیں کھول کر ایک لمبا سانس لیا۔ اور اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"مَیں کہاں ہوں ـــــ؟"

"ابھی آپ اٹھئے گا نہیں ـ" ونے نے انہیں اٹھنے سے روکتے ہوئے

پھر بولا۔ "ڈاکٹر آتا ہی ہوگا۔"

سر میں کچھ درد ساہو رہا ہے، لیکن چوٹ شدید نہیں ہے"۔
حادثہ کا خیال کرتے ہوئے بوڑھے نے کہا — " ڈاکٹر کی کوئی ضرورت نہیں، مگر —"

ڈاکٹر آیا اور دوائی دے کر چلا گیا۔ ڈاکٹر کے جاتے ہی بوڑھے کے فکرمند انداز کو دیکھ کر لڑکی نے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں پتاجی — ڈاکٹر کی فیس گھر جاکر بھیج دی جائیگی"۔
— لڑکی نے کہتے ہوئے ونے کی سوالیہ، پُرسکون اور معنی خیز نگاہوں میں ڈوب کر دیکھا — تبھی بوڑھے نے ونے سے کہا۔

"دیکھئے — میرے لئے گاڑی کی ضرورت نہیں ہے۔"

"کیوں پتاجی —؟" ڈاکٹر صاحب تو کہہ گئے ہیں"۔ لڑکی نے کہا۔

"ڈاکٹر تو کہا ہی کرتے ہیں۔ اب انہیں کیوں تکلیف دیں۔ ہمارا گھر تو نزدیک ہی ہے۔ ٹہلتے ہوئے چلے جائیں گے۔"

لیکن ونے خود جاکر گاڑی لے آیا۔ گاڑی پر سوار ہونے سے پہلے بوڑھے نے ونے سے پوچھا۔

"آپ کا نام کیا ہے —؟"

"ونے بھوشن بھٹاچاریہ۔" ونے بولا — "نزدیک ہی ۸ نمبر والے مکان میں رہتا ہوں — فرصت کے وقت میرے گھر آئیں۔ مجھے یقیناً بڑی خوشی محسوس ہوگی۔"

لڑکی کی آنکھیں بھی دعوت دے رہی تھیں۔

متعجب اور کھویا کھویا سا ونے نے لڑکی کے آداب کا جواب بھی نہ

دے سکا۔ اور ان کے چلے جانے کے بعد خود کو سنبھال کر وہی بھکاری والا گیت گنگنانے لگا۔

"پنجرے میں بند پنچھی ۔۔۔"

دن چڑھ گیا۔ اور دفتر کی طرف جانے والی گاڑیوں کا تانتا سا لگ گیا۔ ونے کا دل کسی کام میں نہیں لگ رہا تھا — اچانک ہی ونے کی نگاہیں سڑک پر گئیں، تو اس نے دیکھا کہ ایک سات آٹھ سال کا لڑکا اس کے گھر کا نمبر تلاش کر رہا ہے۔

"یہی گھر ہے۔" یک بارگی ہی ونے نے چھت پر سے کہا — اور نیچے اتر کر بصد احترام لڑکے کو اندر لے آیا۔

"ڈیڈی نے مجھے بھیجا ہے —" اتنا کہہ کر لڑکے نے ونے کے ہاتھ میں ایک لفافہ دیا۔ ونے نے اسے کھولا تو اندر کچھ روپے تھے۔

لڑکا کافی چست تھا۔ اندر داخل ہوتے ہی دیوار پر آویزاں ایک تصویر کو دیکھ کر اس نے سوال کیا۔

"یہ کس کی تصویر ہے۔"

"میرے ایک دوست کی تصویر ہے۔" ونے نے کہا — "اس کا نام گورا موہن ہے۔ ہم لوگ اسے گورا کہہ کر پکارتے ہیں۔ ہم دونوں بچپن سے ہی ایک ساتھ پڑھے ہیں۔"

"آپ سب پڑھ چکے ہیں —؟"

"ہاں — ! سب پڑھ چکا ہوں —" ونے نے تعجب سے لڑکے

کو دیکھتے ہوئے پھر پوچھا ـــ "تمہارا نام کیا ہے دادا ـــ؟"

"میرا نام ستیش چندر لکھا پادھیائے ہے۔"

اس کے بعد کی بات چیت سے ونے جان سکا کہ ہریش بابو ان کے پتا نہیں ہیں۔ بلکہ انہوں نے دونوں بھائی بہنوں کو بچپن ہی سے پالا ہے۔ لڑکے کی بہن کا نام پہلے رادھا رانی تھا۔ لیکن ہریش بابو کی پتنی نے بدل کر سچرِتا رکھ دیا ہے۔

ستیش کو گھر تک چھوڑنے کے لئے ونے گیا۔ لیکن اس کے اصرار کرنے پر بھی اندر نہ جا سکا۔ "پھر کسی دن آؤں گا" کا وعدہ کر کے لوٹ آیا ـــ

کل شام سے ہی بوندا باندی ہو رہی تھی۔ سہ منزلہ مکان کی چھت پر بیٹھے دو بچپن کے ساتھی دوست باتوں میں مشغول تھے۔ ان کی تعلیم ختم ہونے کے بعد سے اس حیثیت پر "ہندو ہِتیشی سبھا" کی میٹنگیں رہی تھیں ـــ اور یہ دونوں دوست اس کے صدر سکریٹری ہیں۔ صدر گورا موہن (گورا) اور سکریٹری کا نام ونے ہے۔ گورا تندرست و توانا، گداز جسم والا، بلند قد، خوش رنگ نوجوان ہے۔

ونے نرم دل اور کھلتے ہوئے رنگ کا ہے۔

گورا تیرنے میں کسی بھی طرح ونے کا ساتھ نہ دے سکتا۔ دراصل گورا

کا تیرنے میں اتنا دل ہی نہیں لگتا۔

"میں کہتا ہوں ـــ" گورا کہہ رہا تھا۔ "او ناش برہم سماجیوں کی بُرائی کرتا تھا۔ اس کے لئے ہی ممکن ہے ـــ تم بگڑ کیوں گئے اس پر۔"

"مجھے تو خیال بھی نہیں تھا کہ ایسا کوئی سوال در پیش آ سکتا ہے!" ونے نے کہا۔

"پھر تمہارے دل میں چور ہے۔ ایک طبقے کے لوگ اگر تمام تر سماجک بندھنوں کو توڑ کر الٹی چال چلیں گے تو سماج کے دل میں ان کے تئیں غلط رائے ہی قائم ہو گی۔ ان کا عام سلوک بھی الٹا محسوس ہو گا۔"

"میں نہیں کہہ سکتا۔ جو ممکن ہے وہی اچھا ہے۔"

"مجھے اچھے سے کام نہیں ـــ" غصہ میں آکر گورا بولا ـــ" میں حقیقت پسند ہونا چاہتا ہوں۔ برہم سماجی بن کر بہادری دکھانے کا جنہیں شوق ہے، انہیں یہ تکلیف برداشت کرنا ہی ہو گی۔ ان کے مخالف ان کی بُرائی کریں گے ہی۔ مخالف ان کے گیت گاتے چلیں یہ ممکن نہیں ـــ اگر ایسا ہوتا تو دنیا کا امن و چین ختم ہو جاتا۔"

"میں دل کی نہیں انفرادی برائی کی بات کرتا ہوں ـ" ونے بولا۔

"یہ دل کی بات نہیں، لوگوں کا خیال ہے ـــ اچھا جہا تماجی! کیا پہلے تم برہموں کی برائی نہیں کرتے تھے؟"

"لیکن اب میں شرمندہ ہوں۔"

"یہ کسی طرح نہیں ہو سکتا ـ!" گورا مٹھی کس کر بولا۔

"لیکن تمہیں ڈر کیسا ہے؟" لمحہ بھر خاموش رہ کر ونے بولا۔

"تم اپنا دل کمزور بنا رہے ہو۔؟"

"تم جانتے ہو ــــ! میں چاہنے پر ان لوگوں کے گھر جا سکتا ہوں لیکن انکے بلانے پر میں نہیں گیا۔!" وہ نے قدرے جذباتی تھا۔

"لیکن اسے بھول نہ سکنا بھی بزدلی ہے۔"

جس دن تم ان کے گھر جاؤ گے باقاعدہ جاؤ گے۔ ان کے گھر کھانا پینا شروع کر دو گے۔ اور برہم سماج کے کھاتے میں اپنا نام لکھوا کر ایک دم ہی اپدیشک بن جاؤ گے۔ برہمن کے لڑکے ہو کر بھی تم لوچہ خانے میں مر جگے۔ تمہارے اطوار اور کردار کچھ نہیں رہیں گے۔ میں کہتا ہوں: تم جاؤ ... اس طرح تذبذب میں پڑ کر ہم سب کو بھی کیوں خطرے میں ڈال رہے ہو۔"

"لیکن مجھے تو ایسی دھارمک موت ہوتی نظر نہیں آتی۔ کیوں کہ میری نبض ٹھیک ہے۔ اور باقاعدگی کے ساتھ چل رہی ہے۔" ونے نے کہا۔

"تب تو وہ مبارک ہاتھ اگر کچھ کھانے کو دیں گے تو شبطان کا آن بھی دیوتا کا پرشاد ہو جائے گا۔" گورا نے کہا۔

"گورا ــــ! اب چپ رہو۔" اُنّا کر دنے نے کہا۔

"جس سماج میں عورتیں مردوں سے ہاتھ ملا سکتی ہیں۔ اس سماج کا تذکرہ بھی جب تم سے برداشت نہیں ہو سکتا تو مجھے تمہارے مرنے میں اتنا سا بھی شک و شبہ نہیں ہے۔" گورا بولا۔

"دیکھو گورا ــــ! میں عورت ذات کو عزت و احترام کی نظروں سے دیکھتا ہوں۔"

"لیکن اپنے جذبات کے لئے شاستروں کی دہائی نہ دو ــ وہ بھگتی نہیں۔ اسے جو کچھ کہتے ہیں اگر میں کہہ دوں تو تم مجھے مارنے دوڑو گے۔"

"یہ تم اپنی جسمانی قوت پر کہہ رہے ہو۔"

"گھر کو رونق بخشنے کی وجہ سے شاشتروں کے انوسار عورتیں پرستش کے قابل نہیں، لیکن مردوں کے دلوں کو منور کرنے کی وجہ سے مغربی ایشیا میں عورتوں کو جو عزت و توقیر دی جاتی ہے اسے پرستش نہ کہنا بھی ٹھیک ہے۔ جس وجہ سے تمہارا دل پتنگ کی مانند ہریش بابو کے گھر کے چکر کاٹ رہا ہے اسے انگریزی میں نفس پرستی اور لو (LOVE) کہتے ہیں۔ لیکن میں نہیں چاہتا کہ تم انگریزوں کی نقل کرکے لو کو ہی زندگی کا مقصد مان کر اسکی پرستش کرنے لگو۔"

"بہت ہوگیا گورا ——!" جوش میں آکر ونے نے کہا۔

"کچھ بھی نہیں ہوا ——! عورت مرد کو اپنے اصلی مقام پر نہ دیکھ سکنے کی وجہ سے ہی ہم نے مختلف قسم کی خیال آرائیاں کرنا شروع کر دیا ہے۔" گورا بولا۔

"ٹھیک ہے ——! ہم جذبات کی رو میں بہہ کر بارہا مخصوص حدیں پھلانگ جاتے ہیں۔ لیکن کنچن کامنی کے سب کچھ تیاگ دینے کی بات بھی تو سفید جھوٹ ہے۔ انسانی عادات جیسے پاکر انسانی جذبات و احساسات سے مغلوب ہو جاتی ہے۔ اسے تیاگ یا اپنانے کی باتیں لوگ کرتے ہیں۔ لیکن یہ صرف مزاجوں کے فرق کی بات ہے۔ دونوں کی مخالفت کرتا ہوگا۔" ونے بولا ——

"میں نے غلط سمجھا ——! اسی لئے تمہارے دماغ میں فلسفہ بھرا پڑا ہے۔ تم بے خوف و خطر لو کر سکتے ہو —— لیکن وقت سے پیشتر سنبھل جانا —— یہی کہنا ہے۔" گورا نے کہا۔

"میں اور پریم — ! یہ تسلیم کرتا ہوں کہ ہریش بابو کے خاندان کے بارے میں میں نے جو دیکھا اور سنا ہے۔ اس نے ان کے تئیں میرے دل میں احترام کا جذبہ پیدا ہو گیا ہے۔ اس کے لیے میرے دل میں ان کی گھریلو زندگی کے بارے میں، تفصیلات جاننے کی خواہش جاگ اٹھی ہے۔"

"ان کی گھریلو زندگی کو گہرائیوں میں جا کر آخر میں یہاں تک پتہ لگا سکتے ہو کہ تمہاری یہ چوٹی تک دیکھنے کی امنگ نہ رہے۔"

"تم سمجھتے ہو کہ عظیم قوت بھگوان نے تمہیں ہی دی ہے اور ہم سب کمزور ہیں۔"

ونے کی یہ بات گورا کو کچھ نئی سی لگی۔ وہ جوش میں اسکی کمر تھپتھپاتے ہوئے بولا۔ "ہاں — ! یہ تجھ میں بڑی بھاری کمزوری ہے۔"

اسی وقت گورا کا بڑا بھائی مہم داخل ہوا۔ گورا اٹھ کھڑا ہوا اور ہاتھ باندھ کر بولا۔

"کیا حکم ہے — ؟"

"حکم کچھ نہیں — ! دیکھنے آیا ہوں کہ یہ برساتی بادل کیا ہماری چھت پر ہی گرج رہا ہے۔ شاید اب تک انگریزوں کو بحر ہند کی آدھی دوری تک پہنچا چکے ہو — انگریزوں کا تو اس سے کچھ نقصان نہیں ہوا نیچے کوٹھری میں سر درد سے بے حال تمہاری بھابی کو تمہاری شیر جیسی گرجدار آواز سے خاصی طور پہ تکلیف پہنچ رہی ہے۔"

گورا اور ونے چھت سے نیچے اترنا چاہتے تھے کہ اسی وقت گورا کی ماں آنندی وہاں آگئی۔

آنندی کے پتی ایک کمرشل فرم میں نوکر تھے۔ اس لئے وہ ان کے ساتھ مشرقی و مغربی ممالک میں رہ آئی تھی۔ صبح اٹھ کر گھر صاف کرنا، رسوئی کرنا ـــــ اور گرہستی کے دیگر کام کرنا ہی اس کا معمول کا کام تھا۔ پڑوسیوں کی بھی وہ خاص طور پر دیکھ ریکھ رکھتی تھی۔ گویا وہ کام کاج کی چلتی پھرتی مورتی تھی۔ اسے دیکھ کر دل میں بھگتی اور شردھا کے جذبات ہلورے لینے لگے۔

"اِدھر کئی دنوں سے تو آیا نہیں رے ـــــ!" آنندی نے ونے سے کہا۔

"کئی دنوں سے پانی برس رہا تھا ـــــ نہیں آسکا ـــــ!" ونے نے جواب دیا۔

"جب پانی نہیں برسے گا تب ونے کہیں گے ـــــ دھوپ بڑی تیز تھی ـــــ من کی بات تو انتریامی ہی جانتا ہے ـــــ" یک بارگی گورا کہہ اٹھا۔

"گورا ـــــ! یہ تم بے کار کی باتیں کر رہے ہو ـــــ!" ونے نے چڑ کر کہا۔

"سچ ہے گورا ـــــ!" آنندی نے کہا ـــــ "دقت بے دقت چھیڑ چھاڑ اچھی نہیں ہوتی۔ آدنو میں نے تیرے لئے کھانے کا کچھ سامان رکھا ہے ـــــ!"

"ہاں ـــــ! تمہارے دالان میں ونے کو کھانے نہ دوں گا ـــــ" گورا سر ہلاتے ہوئے بولا۔

"تم باپ بیٹے دونوں کی عجیب حالت ہے ـــــ" آنندی نے

کہا — "ادھر تیرے باپ چھوت چھات کا اصل خیال رکھتے ہیں۔ اپنے ہاتھ کا بنایا ہی کھاتے ہیں۔ لیکن ونے میں تیرے جیسی کٹرتا نہیں۔ تو ہی اسے سدا چار کا ڈھونگ سکھوا رہا ہے۔ بلکہ انہی چال پر لانا چاہتا ہے —"

"ہاں — میں اسے چلاؤں گا — ! میں تمہاری اس عیسائی بنی لچھمنیا کے ہاتھوں سے ونے کو نہیں کھانے دوں گا۔" گورا بولا۔

"گورا — لچھمنیا نے ہی تجھے پال پوس کر بڑا کیا ہے۔ کچھ دن پہلے تک تو اس کے ہاتھوں کی بنی چٹنی کے بغیر کھانا تک نہ تھا۔ اس نے تیری جیسی خدمت کی ہے وہ کیوں کر بھلائی جا سکتی ہے —؟" آنندی بولی۔

"اسے دولت دو — ! مکان بنا دو — جو جی چاہے سو کرو۔ لیکن اسے گھر میں رکھنے سے کام نہیں چلے گا۔" گورا نے کہا۔

"وہ روپیہ پیسہ نہیں تمہیں رکھنا چاہتی ہے — تجھے نہ دیکھنے پر تو وہ مر جائے گی — !" آنندی نے کہا۔

"تمہاری مرضی، اسے رکھو — لیکن ونے تمہارے دالان میں کھانے نہیں جائے گا۔ ونے کو ماننا ہی پڑے گا — اتنے مشہور پنڈت کی بیٹی ہو کر تو آچار وچار کا پالن نہیں کرتی ماں — ! کتنی عجیب بات ہے۔" گورا بولا۔

"بیٹا — ! ان طور طریقوں کے پالن کے لئے بھی مجھے بہت رونا دھونا پڑتا تھا۔ کبھی میں شو کی مورتی کی پوجا کرتی تھی تو تمہارے پتا مورتی اٹھا کر پھینک دیتے تھے۔ تمہارے پتا کیا آسانی میرے

طریقوں کو چھوڑ دا سکے تھے۔ وہ بیوی کو لیکر سب جگہ جاتے تھے۔ اس لئے صاحب لوگ ان کی تعریف کرتے تھے۔ ان کی تنخواہ بھی بڑھ گئی بڑھاپے میں روپیہ جمع کر کے وہ تو یکایک ہی کٹر سدھ بن گئے ہیں۔ لیکن مجھ سے ایسا نہیں ہو سکتا۔ میری سات پشتوں کے جڑ سے اکھاڑے گئے سنسکار پھر نہیں جم سکتے۔"

"لیکن ہم لوگوں کے لئے تو تمہیں کچھ باتیں مان کر ہی چلنا پڑیگا شاستر کا نہیں تو محبت کا تو خیال تو رکھو——!" گورا نے ماں سے کہا۔

"تو تو نہیں جانتا کہ تیرے جنم لینے کے دن سے ہی میں نے سب کٹر آچار وچار چھوڑ دیا ہے —— آنندی بولی —— "چھوٹے بچے کو گود میں اٹھانے پر ہی پتہ چلتا ہے کہ دھرتی پر کوئی ذات پات لیکر پیدا نہیں ہوتا۔ یہ جان کر ہی مجھے یقین ہو گیا ہے کہ اگر میں نیچ ذات سمجھ کر کسی سے نفرت کروں گی تو بھگوان تجھے میری گود سے چھین لے گا۔"

آنندی کی بات سن کر دنے نے ایک بار اچٹتی سی نظر سے آنندی کو اور گورا کو دیکھا۔

"طور اطوار، عزت اور ذات کا خیال رکھنے والے گھر میں تو لڑکے جینے لگتے ہیں۔ تمہیں یہ عقل کس نے دی ہے ماں کہ بھگوان تمہارے بارے میں ہی اس سادھک سے کام لیگا۔" گورا بولا۔

"جس نے مجھے تجھے دیا۔ اسی نے عقل بھی دی۔" آنندی نے کہا۔ "تو کیا دنے میرے یہاں نہیں کھائے گا۔"

"یہ برہمن لڑکا ہے۔ اسے بہت کچھ تیاگ کرنا ہوگا ماں —— لیکن تم برا نہ ماننا —— ! میں پاؤں پڑتا ہوں ——" گورا بولا۔

"میں کیوں مانوں گی۔ لیکن تو جو کچھ کر رہا ہے اس کا تجھے علم نہیں ہے۔ تیرے دھرم کے انوسار مجھ سے نہیں چلا جا سکتا۔ تو میرے ساتھ رہے سب ... " اور آنندی نیچے چلی گئی۔

"یہ تو زیادتی ہے گورا ۔۔!" ونے نے کہا۔

"رتی بھر نہیں ۔ !" گورا بولا۔ "میں حد میں رہ کر ہی چلنا چاہتا ہوں۔ اگر میں چھوت چھات کو نہیں مانوں گا تو ایک دن شاید ماں کو بھی نہیں مانوں گا۔ ونے دل بہت اچھی چیز ہے، لیکن دل ہی تو سب کچھ نہیں ہے۔"

"ماں کی باتوں نے میرے دل میں ہلچل مچا دی ہے گورا۔" ونے بولا۔ "ماں کے دل میں کچھ ہے جو وہ ہمیں سمجھانے سے قاصر ہے۔"

"تخیل صرف وقت ہی ضائع کرتے ہیں ونے ۔۔۔ !" بے قرار گورے نے کہا۔

"جو تمہیں دکھائی نہیں دیتا اسے تخیل کہہ کر اڑا دینا چاہتے ہو۔ میں نے کتنی بار دیکھا ہے کہ ماں نے جانے کس قدر فکر و تردد اپنے دل میں پال رکھا ہے۔ تم اتنی بات دھیان سے سنو ۔۔۔" ونے نے کہا۔

"زیادہ سننے میں غلطی کا خدشہ ہے۔ اسی لئے میں ضرورت سے زیادہ نہیں سننا چاہتا۔"

گورا نے کہا اور ونے تذبذب میں پڑا گھر کی طرف چل دیا۔ وہ کسی قطعی نتیجے پر نہیں پہنچا تھا۔ یتیم ونے بچپن سے ہی آنندی کو اپنی ماں سمجھ کر اس کے گھر چھوٹے بچوں کی طرح اودھم مچاتا آ رہا ہے۔ اسی لئے گورا کے ڈرامے اس کے گھر کھانے پر روکنے سے ونے کو خاص تکلیف

پہنچی۔ اس کا دل ایک انجانے درد کے بوجھ کے تلے دبا جا رہا تھا۔ ملک کی فلاح و بہبود، سماج کی خدمت وغیرہ سب فرائض کو اس کا دل اپنے طور پر قبول نہیں کر رہا تھا۔

اس نے دل ہی دل میں آنندئی کو ایک بار 'ماں' کہہ کر پکارا اور کہا۔

"میں کبھی تسلیم نہیں کر سکتا کہ تمہارا دیا ہوا کھانا میرے لئے امرت نہیں ہوگا۔"

کمرے میں بیٹھنا جب ونے کے لئے دشوار ہو گیا تو وہ چھتری لے کر گھر سے نکل پڑا۔ دل ہی دل میں برہم سماج میں کیشو چندر سین کی تقریر سننے کا فیصلہ کر کے وہ ادھر ہی چل دیا۔ جب وہ وہاں پہنچا تو لوگ پوجا کر کے برہم سماج مندر کے باہر نکل رہے تھے۔ ہریش بابو مندر سے باہر نکلے، اور گاڑی میں بیٹھے، اندھیرے میں غائب ہو گئے۔ ونے نا امید ہو کر واپس لوٹ گیا۔

دوسرے دن ونے گورا کے گھر جا پہنچا۔ تو وہ روشنی جلائے کچھ لکھنے بیٹھا تھا۔ ونے نے گورا کی باتوں پر کچھ توجہ نہ دیتے ہوئے پوچھا۔

"بھارت کیا تمہارے تئیں بالکل تم کس طرح اسے رات دن دل میں رکھتے ہو —— ؟"

"سمندر پار کرتے ہوئے جیسے جہاز کے کپتان کے دل میں سب کام کرتے ہوئے بھی پرے کنارے پہ بندرگاہ پہ رہتی ہے۔ ویسے ہی میں نے دل میں بھارت کو سنبھال رکھا ہے۔" تیز نظروں سے ونے کو دیکھتے ہوئے گورا نے کہا۔

"تمہارا یہ بھارت کیا ہے ــــ؟"

"میرے دل میں کپتان کا کانٹا جدھر گھومتا ہے، ادھر ہے۔ تمہارے مارسڈن صاحب کی ہسٹری آف انڈیا میں نہیں۔" گورا نے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا ــــ "وہ بھارت جو دھن۔ گیان اور کرم سے بھرپور ہے ــــ"

ونے خاموشی سے لمحہ بھر تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر بولا۔ "کیا یہ سب محض جذبات کا جوش نہیں۔؟"

"میں سچ کہتا ہوں۔" گورا گرج کر بولا ــــ "لوگوں کو دکھانا ہوگا۔ سبھ کی مورتی سمجھے بنا لوگ آتم سمرپن نہیں کریں گے۔ بھارت کی دلکش شکل و شبیہ سب کے سامنے اگر تم کردار سب کو دکھا دو تو سب لوگ اس کے لئے پاگل ہو جائیں گے۔ دیش کے لئے قربان ہونے کی ریل پیل مچ جائے گی۔"

"یا تو مجھے تم ذرا بھارت کی وہ شکل و شبیہ مجھے دکھا دو۔"

"اس کے لئے پہلے سادھنا کرو۔ وشواس اور سادھنا میں ہی دیکھ پاؤگے۔ سچے یقین و اعتماد کی کمی کی وجہ سے ہمارے دیش بھگت وثوق کے ساتھ کوئی دعوے نہیں کر سکتے۔ اگر خود بھگوان بھی انہیں کچھ دینے آئے تو لاٹ صاحب کے چپراسی کی نوکری سے

زیادہ کچھ نہ مانگیں گے۔ ان میں خود اعتمادی نہیں ہے۔"

"تم اپنے باغی یقین و اعتماد کی وجہ سے دوسروں کی حالت سمجھنے سے قاصر ہو۔ تم مجھے چاہے جس طرف بھی لگا دو۔ نہیں تو تمہارے نزدیک رہ کر میں اسے حاصل کرتا ہوں۔ دُور جانے پر وہ میرے پاس نہیں رہ پاتا۔"

"کام ــــ! اس وقت ہم لوگوں کے پاس کام یہی ہے کہ جو کچھ بھی ہو، وہ دیش کا ہو۔ اس کو سب کچھ سونپ کر جن لوگوں میں وشواس نہیں ہو ان کے دل میں یقین و اعتماد کی جیوتی جگائیں۔ غلامی کی وجہ سے ہمارے دلوں میں ملک و قوم کے تئیں کم تری کے احساسات و جذبات نہیں، جب ہم سب لوگ اس بات کا احساس کریں گے تبھی ہم ٹھیک کام کر سکیں گے۔"

تبھی ستیہ گڑگڑاتا ہوا ماہم داخل ہوا۔ اور بولا ـــــ "بھارت کا آدھار تو کر دو۔ ہمارے دفتر کا صاحب ایک دم پاجی ہے۔ بابوؤں کو بے بون (بندر) کہہ کر پکارتا ہے۔ کسی کے ماں باپ مر جاتے ہیں تب بھی چھٹی نہیں دیتا۔ پورے مہینے کی تنخواہ کسی ہندوستانی کو نصیب ہی نہیں ہوتی۔ ذرا سی بات پر جرمانہ کر کے تنخواہ کاٹ لیتا ہے۔ اخبار میں اس کے خلاف ایک خط فرضی نام سے چھپا تھا۔ اس کا خیال ہے کہ وہ میرا ہی کام ہے۔ تم دونوں میرے نام سے ایک سخت پروٹسٹ لکھ دو نہیں تو وہ مجھے ٹکنے نہیں دے گا۔"

"لیکن اتنے گڑھے پروٹسٹ کی کیا ضرورت ہے ــــ"، مہم نے ہنس کر کہا۔

"ظالم کے ساتھ ظلم ہی کرنا چاہیئے۔" ماہم بولا ـــــ "وہ لوگ جھوٹ کا ایسا رنگ جماتے ہیں کہ تعریف کرنی پڑتی ہے۔ اگر پکڑا نہ جائے تو لوگوں کو بے وقوف بنانے میں کوئی حرج نہیں ـــــ تم لوگ نے ہر سچی بات کہہ کر ان کی توہین کرنا چاہتے ہو ـــــ لیکن بہادر چور شرمندگی کا احساس نہ کرتے ہوئے نقب کے اوزار اٹھا کر مارنے کو دوڑتا ہے ـــــ سچ ہے نا ـــــ؟"

"سچ تو ہے ہی ـــــ" ونے نے کہا۔

"اس کے علاوہ جھوٹی بات کی گھانی سے مفت کا ایک آدھ چھٹانک تیل لیکر ان کے پیروں میں مالش کرا کر کہیں ـــــ آیا کر وسادھو مہاراج ـــــ! تو شاید اپنے ہی گھر مال کا کچھ حصہ لوٹ آئے ـــــ ایسا کرنے سے امن میں خلل پڑنے کا بھی کوئی ڈر نہیں۔ غور و خوض کر کے دیکھنے سے ہی اصلی دلیش بھگتی ہے۔ لیکن میرے بھیا گورا چڑتے ہیں ـــــ" ماہم کہتا گیا ـــــ "جب سے یہ ستاتن ہندو دھرم کو ماننے لگے ہیں۔ تب سے مجھے دادا کہہ کر بہت مان دینے لگے ہیں... اچھا، ونے ـــــ! تو پھر مجھے وہ مضمون چاہیئے۔ میرے پاس کچھ نوٹ لکھے ہیں، انہیں لے آؤں ـــــ" کہتے ہوئے ماہم وہاں سے چلے گئے۔

"اجی سنو تو!" آنند مئی نے اپنے پتی کرشن دیال کو پکارا ـــــ

"ڈرو نہیں ــــ میں تمہاری پوجا کی کنڈلی میں نہیں آؤں گی۔ پوجا پاٹھ سے فارغ ہو کر ذرا میرے دالان میں آنا ـــ میں کچھ کہنا چاہتی ہوں ـــ"

معمول کے کاموں اور کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر کرشن دیال بابو آنندی کے کمرے میں ایک طرف کمبل بچھا کر بیٹھ گئے۔

"تمہیں تو تپسیا میں گھر کی کوئی فکر نہیں ــــ لیکن میں تو گورا کو لیکر چنتا سے ادھ مری ہو رہی ہوں۔ گورا نے آج کل جو ہندو رسم و رواج کو سختی سے ماننا شروع کیا ہے۔ آخر میں کوئی نہ کوئی مصیبت ضرور آئے گی ــــ تب اسے کس طرح سنبھالو اور روکو گے ـــ؟ آنندی نے کہا۔

"شروع میں تو تم نے بھی اسے چھوڑنا چاہیئے ـــــ اسوقت میرا ابھی گنوار و ڈھنگ تھا۔ دھرم کرم کا تو گیان تھا ہی نہیں۔ آج کل کا زمانہ ہوتا تو کیا میں ایسا کر سکتا تھا ـــ؟" کرشن دیال نے کہا۔

"جو چاہو کہو ـــ لڑکے کے لئے تعویذ، منت ـــ میں نے کیا نہیں کیا۔ ایک دن خواب میں ٹھاکر جی کی پوجا کرنے بیٹھی تو دیکھا کہ پھولوں والی ٹوکری میں پھول نہیں ایک چھوٹا سا لڑکا تھا ـــ میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے ـــ جھٹ پٹ اس لڑکے کو گود میں اٹھا لینے کی خواہش کی کہ آنکھ کھل گئی ـــ اس کے بعد دس دن بھی نہیں بیتنے پائے کہ گورا کو میں نے پایا۔ وہ تو میرے ٹھاکر جی کا پرساد ہے۔ وہ کہاں سے کس طرح آیا ـــ ان دنوں چاروں طرف مار کاٹ

مچی تھی۔ ہم لوگ موت و زندگی کی کش مکش میں مبتلا تھے کہ آدھی رات کو ایک حاملہ میم آکر ہمارے گھر میں چھپ رہی۔ اس رات ایک لڑکے کو جنم دے کر وہ مر گئی۔ اس اناتھ بچے کو اگر میں نہ پالتی تو کیا وہ زندہ رہ سکتا تھا ـــــ؟ اس لڑکے کو جنہوں نے مجھے دیا ہے اس کے سوائے تا زندگی میں اسے کسی کو نہ دوں گی۔"

"تم اپنے گورا کو لے کر رہو، میں تو رکاوٹ نہیں ڈالتا بغیر جینیو کئے سماج میں اسے اپنا لڑکا کہنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ اس لئے جینیو کرنا پڑا۔ میری جائداد کا حق دار ماہم ہی ہے، لیکن میں جاگیر گورا کو ہی دونگا ـــــ اب فکر اسکی شادی کی ہے۔ ہندو مت کے مطابق براہمن کے گھر تو اس کی شادی نہ کر سکوں گا ـــــ اس بات سے چاہے بُرا ہی مانو۔"

"تم سمجھتے ہو کہ مجھے دھرم کا گیان نہیں ـــــ؟ میرا کہنا یہ ہے کہ عیسائی کیا انسان نہیں ہیں؟"

"یہ سب بڑی باتیں نہیں۔ ہمارا سماج ایک ہے۔ اسے مان کر ہی تو چلنا مناسب ہے ـــــ" کرشن دیال نے کہا۔

"مجھے یہ سب سمجھانے سے کیا حاصل ـــــ جب میں نے گورا کو اپنا لڑکا مان لیا ہے تو آچار وچار رہے نہ رہے۔ میں تو صرف ایک بات سے ہی ادھ مری ہو رہی ہوں کہ جانے کب کیا ہو جائے۔ اس لئے چاہتی ہوں کہ گورا سے سب بات کہہ دوں۔ پھر جو بھی قسمت میں ہو ہو جائے ـــــ!"

"نہ، نہ ـــــ! میری زندگی میں یہ کبھی نہ ہوگا ـــــ" کرشن دیال گھبرا کر بولے ـــــ "دیہ سن کر گورا جانے کیا کر بیٹھے۔ اور سماج میں ہلچل

بچ جائے۔ تب سرکار بھی خبر پا کر نہ جانے کیا کرے۔ میرا سارا سادھن بھجن مٹی میں مل جائے گا۔" آنندی کو خاموش دیکھ کر کرشن دیال پھر بولے۔
"میں نے گورا کی شادی کے لئے ایک ترکیب سوچی ہے۔ ہریش میرے ہم جماعت تھے۔ وہ کٹر برہم سماجی ہیں۔ سنا ہے اُن کے کئی لڑکیاں ہیں گورا کو اگر ان کے گھر آنے جانے دیا جائے تو ممکن ہے اسے کوئی لڑکی پسند آجائے ــــ!"
"گورا تو کٹر ہندو ہے۔ برہمنوں سے وہ سخت نفرت کرتا ہے ــــ" آنندی نے کہا۔
بات پوری بھی نہ ہونے پائی تھی کہ بادلوں کی طرح گرجتا گورا آ پہنچا۔ کرشن دیال کو وہاں دیکھ کر اسے تعجب ہوا۔ آنندی فوراً اٹھ کر اس کے پاس آکر بولی۔
"کیا چاہئے بیٹا ــــ؟"
"کوئی خاص چیز نہیں ــــ" کہہ کر گورا لوٹنے لگا۔
"گورا ذرا بیٹھو ــــ!" کرشن دیال بولے ــــ "تم سے ایک بات کرنی ہے۔ میرے ایک براہمن دوست دوتال محلے میں رہتے ہیں۔"
"ہریش بابو تو نہیں ــــ؟" گورا نے کہا۔
"تم انہیں کیسے جانتے ہو ــــ؟" کرشن دیال نے کہا ــــ "میری خواہش ہے کہ تم ان کے یہاں جاکر خیر وعافیت پوچھ آؤ۔"
"اچھا ــــ کل جاؤں گا ــــ" کچھ سوچتے ہوئے گورا نے کہا ــــ

صبح کے خوش کن اور دلفریب موسم میں برآمدے میں کھڑے ہوئے ونے نے ستیش کے ساتھ ہریش بابو کو سڑک پر جاتے دیکھا۔ ستیش نے بھی ونے کو دیکھا۔ اور ان کا نام لے کر چلّا اٹھا۔ ستیش کے پکارتے ہی ونے نیچے اتر آیا۔ اور ہریش بابو اس کے گھر میں داخل ہوئے۔

"اس دن آپ نہ ہوتے تو بڑی مشکل پیش آتی ۔" بید کو میز کے سہارے ٹیکتے ہوئے ہریش بابو نے کہا۔

"میں نے کیا ہی کیا تھا ــــ!" پرخلوص لہجہ میں ونے نے کہا۔

"سنا ہے اس دن ستیش آپ کے گھر آیا تھا اور آپ کو کافی پریشان کر گیا ہے ــــ" ہریش بابو بولے ــــ "یہ اتنا شرارتی ہے کہ اس کی دادی نے اسے بختیار خلجی کا لقب دے رکھا ہے۔"

"میں بھی خوب بک سکتا ہوں۔ اس لئے ہم دونوں میں گاڑھی چھنتی ہے ــــ کیوں ستیش بابو ــــ؟" ونے نے کہا۔

کرسی سے اٹھتے ہوئے ہریش بابو بولے۔ "ہمارے گھر کا نمبر ۷۸ ہے اور یہاں سے داہنے ہاتھ کی طرف ہے ... کبھی اگر آپ کی ......"

اور وہ ستیش کے ساتھ چلے گئے۔

لوٹ کر ونے سوچنے لگا کہ ہریش بابو کے گھر نہ جانا تہذیب کے خلاف ہوگا۔ سوچتے ہی گورا کا خیال آتے ہوئے وہ دھیرے سے مسکرا

دیا ـــــ

نوکر سے کھانے کے لئے منع کر کے وِنے سیدھا گورا کے گھر پہنچا۔ گورا اس وقت امرسٹ سٹریٹ میں واقع اپنے "ہندو تبلیغی کاریالیہ" میں گیا ہوا تھا۔ ونے گویا بھاگ کر آنندی کے کمرے میں گیا اور سامنے بیٹھتے ہوئے بولا ـــ "ماں بڑی بھوک لگی ہے۔ مجھے کچھ کھانے کو دو۔"

"تو نے مشکل میں ڈال دیا ہے ـــــ" آنندی پریشانی کے عالم میں بولی ـــ "مہاراج تو چلا گیا۔"

"مہاراج کے ہاتھ سے کھانا ہونا ہوتا تو میرے گھر کے مہاراج نے کیا قصور کیا ہے۔ میں تو تمہاری تھالی کا پرساد کھاؤں گا۔ ماں ـــ" اور پھر وہ پاس بیٹھی لچھمنیا کی طرف مڑا ـــــ "ایک گلاس پانی تو دو۔"

لچھمنیا پانی لے آئی اور ونے ایک ہی گھونٹ میں پی گیا ـــ آنندی نے تھالی منگا کر اس میں کھانا پروسا۔ اور کئی دن کے بھوکے کی مانند ونے کھانے لگا۔

آنندی کی ذہنی پریشانی آج دور ہو گئی ـــــ ونے کے سینے سے بھی جیسے بوجھ اُتر گیا۔ اور کھانے کے بعد وہ ماں کے قدموں میں لیٹ کر پیار سے باتیں کرنے لگا۔

آنندی کے گھر سے نکل کر خوشی کے عالم میں ونے اُڑتا ہوا جیسے ہی ۷۸ نمبر کے مکان کے دروازے پہ پہنچا کہ ہریش بابو نے اس کا سواگت کرتے ہوئے کہا ـــــ

"مجھے بڑی خوشی ہوئی ـــــ"

وہ اسے اندر بیٹھک میں لے گئے۔ دیوار پہ علیسا اور کیشو چندر

سین کی تصاویر آویزاں تھیں ــــ

ونے کا دل باغ باغ ہو گیا ــــ

"سوموار کو سچیر یتا میرے ایک دوست کی لڑکی کو پڑھانے جایا کرتی ہے۔ ابھی پہنچا کر آرہا ہوں۔" ہریش بابو نے کہا۔

تقریباً ایک گھنٹے کے بعد ونے نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "ستیش کے ساتھ ملاقات نہ ہو سکی۔ کہہ دیجیئے گا کہ میں آیا تھا۔" اور وہ باہر جانے لگا۔ تبھی اسے کسی بچے کی آواز سنائی دی۔

"او ونے بابو ــــ" چلئے ہمارے گھر ــــ!"

"میں تمہارے گھر سے آرہا ہوں۔" ونے نے کہا۔

ستیش کے اصرار پر وہ دوبارہ ان کے گھر آکر بیٹھ گیا ــــ اسے ہریش بابو کے گھر آواز سنائی دی ــــ "رادھا ــــ! ونے بابو آئے ہیں۔ انہیں تو تم جانتی ہی ہو۔"

جیسے ہی ونے نے سر اٹھایا، سچیر یتا نمستے کرتے ہوئے سامنے بیٹھ گئی اور بولی ــــ

"آپ شاید کسی کام سے جا رہے تھے۔ آپ کو کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی ــــ؟"

"مجھے کچھ پریشانی نہیں ہوئی۔" ونے نے کہا

آکر کہا ــــ "بابو جی ــــ! ماں آپ سب کو اوپر بلا رہی ہیں ــــ"

ونے کے اوپر پہنچنے کے بعد ہریش بابو کی پتنی اپنی تینوں لڑکیوں کو ساتھ لیکر اوپر آئی۔ ساتھ میں ان کے دور کے رشتے کا ایک نوجوان

بھی تھا۔

ہریش بابو کی پتنی وِدّیا سندری دھرم کی رو سے برہمن اور غیر برہمن کا بھید لیکر ہمیشہ محتاط رہتی تھی۔ اس وجہ سے انہوں نے رادھا کا نام بدل کر سچریتا رکھ دیا تھا۔ ان کی اپنی بڑی لڑکی کا نام لاوینہ ہے۔ جو بہت ہی صحت مند اور ماں کے نقشِ قدم پر چلنے والی ہے۔ منجھلی لڑکی کا نام للتا ہے۔ اس کا مزاج اپنی بڑی بہن کے بالکل متضاد ہے۔ چھوٹی لڑکی کا نام لیلا ہے۔ اس کی عمر دس سال کے قریب ہے اور اچھل کود مچانے میں خوب تیز ہے۔

ان سب کے آتے ہی ونے نے اٹھ کر وِدّیا سندری کو پرنام کیا۔ وہ بولی ـــــ "اوہ ـــ آپ نے ـــــ میں آپ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں۔ شاید میں نے آپ کو ایک دو بار سماج مندر میں دیکھا ہے ـــ!"

"کبھی کبھی کیشو بابو کا بھاشن سننے جاتا ہوں ـــ" ونے بولا۔

بات چیت چل ہی رہی تھی کہ نوکر نے پریش بابو کو ایک خط لاکر دیا۔ خط پڑھ کر وہ مسرت سے بولے ـــــ "جاکر اوپر لے آؤ ـــــ"

اور پھر کہنے لگے۔ "میرے بچپن کے دوست کرشن دیال نے اپنے لڑکے کو ہم لوگوں سے متعارف کرانے بھیجا ہے۔"

ونے کے چہرے پر یک بارگی خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

دربان کے ساتھ گورا بھی آپہنچا۔ اس نے موٹے کپڑے پہن رکھے تھے۔ ماتھے پر چندن لگا تھا۔ اس بھیس میں ونے نے آج سے پیشتر کبھی نہیں دیکھا تھا ـــــ ونے سمجھ گیا کہ گورا کا لباس معمولی نہیں ـــــ ساماجک ہے ـــــ اس لئے اس کا دل مخالفانہ جذبات سے بھر گیا۔

"کیا یہی ہیں تمہارے دوست — ؟" ستیش نے ایک بارگی پوچھا۔
"ہاں —" ونے نے جواب دیا۔
ونے کو نظر انداز کر کے پریش بابو کو نمستے کر کے گورا ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ لڑکیوں کا وہاں بیٹھنا گورا کو اخلاق و تہذیب کے منافی لگا۔ گورا کو اس بھیس میں دیکھ کر سچریتا کا دل قدرے نفرت سے بھر گیا۔ انگریزی پڑھے لکھے آدمی میں ایسا ہندو پن دیکھ کر چپ چاپ برداشت کر لینے کی استطاعت سچریتا میں نہیں تھا۔
خیر و عافیت پوچھنے کے بعد پریش بابو اپنے زمانۂ طالب علمی کی باتیں سنانے لگے —
"ہم دونوں دوست من موجی تھے۔ اور ہوٹلوں میں بیٹھ کر کھانا پینا۔ مسلمانوں کی دکان پر بیٹھ کر کباب کھانا ہمیں خوب پسند تھا۔ پھر آدھی آدھی رات تک بیٹھ کر ہیں اور رکرشن دیال ہندو سماج سدھار پہ تبصرہ کرتے تھے —"
"اور اب وہ ہندو آچار وچار سے رہتے ہیں —" گورا نے کہا۔
"انہیں شرم نہیں آتی —" جیسے جل بھن کر وردا سندری نے کہا —
"شرم کرنا کمزوری کی نشانی ہے۔" گورا بولا — "کئی لوگ تو اپنے باپ کا حوالہ دینے سے گھبراتے ہیں۔ میں بھی تو کسی وقت برہم تھا۔"
"اب آپ حقیقی پرستش پر ہی یقین کرتے ہیں۔" ونے نے کہا۔
"حقیقت پر بلا وجہ اعتقاد کیوں لاؤں۔" گورا نے کہا۔
"طور طریقے تو تباہی کے سے ہیں —" پریش بابو نے کہا۔

"جس کی ابتدا ہے، اس کی انتہا بھی ہے — لافانی برہم نے اپنی ترقی و ترویج کے لئے فنا کا آسرا لیا۔ فنا ہی برہم میں پرکاش کا نام ہے۔ طلوع اور غروب کے درمیان میں ہی روشنی پوشیدہ ہے۔" گورا نے کہا۔

"یہ آپ کیا کہتے ہیں —؟" وردا سندری نے کہا۔

"جو جیسا ہے ویسا ہی رہے گا۔" گورا بولا۔

تبھی نوکر چائے وغیرہ دے گیا۔ سچریتا چائے بنانے لگی — گورا نے ایک بار متعجب نظروں سے اسے دیکھا۔ ونے کو گورا کی باتیں ناگوار گزر رہی تھیں۔ وردا سندری اچانک بول اٹھی۔

"آپ تو یہ سب چیزیں نہ کھائیں گے — ذات چلی جائے گی؟"

"جی ہاں —" گورا بولا — "جب سماج کو مانتا ہوں تو ذات کو بھی ماننا ہوگا۔"

سچریتا دل ہی دل میں کڑھ کر رہ گئی۔ اور ونے کی طرف مڑ کر پوچھا — "کیا آپ بھی . . . ."

"کیوں نہیں پیوں گا —" کہہ کر ونے نے گورا کی طرف دیکھا۔ اسکے ہونٹوں پر طنز تھا۔

اسی وقت ایک اور شخص اندر داخل ہوا۔

سبھی نے پانو بابو کہہ کر پکارا۔ ان کا اصلی نام ہرن چندر ناگ ہے۔ برہم سماج میں انہیں خاص طور پر عزت و توقیر سے دیکھا جاتا ہے دبے روپ سے سچریتا کے ساتھ ان کی شادی ہونے کا تذکرہ ہے۔ پانو بابو کے دل میں بلاشک و شبہ سچریتا کے لئے کشش تھی۔

سچرِیتا نے جیسے ہی چائے کی پیالی پانو بابو کے سامنے رکھی کہ لاوینہ منہ ٹیڑھا کر کے ہنس دی۔ سچریتا خوش تھی کہ گورا کے ساتھ سخت ترین بحث کرنے والا تو کوئی آ گیا ہے۔

"پانو بابو —— یہ ہمارے ....." پریس بابو گورا کا تعارف کرانے لگے تو وہ درمیاں میں ہی ٹوکتے ہوئے بولے۔

"میں ان کو بخوبی جانتا ہوں۔ یہ کسی وقت برہم سماج کے پُر جوش ورکر تھے۔" ہرن بابو نے کہا اور وہ بنگالیوں کے چال چلن کے متعلق خامیوں اور کمزوریوں پر تبصرہ کرنے لگے۔

گورا کی بھوئیں چڑھ گئیں اور وہ گرج کر بولا —— "اگر ہو سکے تو بنگالیوں کے چال چلن کو دور کیجئے۔ نہیں تو گلے میں پھانسی لگا کر مر جائیے۔ ایسی باتیں کرتے وقت آپ کے گلے میں روئی کیوں نہ اڑ گئی۔"

"سچ بولنے میں کیا ڈر ہے ——" ہرن بابو نے کہا۔

"اگر آپ سچ کو پہچانتے تو اس طرح غرور نہ کرتے۔ اپنی ذات کی چھوٹی بات سے بڑھ کر شاید ہی کوئی پاپ ہو گا۔" گورا نے کہا ——

"کیا آپ ہی بہت بڑے ہیں۔ آپ غصہ کا اظہار کریں گے تو ہم لوگ آپ کے منہ سے اپنے باپ داداؤں کی برائی نہیں سنیں گے۔"

وردا سندری کو جب ان دونوں کی بحث ناقابلِ برداشت لگی تو وہ بولی —— "ونے بابو —— ! ہم لوگ اس کمرے سے چلیں۔"

ونے ان کے ساتھ ہو لیا —— ! اور وردا سندری اپنی لڑکیوں کی تعریف کرتی ہوئی اسے ان کے کام کے نمونے دکھانے لگی۔

باہر چھت پر بحث پورے جوبن پر تھی —— !

ہرن بابو دلائل تو چھوڑ کر گالیوں پہ اُتر آئے تھے ــــ! ان کی اس ناقابلِ برداشت حالت کی وجہ سے سچریتا بھی گورا کی طرف داری کرنے لگی۔ یہ ہرن بابو کے لئے اور بھی تکلیف دہ تھا۔

شام کی برہم اُپاسنا کے بعد جب پریش بابو وہاں آئے تو کہیں جاکر ان کی بحث رکی۔ گورا اٹھتے ہوئے بولا۔

"رات ہو گئی میں جاتا ہوں ــ"

"جب بھی دل چاہے یہاں آجایا کرو۔" پریش بابو نے کہا۔

گورا نے سچے اور شانت من سے انہیں پرنام کیا اور چل دیا . . . . ونے بھی گورا کے پیچھے ہو گیا۔

ان کے جاتے ہی ہرن بابو نے پریش بابو سے کہا ــــ "سبھی کے ساتھ بہو بیٹیوں کو بات کرنے دینا میں اچھا نہیں سمجھتا ــــ!"

"اگر بابو جی اس اصول کو مانتے تو آپ کے ساتھ میں ہماری بات چیت نہ ہو پاتی ــ" سچریتا نے کڑھ کر کہا۔

"آپ گھریلو تعلقات کو بھی سماجک تعلقات بنانا چاہتے ہیں۔

کھانے کے بعد شام کو سچریتا کا دل یکبارگی بے چین ہونے لگا۔ وہ تین چار گھنٹے گورا کے سامنے بیٹھی رہی تھی۔ اور اس کی حمایت میں بیچ بیچ میں بولتی بھی رہی تھی۔ لیکن گورا نے ایک بار بھی اس کی طرف

نہیں دیکھا۔ جاتے وقت بھی وہ چپ چاپ چلا گیا۔ اس شدید ترین نظر اندازی نے سچریتا کے دل پر گہری چوٹ پہنچائی۔ ہرن بابو کی نامناسب دلائل کی جب سچریتا نے جوش میں آکر مخالفت کی تو گورا نے ایک بار اسکی طرف دیکھا تھا، لیکن ان نظروں میں کیا تھا۔ وہ سمجھ نہیں پائی۔

گورا پر اس کا غصہ بڑھنے لگا۔ اور اسے مغرور نوجوان سمجھ کر اس نے اس کی بے عزتی کرنا چاہی۔ لیکن اس تیز طرار لب و لہجہ والے نوجوان کی بے باک نگاہوں کا خیال آتے ہی دل ہی دل میں گھبرانے لگی۔ چاہتے ہوئے بھی وہ اس کے آگے اپنا غرور محفوظ نہ رکھ سکی۔

اسی وقت للتا آکر سچریتا کو اپنے سونے کے کمرے میں لے گئی کچھ دیر خاموش رہ کر للتا نے پوچھا ـــ "دیدی ـــ!
تو ہرن بابو کی بات سوچ رہی تھی۔ للتا کو ہرن بابو سے سخت چڑ تھی۔

"ڈر ـــ! سچریتا نے للتا کے منہ پر طمانچہ مار کر کہا۔

"گورموہن کیسا تھا دیدی ـــ؟" للتا نے لمحہ بھر کے توقف کے بعد پوچھا ـــ "اس کا چہرہ اور لباس انوکھا ہی تھا ـــ! تمہیں وہ کیسا لگا؟"

"اس کے رونئیں رونئیں میں جاتی بھید بھرا ہے۔ ہندو مت بھرا ہوا ہے۔"

اور باتوں کی رو میں وہ دونوں سو گئیں۔ گیارہ بجے کے قریب آنکھ کھلنے پر سچریتا نے دیکھا کہ بجلی کی چمک کے ساتھ خوب پانی برس رہا تھا۔

چاہتے ہوئے بھی جب وہ دوبارہ نہ سو سکی تو اٹھ کر کھڑکی کے

پاس آکھڑی ہوئی ــــ! رہ رہ کر گورا کا چمکتا ہوا چہرہ اس کے ذہن کے پردے پر رقص کرنے لگتا۔ اور اس کے آواز اسے سنائی دینے لگتی ــــ "جب تک آپ دیش سے پریم کرنا نہ سیکھیں گے۔ اور اسکے ساتھ ایک جگہ کھڑے نہ ہوں گے، ان کے کشٹ دور نہ کریں گے میں آپ کے منہ سے ان کی برائی کا ایک لفظ سننا بھی پسند نہیں کرونگا۔ اور پھر ہرن بابو کی جوابی بحث ــــ... سچریتا شام کے ماحول میں کھوئی رہی۔ تھک کر وہ پھر بستر پر جا لیٹی۔

اس برساتی رات کے سناٹے کو چیرتا ہوا بادل گرج اٹھا۔ اُدھر ونے کا دل بھی انتہائی بوجھل ہو اٹھا تھا۔ اسے لگا ــــ وہ اتنے دنوں سے جس راستے پر چل رہا تھا۔ آج اسے چھوڑ کر اُس نے نئی راہ پکڑی ہے۔ اس تاریکی میں گورا کدھر گیا اور وہ کہاں گیا۔

دن نکلتے ہی وہ گورا کے یہاں آگیا ــــ جب گورا نے اخبار سے نظر ہٹائی تو ونے نے وہ چھین لیا۔

گورا بولا ــ "تم بھولتے ہو۔ میں گورموہن ــــ ہندو سنسکرتی اور پرمپرا سے گھرا ہوا ایک کٹر ہندو ہوں۔"

"تم ہی بھولتے ہو ــــ میں ہوں شری بیت ونے ــــ گورموہن کے سنسکاروں سے گھرا ہوا اس کا ایک دوست ــــ!"

"لیکن گورموہن اتنا بے شرم ہے کہ اپنے سنسکاروں کے لئے کسی کے آگے شرمندگی کا احساس نہیں کرتا۔"

"ونے بھی بالکل ویسا ہی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ وہ اپنے سنسکاروں کو لیکر کسی پر حملہ نہیں کرتا۔"

دونوں دوستوں میں سخت بحث چھڑ گئی۔

"پریش بابو کے آنے جانے کی بات میرے سامنے چھپانے کی کیا ضرورت تھی؟" گورا بولا ــــ "تم ابھیمنیو کی مانند چکرویوہ میں داخل ہونا جانتے ہو نکلنا نہیں ــــ"

"میں جس پر شردھا اور پیار کرتا ہوں اسے چھوڑ نہیں سکتا ــــ" ونے نے کہا۔

"خیر ــــ! تمہارے طور طریقوں سے پتہ چلتا ہے کہ تم ان کے یہاں بانفس نفیس جانے کو تیار بیٹھے ہو۔ گرم چائے کیسی لگی تھی؟"

"کچھ سخت تھی، لیکن نہ پینا اس سے بھی سخت ہوتا۔

"سماج کے اصولوں پر چلنا کیا ظاہری دیانتداری ہے۔؟"

"دیکھو گورا ــــ! سماج کے ہاتھ جہاں دل کی ٹکر ہو ــــ وہاں چھوٹے سے ــــ!"

"کیا کہا ــــ؟ دل ــــ؟" گورا درمیان ہی میں گرج اٹھا ــــ "سماج کو حقیر سمجھنے سے بھی اس کی تمہاری دل سے ٹکر ہوتی ہے۔ پریش بابو کی لڑکیوں کے دل کو ذراسی چوٹ پہنچانے سے تمہیں تکلیف پہنچتی ہے لیکن دیش کو جان بوجھ کر تکلیف پہنچا سکتے۔ کیوں ــــ؟"

"ایک پیالی چائے پینے سے دیش کو پہنچنے والے نقصان اس کا علاج ہو سکے گی۔ بچانے پر دیش بالکل کمزور ہو جائے گا۔"

"چائے کی پیالی کو لیکر میں بات نہیں کرتا ــــ لیکن دیش سے تعلقات منقطع کرنے میرے لئے ناقابل برداشت ہے۔ ہندو سماج کی دیگر نامناسب چیزوں کی مانند مجھے بھی چھوڑنے کا وقت آ گیا ہے ونے۔"

نہیں تو پریشن بابو کی لڑکیوں کے دل پر چوٹ پہنچے گی۔"
اسی وقت گورا کے شاگرد اونا شں کے آجانے پر ونے اٹھ کر آنندی کے پاس چلا گیا۔ کیونکہ وہ گورا کے نزدیک اپنا قصور بڑھانے نہیں پائیگا۔ وہ دل ہی دل میں شدید تکلیف محسوس کر رہا تھا۔ پھر اسے بھونتے کے لیئے جیب سے چاقو نکال کر آنندی کے پاس بیٹھ کر آلو چھیلنے لگا۔

باہم اوپر آکر ونے کے پلنگ پر بیٹھ گیا ـــــ ادھر ادھر سرسری نظر ڈال کر بولا۔
"تمہارے پاس ایک خاص وجہ سے آیا ہوں۔ تمہیں مجھ پر ایک احسان کرنا ہوگا ونے ـــ! وعدہ کرو ـــ!"
"اگر میرے لئے ممکن ہوا تو ـــ! آپ تو جانتے ہیں کہ میں آپ لوگوں کے گھر کا آدمی ہوں۔ پھر ممکن ہونے پر منہ کیوں موڑنے لگا ـــ؟" ونے بولا۔
"میری ششی مکھی کو تو تم جانتے ہی ہو ـــ" جیب سے پان نکال کر ونے کو دیتے ہوئے باہم بولے ـــ "دس سال کی ہو گئی ہے، اب اس کی شادی کر دینا چاہتا ہوں ـــ اس لئے تمہارے پاس آیا ہوں ـــ"
"میں بھی اچھا لڑکا تلاش کروں گا۔" ونے نے کہا۔
"ششی مکھی کے مزاج اور عادتوں کو تو تم جانتے ہی ہو۔ تو پھر

دوسری جگہ تلاش کرنے سے کیا فائدہ ۔۔۔؟ یہ لڑکی میں تمہیں ہی سونپونگا۔"

"آپ کیا کہہ رہے ہیں ۔۔۔" ونے چونک کر اٹھ بیٹھا ۔۔۔ "عمر کو مدنظر رکھتے ہوئے۔۔۔۔"

"ہندو گھر کی لڑکی میم صاحب تو ہے نہیں ۔۔۔ شاستر میں بھی لکھا ہے کہ ور کنیا سے اگنا ہونا چاہیئے ۔۔۔" ماہم بولا۔

ونے پریشان سا ہوکر بولا ۔۔۔ "مجھے تھوڑا سوچنے کا وقت دیجئے۔ گھر کے آدمیوں کی صلاح ۔۔۔۔"

"انکی رائے تو لینی ہی ہوگی۔ گاؤں میں تمہارے چاچا ہیں۔ انکی صلاح کے بغیر کچھ نہیں ہوگا۔" اور جیسے بات پکی ہو گئی ہو۔ اس بات سے مطمئن ہوکر ماہم بابو اٹھ کر چلے گئے۔

ونے سوچنے لگا۔ شادی ہو جانے پر گورا اسے کسی طرح بھی الگ نہ کر سکے گا۔ وہ چاہتا تھا، اس بارے میں گورا خود تذکرہ کرے۔ وہ قدرے مطمئن سا ہوکر اسی وقت گورا کے گھر کی طرف چلدیا۔ کچھ دور جانے پر ہی ستیش نے اسے پکارا۔

"ونے بابو ۔۔۔"

ماں کی طرف سے ونے کے لئے دیئے گئے پھل دینے کے بعد ستیش انتہائی اصرار سے اپنے گھر لے گیا۔ وہاں پہنچتے ہی ونے نے لڑکیوں کی ہنسی اور دوڑ دھوپ کی آواز سنی ۔۔۔ سچریتا نے آکر ونے کو بیٹھنے کے لئے کہا اور اس کی جھجکاہٹ دور کرنے کے خیال سے گورا کی بات چھیڑ دی۔ سچریتا نے جان بوجھ کر گورا کے تذکرے کو ختم نہ ہونے دیا۔ ونے سے باتیں کرکے سچریتا کو بڑی مسرت حاصل ہو رہی تھی۔

اسی وقت لاوینہ نے داخل ہو کر کہا۔

"چلئے، کھانا تیار ہے۔ ماں نے آپ کو چھت پر بلایا ہے۔"

چھت پر پہنچ کر ونے کھانا کھانے لگا۔

ودیا سندری نے اپنے بچوں کی باتیں شروع کر دیں۔ پریش بابو بھی آ پہنچے۔ پریش بابو کو دیکھ کر ودیا سندری نے ان سے کہا۔ "اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو میرے ساتھ سماج مندر میں چلئے۔"

ونے انکار نہ کر سکا۔ لوٹتے وقت سچریتا جیسے چونک کر بول اٹھی ــــ "ارے گورموہن بابو تو وہ چلے جا رہے ہیں۔"

اور گورا نے انہیں دیکھ لیا تھا ــــ لیکن اس طرح گویا اس نے اسے دیکھا ہی نہیں ہے۔ وہ تیز تیز قدم بڑھاتا چلا گیا۔ شرمندگی کے احساس سے ونے نے سر جھکا لیا۔ ونے کے شرمندگی کے جذبات کو تاڑ کر سچریتا کو دل ہی دل میں غصہ آ گیا۔ اور گورا کو مغلوب کرنے کی خواہش اس کے دل میں جنم لینے لگی۔

ادھر گھر میں گورا آج خاص طور پر ونے کی آمد کا انتظار کرتا رہا لیکن اس کے پاس امید کے خلاف پہنچے بڑے بھائی مہم۔ ششی مکھی کی شادی کی بات لیکر مہم نے جب ونے کا تذکرہ کیا تو دونوں دوستوں کی دیش سیوا کے لئے شادی نہ کرنے کی بات کا خیال کر کے گورا بولا۔

"ونے شادی کیوں کرنے لگا ــ پہلے دیکھ لو، کہ ونے کیا چاہتا ہے ــ۔"

"تمہاری بات کو وہ ٹالے گا نہیں ــــ صرف تمہارے کہنے کی دیر ہے۔ دیکھے ونے مان گیا ہے۔"

اسی دن شام کو آندھی کی مانند گورا ونے کے گھر جا پہنچا۔ لیکن جب نوکر نے بتایا کہ وہ ۷۸ نمبر کے مکان میں گیا ہے تو اس کا دل پریش بابو اور برہم سماج کے تئیں زہر سے بھر گیا۔ لیکن پریش بابو کے گھر جانے پر بھی جب کوئی نہ ملا تو وہ سماج مندر کی طرف چلدیا۔ وہاں پہنچ کر گورا نے دیکھا کہ ونے وردا سندری کے ساتھ گاڑی پر چڑھ رہا ہے ـــــ پرائی عورتوں کے ساتھ ـــــ! بے وقوف ـــــ!! بے شرم ـــــ!!! اتنی جلدی خود کو سانپوں کی پنگی میں پھنسانا چاہتا ہے ـــــ تو پھر دوست اس بھلے مانس کے ساتھ نہیں ایسا ـــــ

اور جانے کیا کیا سوچتا، بڑبڑاتا تیزی کے ساتھ گورا چلدیا۔

اندھیرے میں چھت پر ٹہلتے ہوئے گورا کو دیکھ کر ماہم نے آکر پوچھا۔
"ونے کے پاس گئے تھے؟"

"ونے کے ساتھ ششی مکھی کی شادی نہ ہوسکے گی۔" گورا نے صاف صاف کہا۔ "میری رائے اس میں نہیں ہے۔"

"کوئی وجہ بھی تو ہے۔" ماہم نے کہا۔

"ونے کو اپنے سماج میں روک رکھنا مشکل ہوگا۔ ہمارے گھر کی لڑکی کی شادی اسکے ساتھ نہیں ہوسکتی۔" گورا بولا۔

"تمہارے جیسے کٹر ہندو نہیں دیکھے۔" ماہم بولا۔

"تم مستقبل کا خیال کر کے اصول مرتب کرتے ہو۔" وہ نیچے آکر آنندی سے بولا ـــــ! "اس کے خیال میں ونے میں ہندو پن کی کمی ہے۔ اس لئے وہ ششی مکھی کے ساتھ اسکی شادی کا مخالف بن گیا ہے۔"

ونے اور گورا کے تعلقات کا احساس کر کے آنندی تڑپ اٹھی۔

وہ گورا کے پاس آکر بولی۔

"تم دتے کے ساتھ جھگڑا یا من میلا نہ کرو۔ تم دونوں بھائیوں کا بچھڑنا مجھ سے برداشت نہ ہو سکے گا۔"

"دوست اگر سلسلۂ تعلقات منقطع کرنا چاہے تو اس کے پیچھے بھاگ کر وقت ضائع نہ کروں گا۔" گورا نے کہا۔ "دو کشتیوں میں پاؤں رکھنے والے کو میری کشتی سے پاؤں اٹھا لینا ہوگا۔"

"بیرہم لوگوں کے گھر میں آنا جانا تو اس کا ارادہ ہے نا۔؟" آنندی نے پوچھا۔ "اتنی سی بات پر کیوں اسے چھوڑ دینا چاہتے ہو۔؟"

گورا کچھ بولا نہیں۔ وہ سوچ رہا تھا۔ کہ دتے کو باندھ کر رکھنے کے لئے دوستی کا بندھن ہی مناسب ہے۔ دیگر کوششیں دوستی کا ایمان ہیں۔ وہ یکایک اٹھ کر بولا۔

"میں دتے کے گھر جا رہا ہوں۔"

تبھی سیڑھیوں پر قدموں کی آہٹ سن کر آنندی نے کہا۔

"لو دتے آپ ہی آگیا۔! اسکی آنکھوں میں پیار کے آنسو چھلک اٹھے۔ پیار سے دتے کے جسم پر ہاتھ پھیرتی ہوئی وہ بولی۔ "دتے تم کھانا کھا کر نہیں آئے بیٹا۔!"

"نہیں ماں۔" دتے نے کہا۔

"آج تم نہیں کھانا۔" آنندی نے کہا۔

اور دتے گورا کے منہ کی طرف دیکھنے لگا۔

"تمہاری بڑی عمر ہے دتے۔ میں تمہاری طرف ہی آ رہا تھا۔"

کھانے کے بعد دونوں دوست چھت پر آکر چٹائی بچھا کر بیٹھ گئے کچھ دیر بعد خاموشی کو توڑتے ہوئے ونے نے کہا ــــ "گورا ــــ! میرا دل بھر گیا ہے۔ لیکن کہے بغیر رہا بھی نہیں جائے گا۔ تصویروں میں پانی دیکھ کر میں سمجھتا تھا کہ تیرنا آسان ہے۔ لیکن پانی کے اندر گر کر پتہ چلا ہے کہ تیرنا کتنا مشکل ہے۔ شہد سے بھرا چھتہ جیسے پھٹنا چاہتا ہے۔ وہی حالت میری ہے۔ نہیں جانتا تھا کہ میں سنسار کی سبھی چیزوں سے اتنا پیار کرتا ہوں۔ جی چاہتا ہے سبھی کے لئے کچھ کر دوں۔ اور اپنی شکتی کو سورج کی طرح لافانی بنا دوں۔ اس چہرے کی خوبصورتی ــــ کس سے مثال دوں اس کی۔ من اب کسی بھی طرح رکتا نہیں ــــ اس پریم کے بہاؤ کا کنارا کہیں بنا دو ــــ اب کسی طرح اس میں دھنس ہی گیا تو باہر نکلنے کی ترکیب کیا ہے؟"

گورا خاموشی کے ساتھ سنتا رہا۔ کیوں کہ ان دونوں دوستوں میں ایسی باتیں کبھی پہلے نہیں ہوئی تھیں۔ گورا آج تک انسان کے اس جذبات کو صرف شاعروں کا تخیل سمجھتا آیا تھا۔ لیکن آج انہیں ٹھکرا نہ سکا۔ اس کا من بھی چنچل ہو اٹھا۔ گورا کو خاموش دیکھ کر دھیرے سے ونے پھر بولا۔

"تم دل ہی دل میں میری ہنسی کر سکتے ہو۔ لیکن میں نے تم سے کبھی کچھ نہیں چھپایا۔"

"ونے ــــ میں کہہ نہیں سکتا کہ میں ان باتوں کو ٹھیک طرح سے سمجھ گیا ہوں۔ آج تک یہ جذبات حقیر سے لگتے تھے۔ میں نے ان کی قوت اور سنجیدگی کو کبھی اس طرح نہیں۔ تبھی مجھے یہ سب کچھ بے کار اور جھوٹ

لگتا تھا۔ لیکن تمہارے تجربوں کو بھلاؤں بھی کیسے —" گورا کہتا گیا —
"تم جس سچائی کیطرف بڑھ رہے ہو۔ میں اسکی تائید میں آگے نہ بڑھونگا۔
اِدھر سچائی — اُدھر جھوٹ —"

"میں اپنی زندگی مکمل کرنا چاہتا ہوں۔ اور تم ادھوری —!"

"شاعری سے کام نہ چلے گا۔ سچائی کے ساتھ جھوٹ نہ چل سکے گا۔
اسکی رکشا کے لئے آتم سمپرن کرنا ہی ہوگا۔ میں اپنے سماج کے تہہ کو ہی تمہاری
طرح دیکھنے کا خواہش مند ہوں۔ آج حقیقی پریم کی سچائی نے تمہیں اپنے
بس میں کر لیا ہے۔ حقیقی پریم جس دن صحیح شکل میں میرے سامنے آئے گا
اس دن میں بھی سنسار کو اور ہی روپ میں دیکھوں گا۔ تمہارا مطلب
میں کسی دن سمجھ بھی سکوں گا یا نہیں۔ کہہ نہیں سکتا۔ لیکن جو پانا چاہتا
ہوں۔ اس کی مسرت کا اندازہ تمہارے جذبات و احساسات سے ہی کرنے
لگا ہوں —!"

کہتا ہوا گورا اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ اور ایک لمحہ ٹھہر کر، کر یکایک بولا
"ونے — تمہیں پریم کو چھوڑ کر میرا ساتھ دینا ہوگا۔ میں تمہیں اس
مہاشکتی کا درشن کراؤں گا جو مجھے بلا رہی ہے۔ میں تمہیں چھوڑ نہیں
سکتا۔" ونے کو اپنی باہوں میں جکڑتے ہوئے وہ پھر بولا۔ "ہمیں
کوئی الگ نہیں کر سکتا ہے۔"

دونوں کا دل ایک انجانی مسرتوں سے بھر گیا۔ گورا بولا۔
"میں اپنی دیوی کو جہاں دیکھ رہا ہوں وہ جگہ خوبصورتی کے
درمیان نہیں۔ وہاں تو صرف تکالیف، بدحالی اور بے عزتی ہے —
وہاں تو گیت گا کر نہیں پوجا دیکھ پوجا کرنا ہوگا۔ دیکھو میرے دل

میں کون ڈومرو بجا رہا ہے۔" کہہ کر گورا نے ونے کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سینے پر رکھ لیا۔

"تبھی تو کہتا ہوں کہ مجھے بہکنے مت دو۔" ونے بولا۔

۵

"آپ سچریتا کی شادی کہیں کریں گے کہ نہیں؟" وردا سندری نے پریش بابو سے کہا۔

"کہیں لڑکا بھی تو ملے ۔۔۔۔" ٹھہرے ہوئے لہجہ میں پریش بابو نے جواب دیا۔

"پانو بابو کے ساتھ سچریتا کے بیاہ کی بات سبھی جانتے ہیں۔"

"میرے خیال میں سچریتا پانو بابو کو پہلے کی طرح نہیں چاہتی۔"

"پانو بابو جیسے دھارمک اور ودھوان اگر اسے چاہتے ہیں تو کیا یہ اس کے لئے کم سوبھاگیہ کی بات ہے؟ آپ نے اگر اس کا دماغ آکاش پر چڑھا دیا ہے تو ورنا مشکل ہو جائے گا۔" وردا سندری نے کہا۔

اس دن گورا کو نشانہ بنا کر سچریتا نے ہرن بابو کو جو کچھ گرم گرم باتیں کہہ دی تھیں اس سے پریش بابو کے دل میں شک پیدا ہو گیا تھا کہ وہ اب پانو بابو کو اتنا نہیں چاہتی۔

اسی دن وردا سندری نے سچریتا کو بلا کر تنہائی میں کہا۔

"تم نے تو اپنے بابو جی کو چنتا میں ڈال دیا ہے۔"

"کیوں، میں نے کیا کیا ۔۔۔؟" سچریتا چونک اٹھی۔
"ان کے کان میں کسی طرح سے بھنک پڑی ہے کہ تم اب پانو بابو کو پسند نہیں کرتیں۔ برہم سماج کے سبھی لوگ جانتے ہیں کہ تمہاری شادی ایک طرح انکے ساتھ پکی ہو چکی ہے۔"
"میں نے تو اس بارے میں کبھی کسی سے کچھ نہیں کہا۔" وہ بولی۔
"اس دن چائے کے ٹیبل پر سچریتا کے سلوک نے پریش بابو کو حیران و مشتدر کر دیا۔ اس سے پہلے انہوں نے ہرن بابو کی اتنی سیوا اور خدمت کبھی نہیں کی تھی۔
ہرن بابو نے بھی جانے سے پہلے پریش بابو کے آگے اپنی بیاہ کی تجویز رکھی کہ میں اب زیادہ دیر نہیں کر سکتا۔"
"آپ کے اصول کے مطابق اٹھارہ سال کی عمر تک سچریتا کی شادی کے لئے ٹھہرنا ہی میرا فرض ہے۔" پریش بابو نے بڑا اعتماد لہجہ میں کہا۔
"میری خواہش یہی ہے کہ رشتہ طے ہو جائے۔"
پریش بابو نے اثبات میں گردن ہلا دی۔

آنندمئی کی باتوں کو سوچتا ہوا ونے گھر پہنچا۔ اسے ایسا محسوس ہوا گویا کسی بھاری بوجھ سے چھٹکارا پا لیا ہو۔ ششی مکھی سے شادی کو نامنظور کر کے اس نے گورا کے بندھن گویا الگ کر سکنے کا ادھیکار

پالیا ہو۔ اپنے سماج کو چھوڑ سکنے کا گورا کا شک بھی جھوٹا ہو جائے گا۔ اور وہ بغیر کسی اڑچن کے پریش بابو کے گھر آجا سکے گا۔

ایک دن پریش بابو کے گھر جانے سے سچریتا نے ونے سے پوچھا۔ "گورا بابو سچ مچ جاتی بھید مانتے ہیں یا صرف دیش پریم دکھانے کے لیئے ہی ایسا کرتے ہیں۔"

"ہمارا سماج ایک سیڑھی ہے۔ جاتی بھید یا رنگ و نسل کا فرق صرف نیچے طبقے کو اوپر اٹھانے کے لیئے تھا، تاکہ انسانی زندگی کو ایک متعین سطح پر لایا جا سکے ——" ونے نے کہا۔

"میں سمجھی نہیں ——" سچریتا بولی —— "سماج کے رنگ و نسل کے بھید کو کیا آپ کامیاب دیکھ رہے ہیں۔"

"دھرتی پر کامیابی مشکل ہے۔ بھارت نے جاتی بھید کی شکل میں جواب دیا ہے۔ وہ ابھی مرا نہیں ہے۔ یورپ تہذیبی قدروں کا ابھی تک کوئی صحیح جواب نہیں دے سکا ہے۔ وہاں صرف ہاتھا پائی ہو رہی ہے۔ ہندوستان کا جواب انسانی سماج میں کامیابی کا انتظار کر رہا ہے۔"

"معاف کریں، یہ سب باتیں آپ گورا بابو کی تائید میں کہہ رہے ہیں یا ان پر وشواس بھی کہتے ہیں۔" سچریتا نے شک و شبہ کا اظہار کیا۔

"گورا کی مانند میرے خیالات پختہ نہیں۔" ونے ہنسا ——
"گورا کہتا ہے کہ بڑی چیز کو چھوٹا کرنے میں ہی شک پیدا ہوتا ہے۔ کسی وجہ بات سے ہم لوگوں میں خامیوں اور کمزوریوں نے گھر کر لیا ہے۔ اسی لئے ہم بھارت ورش کے صحیح مقاصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے سے قاصر رہتے ہیں۔ گورا اسی لئے ہمیشہ کہتا ہے —— تندرست و

توانا بنو — خود اعتمادی پیدا کرو —"

"اچھا — !" سچریتا نے کہا — "کیا آپ واقعی یقین کرتے ہیں کہ براہمن کے قدموں کی دھول سے انسان پوتر ہو جاتا ہے۔"

"ہم لوگوں کا خیال تو یہی ہے۔ اگر ہم ایسا سوچیں گے تبھی کامیابی حاصل کر سکیں گے۔ نہیں تو دھرتی کا بوجھ ہی بڑھے گا۔"

پریش بابو چپ چاپ سن رہے تھے۔ وہ بولے۔

"کہہ تو نہیں سکتا، میں بھارت ورش کو کتنا جانتا ہوں، لیکن جوانی بیت گئی ہے۔ اس میں لوٹ کر کیا کوئی جا سکتا ہے۔؟ حال کا مستقبل ہی ہماری زندگی کا اصل مقصد ہے۔ ماضی کی طرف ہاتھ بڑھانا کیا وقت ضائع کرنے کے برابر نہیں ہے۔

"لیکن گورا کہتا ہے۔ کوئی حقیقت ماضی ہو ہی نہیں سکتی —!" ونے نے کہا — "لیکن گورا کو ایک عام ہندوستانی کے نکتہ نظر سے دیکھیں۔ وہ ہندو دھرم کو نہایت ہی عظیم شکل وصورت میں دیکھنا ہے۔ تھوڑی سی چھوت چھات سے مر جانے یا مرجھانے والا وہ نہیں۔"

لیکن ونے جانتا تھا کہ گورا کے کاموں میں انتہا ہے — ستیہ کے پرچارکوں کے من میں جو خلوص پیار اور شانتی ہونی چاہیئے، وہ اس میں نہیں ہے۔"

رات کو پلنگ پر لیٹی سچریتا نے للتا سے کہا۔

"ونے بابو مجھے بڑے اچھے لگتے ہیں۔"

"وہ صرف گورا بابو کی باتیں ہی گھما پھرا کر کرتے ہیں —" للتا نے کہا۔

"یہ تو صحیح ہے کہ ان کے منہ پہ ہمیشہ گورا بابو کو ہی دیکھ پاتی ہوں۔"
شچریتا انجلانے جذبات سے بولی۔

"گورا — گورا — ! رات دن صرف گورا ہی گورا — ! مجھے بالکل اچھا نہیں لگتا — !" للتا بولی — "ٹھیک ہے گورا بڑے اچھے آدمی ہیں۔ لیکن وہ خود بھی تو آدمی نہیں۔"

"لیکن انکی شخصیت میں کمی کیا ہے؟"

"گویا کسی کے سر پر بھوت سوار ہو۔ اُس حالت میں مجھے اس انسان پر بھی غصہ آتا ہے۔ اور مستقبل پہ بھی شردھا نہیں ہوتی۔"

"ناراض کیوں ہوتی ہو دیدی۔" گورموہن کی باتیں اصل میں ونے کی ہی باتیں ہیں۔ دونوں گہرے دوست ہیں۔ سچریتا نے کہا۔

"یہ بات نہیں — !" للتا بولی — "دونوں کے اصول میں مکمل اتفاق نہیں ہے۔ گورا جو چاہتا ہے۔ ونے بابو کو اس پہ عمل کرنا ہوگا۔"

اسی وقت دیدی دیدی کہتا ہوا ستیش آگیا۔ اور دونوں اس کی باتوں میں الجھ گئیں۔

۱۰

علی الصبح گورا لکھنے ہی بیٹھا تھا کہ ونے نے اچانک ہی آکر کہا۔
"میں اس دن پریش بابو کی لڑکیوں کو سرکس دکھانے کو لے گیا تھا —"

"ادنا ش سے سن چکا ہوں۔" گورا نے کہا۔
اسی وقت ماہم داخل ہوا۔ پان کی گلوری دنے کی طرف وہ بڑھاتے ہوئے بولا۔
"اب تمہارے چا چا کے ہاتھ کی چٹھی آنے کی دیر ہے۔ وہ ملتے ہی میں مطمئن ہو جاؤں گا۔"
دنے کو اس وقت شادی کا تذکرہ ناگوار گزرا۔ وہ بولا ــــ "چاچا کے پاس تو ابھی چٹھی بھیجی بھی نہیں۔"
دنے کی باتوں سے گورا سمجھ گیا کہ اس کے دل میں کوئی زبردست تبدیلی ہو چکی ہے۔ کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ آج کل دنے بابو پریش بابو کے گھر زیادہ آنے جانے لگے ہیں۔ وہ بولا۔
"دنے ــــ! بھائی صاحب سے وعدہ کر کے بھی انہیں کیوں پریشانی میں ڈال رہے ہو۔"
"میں نے وعدہ کیا ہے یا مجھ سے وعدہ لیا گیا ہے۔" یکایک ترش لہجہ میں دنے نے کہا۔
"کس نے ــــ؟" گورا بولا۔
"تم نے ــــ" دنے نے کہا۔
"تو اپنی بات پھیر لی ــــ" گورا اٹھ کھڑا ہوا ــــ اور ماہم کو پکار کر بولا ــــ "میں شروع سے ہی کہتا تھا کہ ششی مکھی کے ساتھ دنے کا بیاہ نہیں ہو سکتا۔ آپ نے میرے ذریعہ دنے سے فرمائش کیوں کی۔"
"سوچا تھا، اس طرح کام ہو جائے گا۔" ماہم نے کہا۔
"میں ان باتوں میں نہیں رہتا۔" اور لال آنکھیں کئے گورا

باہر چلا گیا۔ ونے بھی چلتا بنا اور ماہم سکتے کے عالم میں کھڑے کے کھڑے رہ گئے۔

دوپہر کو اچانک ونے آنندی کے پاس آ بیٹھا اور یکایک بولا۔
"میں ششی مکھی سے بیاہ کے بارے میں جو کچھ بھی گورا سے کہا۔ اس کا کچھ بھی مطلب نہیں۔ ششی مکھی سے بیاہ کرنے میں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ یہی کہنے میں آیا ہوں۔"
جب تک جھگڑا انہیں ٹلتا دوسرے "جھنجھٹ میں مت پڑو—! بیاہ گڑیوں کا کھیل نہیں ہے۔" آنندی نے کہا۔
لیکن ونے نے ماہم کے پاس جا کر بھی اپنی بات دہرا دی۔ دوسرے دن ماہم گورا کے پاس ونے کی بات لیکر گیا۔ اور اس نے بھی بنا کسی حیل و حجت کے حامی بھر دی۔ کیوں کہ اس نے سوچا جہاں شک و شبہ ہو وہاں پہرہ رہنا ہی چاہیئے۔ گورا نے یہ بھی سوچا کہ اگر میں پریش بابو کے گھر برابر آیا جایا کروں گا تو ونے پر قابو پا سکوں گا۔
جھگڑے کے دوسرے دن ہی گورا ونے کے گھر جا پہنچا۔ ونے کو اسے دیکھ کر تو تعجب ہوا ہی—اب گورا نے آتے ہی پریش بابو کی لڑکیوں کا تذکرہ چھیڑ دیا۔ تو وہ اور بھی متعجب ہوا۔
گھر واپس آکر بھی گورا ان لڑکیوں کو اپنے دل و دماغ سے نہ اتار سکا۔ پہلے کبھی بھی عورتوں نے اس کے دل میں جگہ نہ پائی تھی۔ دوسرے دن جب ونے نے گورا سے پریش بابو کے گھر چلنے کی بات کی تو وہ فوراً رضامند ہو گیا۔
شام ڈھلے دونوں دوست پریش بابو کے گھر پہنچے۔ ہرن بابو

اپنا ایک انگریزی مضمون پریش بابو کی مدد سے سچریتا کو سنا رہے تھے چونکہ سچریتا نے ان دونوں کی طرف دیکھا۔ اس وقت ہرن بابو کی موجودگی اسے بری لگی۔ لیکن گورا کا دل ہرن بابو سے بحث کرنے کے لئے پھڑک اٹھا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے بحث چھڑ گئی۔

تذکرہ تھا کلکتہ کے نزدیکی ضلع کے مجسٹریٹ بریڈلا کے جنم دن پہ پریش بابو کی لڑکیوں کے طرف سے کئے جانے والے ڈرامے کی تقریب میں گورا بھی آئے گا یا نہیں، گورا کے انکار کرنے پہ ہی ایک تیز طرار بحث بنگالی سماج میں پردے اور انگریزی کے ساتھ سماجک بندھنوں کو لے کر چھڑ گئی۔

"ہم لوگ ہی برے ہیں جو انگریزوں سے ملنے کے قابل نہیں رہے،" ہرن بابو بولے۔

"کچھ نہ تو غیر مہذب ہونے کے ناطے انگریزوں سے ملنا باعث شرم بات ہے۔" گورا بولا۔

ہرن بابو بھڑک اٹھے۔ سچریتا اس وقت پنکھے کی آڑ سے ٹکٹکی باندھے گورا کو تاک رہی تھی۔ سچریتا کو لگ رہا تھا کہ گورا جو کچھ بھی کہہ رہا تھا اس میں کسی بھی قسم کی کمزوری، کمی یا خامی نہیں ہے۔ بلکہ سبھی کچھ عزم و استقلال سے کہہ رہا ہے۔ انسان کے ساتھ انسانی روح کا کیا تعلق ہے اس کا خیال آتے ہی وہ خود میں کھو کر دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو گئی۔

ہرن بابو سچریتا کے جذبات تاڑ گئے تھے، اس لئے ان کی دلیلوں میں زور نہیں رہا تھا۔ وہ پریشان ہو کر اٹھے اور سچریتا سے بولے۔

"سچریتا۔۔۔ ذرا اس کمرے میں آؤ۔۔۔ تم سے بات کرنی ہے۔"

سچریتا یکایک چونکی۔۔۔ گورا اور ونے کے سامنے ہرن بابو کے اس انداز سے پکارنا اسے اپنا اپمان لگا۔ وہ بولی۔

"بابوجی کو آنے دیجئے، سن لوں گی۔"

"اچھا تو ہم جاتے ہیں۔" اٹھتے ہوئے ونے بولا۔

"نہیں۔۔۔! بابوجی نے آپ لوگوں کو ٹھہرنے کے لئے کہا ہے۔" سچریتا نے جھٹ سے جواب دیا۔

"پھر تو میں لمحہ بھر بھی نہیں ٹھہر سکتا۔" نہ چاہتے ہوئے بھی غصہ سے بھرے ہرن بابو چلے گئے۔

سچریتا شرم و حیا سے سکڑی بیٹھی رہی۔

گورا نے غور سے سچریتا کا چہرہ دیکھا اور دیکھتا رہ گیا۔

کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد سرکاری نوکریوں میں ناانصافی پہ باتیں ہوتی رہیں۔ یکایک کسی دلچسپ بات پہ گورا قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔ سچریتا حیران رہ گئی۔۔۔ شاید وہ یہ جانتی تھی کہ لوگ بڑی بڑی باتیں سوچتے ہیں، وہ جو کھل کر ہنس بھی نہیں سکتے۔

سچریتا اگرچہ بات چیت میں خاموش رہی لیکن اس کے چہرے کے جذبات و تاثرات سے گورا اس قدر متاثر ہوا کہ اس کے دل میں مسرت کی کلیاں چٹکنے لگیں۔ بلکہ وہ سچریتا سے مخاطب ہو کر بولا۔

"اگر ہمارے خیالات مہذب انگریزوں کی تہذیب نہ اپنا سکے، نہ ہو سکے تو ہم ہرگز طاقت حاصل نہ کر سکیں گے۔ یہ بھول ہے۔ آپ سے میری فرمائش ہے کہ آپ ہندوستان کا دل ٹٹول کر دیکھیں،

اسکی برائیوں اور اچھائیوں میں رہ کر ہی دکھائی دینی والی خامیوں کو دور کریں۔ عیسائیت سے متاثر لوگوں سے مل کر آپ ہندو من کی بھاؤنائیں نہ سمجھ سکیں گی ـــــ!"

سچریتا کے دل میں ہیجان و اضطراب کا طوفان ہلورے لینے لگا۔ وہ ہچکچاہٹ کو بالائے طاق رکھ کر بولی۔

"میں دیش کی بات اس طور پہ کبھی نہیں سوچی تھی۔ لیکن دھرم کیا الگ موضوع نہیں۔"

گورا کو یہ سوال بہت ہی لگا۔ وہ بولا ـــــ "جس دھرم کو آپ دیش سے الگ سمجھتی ہیں اس کی اصلیت دیش کے اندر داخل ہو کر ہی جان سکتی ہیں ـــــ میں کہتا ہوں کہ بھارت کے کھلے چبوترے سے آپ سورج کو بآسانی دیکھ سکتی ہیں، اس کے لئے سمندر پار جا کر عیسائی گرجے میں جا کر بیٹھنے کی ضرورت نہیں ـــــ دوسرے دوسرے دیشوں میں ایشور کو ایک حد میں روکنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جبکہ بھارت ایشور کو آتما کی شکل میں دیکھتا ہوا بھی اس کو سرحد پہ ہی نہیں مانتا۔"

سچریتا کا دل ٹٹول کر گورا کہہ اٹھا ـــــ "کٹیا چاری لوگوں کی بھاؤناؤں سے آپ میری ہندو دھرم کی باتیں نہ سمجھیں۔ ہندوستان کے مختلف بیوپاروں میں ایک عجیب یکسانیت دیکھتا ہوں۔ میں اس یکسانیت کی خوشی میں ہی پاگل ہوں۔ اسی لئے مجھے بالکل اجڈ گنوار اور جاہل ہندوستانیوں میں بیٹھنے میں کبھی ہچکچاہٹ نہیں ہیں تمام ہندوستانیوں کے ساتھ ایک ہوں ـــــ اور بھی میرے اپنے ہیں ـــــ!"

اسی وقت پریش بابو بھی خاندان کے دیگر افراد کے ساتھ واپس آگئے۔ للتا اور ستیش گورا کو دیکھتے ہی ٹھٹھک گئے۔ اور لاوینہ لٹے پاؤں لوٹ گئی۔

"معلوم ہوتا ہے ہرن بابو چلے گئے۔" پریش بابو نے پوچھا۔

سچریتا خاموش رہی ــــ جواب ونے نے دیا ــــ "وہ نہیں ٹھہر سکے ــــ!"

"اب ہم بھی چلتے ہیں ــــ" گورا نے اٹھ کر پریش بابو کو پرنام کرتے ہوئے کہا۔ اور وہ اور ونے چلنے لگے۔ لیکن وردا سندری نے گورا سے اصرار کر کے ونے کو نہ جانے دیا۔

للتا نے کہا۔

"ماں، تم نے ڈرامے میں پارٹ کرنے کے لئے ونے بابو کو بے کار ہی ساتھ کر لیا۔ پہلے ان کے دوست کو تو راضی کر لیتیں۔"

"دوست کو راضی کرنے کی بات نہیں ہے ــــ" ونے بولا۔ "نہ تو میں نے کبھی ڈرامے میں پارٹ کیا ہے ــــ! اور نہ مجھ میں اتنی قابلیت ہے۔"

"اس کے لئے آپ فکر نہ کریں ــــ!" وردا سندری نے کہا۔ "مجسٹریٹ کے جنم دن پر ہونے والے ڈرامے میں ایک آدمی کم ہو گیا ہے۔ میں ایک پارٹ یاد کرا کے سب کچھ ٹھیک کر لونگی۔"

اور اپنے شاگرد دوستوں کو دیکھ کر گورا چھت سے نیچے اُتر آیا ـــــ اس نے دل ہی دل میں فیصلہ کیا کہ اب وہ پریش بابو کے گھر کبھی نہ جائے گا۔ اور ان تذکروں کو ختم کرنے کے لئے کچھ دن ونے سے بھی ملاقات نہ کرے گا۔ بس جب نیچے پہنچ کر یہ فیصلہ ہوا کہ گورا اپنے دوستوں کے ساتھ پیدیا ترا کے لئے گرانٹر ٹرینگ پر نکلے گا تو اسکا دل انتہائی خوش ہوا۔

گورا کپڑوں کی چھوٹی سی پوٹلی کمر پر باندھے ماں کے پاس جاکر بولا ـــ "ماں، میں کچھ دن باہر گھومنے جا رہا ہوں ـــــ ایسی پراتھنا کرتا ہوں کہ مجھے روکنا مت میں نہ تو سنیاسی ہو جاؤں گا اور نہ ہی زیادہ دن تم سے الگ رہوں۔"

"کیا ونے بھی جائے گا ؟" آنندئی نے خوش ہوکر پوچھا۔

"وہ نہیں جائے گا۔ اگر تم ماں کے دل کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ونے کو میرا محافظ یا سرپرست سمجھتی ہو تو یہ تمہاری بھول ہے۔"

آنندئی سے آشیرواد لیکر گورا نے جونہی سڑک پر قدم رکھا۔ ونے گلاب کا پھول ہاتھ میں لئے آدھمکا۔

"تمہارے درشن سے یاترا شبھ ہوگی یا اشبھ ـــــ ؟" گورا نے پوچھا۔

"تم کہیں جا رہے ہو ــــ ؟ کہاں ــــ ؟" ونے نے پوچھا۔

"ماں سے سب پتہ چل جائے گا ــــ" کہہ کر گورا تیزی سے چل دیا۔

ونے نے اندر جا کر پھول آنندئی کے چرنوں میں رکھ دیئے۔ پھر ان میں گورا کے بلا مقصد گھومنے پھرنے کی بات چیت ہوتی رہی ــــ ونے نے گورا کے ساتھ پریش بابو کے گھر جانے کی بات بھی کہہ سنائی۔ ونے کے چلے جانے کے بعد آنندئی جانے کیا کیا سوچنے لگی۔ وہ بھگوان سے بار بار پرارتھنا کرنے لگی ــــ گورا کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو اور ونے سے اس کے الگ ہونے کی کوئی وجہ نہ بنے۔

اس دن شام کو جب ونے پریش بابو کے گھر پہنچا تو ستیش للتا کے پاس بیٹھا اسکول کا سبق یاد کر رہا تھا۔ ونے نے للتا کی طرف دیکھ کر کہا۔

"لال رنگ تو جنگ کی نشانی ہے۔ اس لئے دوستی کا پھول تو سفید ہونا چاہیئے۔" اپنی چادر کے کنارے سے سفید پھولوں کا گچھا نکال کر للتا کے سامنے رکھتے ہوئے ونے نے پھر کہا۔

"آپ کے دونوں پھول کتنے ہی خوب صورت کیوں نہ ہوں پھر بھی یہ پھول شانتی اور نمرتا کی نشانی آپ کے سامنے موجود ہیں۔"

"میرے پھول کیسے کہہ رہے ہیں ــــ!" للتا کے چہرے پہ گرم گرم خون کی لہر دوڑ گئی۔

"للتا بہن نے ہی تو اس دن مجھے پھول آپ کو دینے کے لئے کہا تھا ــــ" ستیش بولا۔

"بے وقوف ۔۔۔!" للتا نے ستیش کی کمر پر دھول جماتے ہوئے کہا ۔۔۔ تو ہی تو تصویروں کے بدلے انہیں پھول دینا چاہتا تھا۔"

"لیکن کہا تو تم نے ہی تھا ۔۔۔" بے ساختہ ستیش بولا۔

"خیر، اس جھگڑے کو سلجھاؤ کے لئے میں یہ پھول آپ کو ۔۔۔۔" ونے بولا۔

"کیسا جھگڑا اور کیسا سلجھاؤ ۔۔۔!" للتا بولی

"واہ خوب ۔۔۔! سیپی میں چاندی کا سراب نہیں بلکہ سیپی بذاتِ خود سراب ہے۔

"اچھا ۔۔۔! اب سنائیں کہ مجسٹریٹ کے یہاں اداکاری کی بات ہی کیا ۔۔۔۔"

"وہ سچ ہے ۔۔۔!" للتا نے کہا ۔۔۔ آپ یہ سمجھیں کہ اسی کے لئے ہی میں نے جھگڑا کر کے آپ سے منظوری لی ہے۔ اور احسان مند ہوگئی ہوں۔ اگر نامناسب جان پڑتا تو آپ اسے منظور ہی کیوں کرتے؟"

کہتی ہوئی للتا چلی گئی ۔۔۔! وہ ونے کے سامنے ہار تسلیم کرنا نہیں چاہتی تھی۔ اور سچریتا ونے کے آنگنی بات سن کر بار بار چونک پڑتی کہ شاید دیگر دنوں کی طرح آج بھی گورا اس کے پیچھے پیچھے آجائے ۔۔۔! گورا کے نہ آنے کے شک سے سچریتا کو تکلیف بھی پہنچ رہی تھی۔ وہ ونے سے ادھر اُدھر کی باتیں کرتی رہی۔

تبھی ہرن بابو نے آکر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کہیے ونے بابو ۔۔۔! آپ کے گورا موہن نہیں آئے؟"

"وہ آجکل کلکتہ میں نہیں ہیں ۔۔۔" ناراضگی کے انداز میں ونے بولا۔

"کہیں دھرم پرچار کے لئے گئے ہیں کیا ــــ؟" ہرن بابو نے دوبارہ پوچھا۔

غصہ میں بھرا ونے خاموش رہا۔ سچریتا چپ چاپ اٹھ گئی۔

"سچریتا ــــ تم سے ایک بات کہنی ہے ــ" سچریتا کے پیچھے جاتے ہوئے ہرن بابو نے کہا۔

"آج میری طبیعت ٹھیک نہیں ــــ!" کہتے ہوئے سچریتا نے اپنی خواب گاہ میں جاکر اندر سے دروازہ بند کر لیا۔

تبھی للتا نے پہنچ کر سچریتا کو وہاں سے نکالا ــــ! اور ونے کے پاس بھیجا۔ سچریتا ونے سے بولی۔

"بابو جی گھومنے گئے ہیں اور ماتا جی ڈرامے کی کویتا یاد کرانے کے لئے لاوینہ اور للتا کے ساتھ ماسٹر کے یہاں گئی ہیں۔ آج آپ کا بھی امتحان لیا جائے گا۔"

"کیا آپ اس میں نہیں ہیں ــ؟" ونے نے پوچھا۔

"پھر ڈرامہ دیکھے گا کون ــــ؟" سچریتا نے کہا۔

آج سچریتا نے چاہتے ہوئے بھی گورا کی بات نہ چھیڑی۔ للتا کے سلوک سے چڑ کر ونے بھی خاموش رہا۔

اسی وقت وردا سندری بھی آگئی ــ اور ونے کو اداکاری کی تعلیم دینے کے لئے اندر لے گئی۔ اسی وقت ٹیبل پر رکھے ونے والے پھول غائب ہو گئے۔ ریہرسل میں للتا غیر حاضر رہی۔ اور سچریتا بھی منہ پہ ہاتھ رکھے سوچتی رہی۔ اس کے دل میں آرہا تھا۔

"یہ زندگی بے کار ہے ــــ! حقیقت پسندی میں کڑی پریشانیاں

ہیں۔ قدم قدم پر کانٹے دامن کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔ اس حالت میں مَیں زندگی کا دامن بچا کر منزل تک پہنچ سکوں ــــ! کچھ نہیں ــــ! میرا دل کانپ رہا ہے ــــ پاؤں کیوں لرز رہے ہیں ــــ؟"

سچریتا اب پوجا میں زیادہ دل لگانے لگی۔ ایک دن وہ پڑھتے ہوئے پریش بابو کے پاس جا کر بولی۔

"بابو جی ــــ! مجھے آپ پہلے کی طرح کیوں نہیں پڑھاتے ... خود کچھ بھی نہیں سمجھ پاتی ــــ؟"

"تو میں کل سے پڑھاؤں گا۔" انہوں نے کہا۔

"میں یہ پوچھنا چاہتی تھی کہ ہم لوگ جاتی بھید کی کیوں برائی کرتے ہیں ــــ؟" سچریتا نے پوچھا۔

"اگر ایک بلی ہمارے ساتھ تھالی میں بیٹھ کر کھالے تو اُسے کچھ دوش نہیں دیا جا سکتا۔ جبکہ کوئی انسان ہمارے رسوئی گھر میں گھس آئے تو کھانے کو ناپاک سمجھ کر پھینک دیا جاتا ہے۔ انسان کے ذریعہ انسان کا اس قدر اپمان ادھرم نہیں تو اور کیا ہے۔ ایسا سماج کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔"

"سماجک حالت کو دیکھتے ہوئے کیا حقائق کو بھی جھٹلانا چاہیئے؟" سچریتا نے گورا کی باتوں کو یاد کر کے پوچھا۔

"حقیقت کے سامنے تخیل سے کیسے نباہ کیا جا سکتا ہے—!"
"سب کو ایک نظر سے دیکھنا ہی تو ہمارے دیش کا پرم دھرم ہے—"
"ایک نظر سے دیکھنا گیان کی بات ہے—" پریش بابو بولے۔
—دل کی نہیں— لیکن انسانی دل ایک جگہ ٹھہر کر نہیں رہتا تبھی تو نیچ جاتیوں کو مندر میں داخل نہیں ہونے دیا جاتا۔"
گورا سے ہوئی بات کے نتیجہ کے طور پر ذہنی انتشار کو دور کرنے کے لئے سچریتا نے یہ تذکرہ چھیڑا تھا— اسے قدرے سکون حاصل ہوا۔ وہ بولی۔
"بابو جی— اپوجا کے وقت آج مجھے بھی ساتھ لے لیجئے گا۔"
اور وہ اپنے سونے کے کمرے میں چلی گئی۔
چمکتا ہوا گورا کا چہرہ اس کے ذہن کے پردے پر رقص کرتا رہا اسے لگا کہ گورا کی باتیں کوری ہی نہیں ہیں بلکہ ان میں زندگی ہے۔ رنگ اور روپ ہے— گورا کے دل میں اعتماد ہے— پیار کا جذبہ پنپ رہا ہے اس کے رگ و ریشے میں۔ وہ مکمل انسان ہے اور انسان بھی معمولی نہیں— اسے اپنے سامنے سے ہٹانے کے لئے ہاتھ نہیں اٹھ سکتا۔
سچریتا کا دل بھر آیا آنکھیں چھلچھلا اٹھیں۔ کوئی شخص اسے تذبذب میں ڈال کر خود غیر مانوس سا بن کر دور چلا جا رہا ہے۔
ادھر للتا کی حالت عجیب تھی۔ ونے بغیر کسی کی مدد کے اتنی اچھی اداکاری کر سکے گا۔ یہ دیکھ کر خوشی کے ساتھ ساتھ اس کے دل میں رشک

کا جذبہ بھی پیدا ہو رہا تھا۔ وہ سمجھ ہی نہیں پا رہی تھی کہ آخر وہ ونے کے بارے میں چاہتی کیا ہے ــــ پہلے جس پارٹ کے لئے اس نے خود ونے کو اکسایا تھا۔ اب وہ خود اسے اس سے الگ کر دینے کے لئے بیقرار ہونے لگی۔ لیکن وہ کوئی ترکیب نہ سوچ پائی۔ اور آخر میں اپنی ماں سے بولی ــــ

"ڈرامے میں میں حصہ نہ لے سکوں گی ــــ!"

"کیوں ــــ؟" وردا سندری نے مختصر سا سوال کیا۔

"مجھ سے یہ کام نہیں ہو سکے گا ــــ" للتا نے کہا۔

وردا سندری پر تو جیسے بجلی گر پڑی۔

وہ پریش بابو کی شرن میں جا گری۔ لڑکیوں کے کاموں میں اپنے سبھاؤ کے خلاف پریش بابو نے وقت کی نزاکت کا احساس کر کے للتا سے کہا ــــ "تمہارا اس وقت انکار کرنا بہت انیائے ہو گا ــــ اگر تمہاری آن کو چوٹ بھی پہنچے، تب بھی تمہیں اپنے موجودہ فرض کو پورا کرنا تمہارا فرض ہے۔"

للتا نے منظور کر لیا اور اس دن دل میں اٹھتے ہوئے طوفان کو دبائے وہ ونے کے سامنے اداکاری کرنے کو تیار ہو گئی۔ ونے بھی للتا کے گلے کی آواز اور لب و لہجہ کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اسکی نظروں میں للتا کی اہمیت اور بھی بڑھ گئی۔ ایک دن ونے نے وردا سندری کے سامنے للتا کی بہت تعریف کی۔ نتیجہ کے طور پر للتا کی شردھا بھی ونے کے تئیں دوگنی ہو گئی۔ اور دونوں آہستہ آہستہ ایک دوسرے کے قریب آتے گئے۔

اس تبدیلی سے ونے بہت زیادہ خوش ہوا اور آنندی کے پاس جاکر بچپن کی باتیں کرنے لگا۔ سچریتا سے بھی ونے باتیں کرنا چاہتا تھا لیکن اس کے درشن ہی نہ ہوتے۔ للتا اب ونے کی باتیں زیادہ سنجیدگی سے سنتی۔ ونے صاف صاف کچھ بھی نہیں کہہ پاتا۔

للتا کئی بار سچریتا سے ملاقات کرنے گئی۔ لیکن ہر بار اس نے اس کے دل کی گہرائیوں کی گھٹن اور رکاوٹ کا احساس کیا۔ نتیجہ کے طور پر وہ دل مسوس کر رہ گئی۔ اور واپس لوٹ آئی۔ للتا نے پریش بابو کی شکایت کی اور سچریتا کو بھی ڈرامے میں پارٹ کرنے کو کہا —— پریش بابو کے کہنے سے سچریتا تیار بھی ہو گئی۔

گورا کی غیر موجودگی میں ونے جیسے جیسے اپنے آپ کو پریش بابو کے خاندان کے نزدیک لانے کی کوشش کر رہا تھا۔ ویسے ویسے ہی سچریتا اس سے دور ہوتی گئی۔ للتا نے بھی تبدیلی محسوس کی۔ لیکن خاموش رہی ——

سچریتا کو ڈرامے میں شامل دیکھ کر ہرن بابو بہت ہی خوش ہوئے۔ انہی ناموزوں حالات میں ہرن بابو نے پریش بابو کے سامنے سچریتا کا رشتہ طے کر دینے کی تجویز رکھی۔

پریش بابو نے کہا۔

"میں سچریتا سے پوچھ کر جواب دوں گا ——!"

"اس نے تو پہلے ہی منظوری دے دی ہے ——!" ہرن بابو نے کہا۔

پریش بابو کے دل میں سچریتا کی دلی کیفیت کے بارے میں

شک تھا۔ اس لئے انہوں نے اسے وہیں بلاکر ہرن بابو کے سامنے ہی اس کی مرضی جاننا چاہا۔

سچریتا تذبذب سے چھٹکارہ چاہتی تھی۔ اس لئے اس نے فوراً منظوری دے دی۔ آخر میں یہی فیصلہ ہوا کہ براڈلے صاحب کی دعوت سے فارغ ہو کر سب کی موجودگی میں اس رشتہ کو پکا کر دیا جائیگا۔

ہرن بابو جس اخبار کے ایڈیٹر تھے۔ آج ڈاک سے سچریتا کو اس کی ایک کاپی ملی۔ اس میں پرانے خیالات کے پاگل نے عنوان سے ایک مضمون چھپا تھا ــــ مضمون براہ راست کسی سے متعلق نہیں تھا۔ اس کے باوجود سچریتا کو یہ اندازہ لگاتے دیر نہ لگی کہ اس حملہ کا نشانہ صرف گورا ہی ہے۔ اس لئے یہ مضمون ان کے لئے ناقابلِ برداشت تھا۔ اس نے دل ہی دل میں کہا

"گورا بابو چاہیں تو اس مضمون کو مٹی میں ملا سکتے ہیں ــــ اور گورا کی دلکش سیہہ وصورت سچریتا کی آنکھوں میں رقص کرنے لگی۔ گورا کی پرکشش اور سنجیدہ آواز اس کے دل میں بے اختیار گونجنے لگی۔ سچریتا نے اس اخبار کو اٹھا کر زمین پر پھینک دیا۔

آج بہت دنوں کے بعد سچریتا خود ہی ونے کے پاس جا پہنچی۔ اور بولی ــــ "جن اخبارات میں آپ لوگوں کے مضامین شائع ہوئے ہیں۔ انہیں دینے کا وچن دیا تھا آپ نے ــــ! لیکن ابھی تک دیئے نہیں ــــ!"

"کل ہی آپ کو لا دوں گا ــــ" ونے نے جواب دیا۔

دوسرے دن ونے نے اخبارات و رسائل کے ڈھیر لاکر سچریتا کے

کے سامنے رکھ دیا ـــــ پڑھنے کے بجائے سچریتا نے انہیں صندوق میں بند کر کے رکھ دیا۔ چاہتے ہوئے بھی وہ پڑھ نہ سکی۔ کیونکہ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اپنے دل کو کسی بھی طرح بہکنے نہ دے گی۔

اتوار کو علی الصبح آنندی پان لگا رہی تھی، کہ ونے اس کے پاس آ پہنچا۔ آنندی نے کہا۔

"ونے کل گورا کا خط آیا تھا ـــــ"

"کیا لکھا ہے ـــــ!" ونے نے پوچھا۔

"دیش کے چھوٹے چھوٹے لوگوں کا حال ہی خاص طور پر لکھا ہے۔" آنندی نے جواب دیا ـــــ "دھول پاڑہ نامی گاؤں میں مجسٹریٹ نے کیسے کیسے ظلم ڈھائے ہیں۔ کچھ ان کا بھی تذکرہ ہے۔"

"گورا کو دوسروں کا بھی دھیان رہتا ہے ـــــ! اپنے مظالم کو بھلنے ہی ہم لوگ انصاف مانتے ہیں۔!" ونے نے کہا۔

آنندی کو ہنسی آ گئی۔

"تم ہنس رہی ہو ماں ـــــ؟" ونے نے پوچھا ـــــ "میرے قصہ کی وجہ تو سنو ـــــ اس دن میں نے جودھپور اسٹیشن پر دیکھا کہ ایک بنگالی بابو اپنی بیوی کے ساتھ صاحبی ٹھاٹھ میں اترے۔ پانی برس رہا تھا بیچاری عورت تو بچے کے سمیت پانی میں بھیگتی رہی۔ اور وہ صاحب

چھتری لگائے قلیوں کا انتظار کر رہے تھے۔ یہ دیکھ کر بین نے عہد کیا کہ عورت کو دیوی یا لکشمی کہہ کر تخیلی پرستش سے ہوائی قلعے کبھی تعمیر نہیں کروں گا۔ دیش کی عورتیں کتنی شکتی شالی ہیں۔ اس بات پر ہم نے کبھی دھیان نہیں دیا۔ لیکن اب اور اس حالت کو برداشت نہیں کروں گا۔" کہہ کر ونے انتہائی جوش سے بھرا چلا گیا۔

آنندی نے ماہم کو بلا کر کہا۔۔۔ "ہماری شششی مکھی کی شادی ونے کے ساتھ نہ ہو سکے گی ۔۔۔ یہ رشتہ آخر تک نہ ٹک سکیگا۔"

"گورا اور ونے دونوں تیار ہو گئے ہیں ۔۔۔ پھر کیوں نہ ٹکے گا۔ ہاں ۔۔۔ ! اگر تم نے اجازت نہ دی تو ونے کبھی شادی نہیں کرے گا۔" ماہم بولا۔

"ونے کی چنتا میں جانتی ہوں ۔۔۔ گورا بھی نہیں جانتا ۔۔۔ یہی سوچ کر میں شادی کی اجازت نہیں دے سکتی۔"

"دیکھا جائے گا ۔۔۔" کہہ کر منہ میں پان کی گلوری دبایا اور بگڑتا ہوا ماہم چلا گیا۔

دورے کے دوران میں کلکتہ سے باہر نکل کر گورا نے پہلی بار دیکھا کہ تعلیم یافتہ سماج کے باہر ہمارا دیش کیسا ہے۔ ہندوستان کے زیادہ تر دیہاتوں میں ۔۔۔ جہالت ۔۔۔ افلاس ۔۔۔ غریبی ۔۔۔

بدحالی ـــــ نے کس طرح جنتا کو اپنے چنگل میں پکڑ رکھا ہے۔ ساماجک کام کرنے کے لئے کن کن رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ بھی اسے معلوم ہو گیا کہ دیہاتیوں کے درمیان رہے بغیر ان باتوں کو کبھی نہیں جانا جا سکتا۔

ایک بار گورا جس گاؤں میں ٹھہرا تھا۔ اس کے ایک محلے میں آگ لگ گئی، لیکن گاؤں والے چیخ چلا رہے ہیں۔ ادھر ادھر بھاگ رہے ہیں۔ لیکن آگ بجھانے کی کوشش کوئی نہیں کر رہا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے سارا گھر جل کر راکھ ہو گیا۔ گاؤں کے پاس کوئی تالاب یا کنواں بھی نہ تھا۔ عورتوں کو بھی گھر کے کاموں کے لئے پانی بہت دور سے لانا پڑتا تھا۔ لیکن تھوڑا سا خرچ کر کے گاؤں کے پاس کنواں کھود لینے کی طرف کسی نے دھیان نہیں دیا تھا۔

گورا کو اس وقت تو اور بھی تعجب ہوا کہ جب اس کی یاترا کے ساتویں دن بھی اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور نہ کیا گیا۔ ان کا خیال تھا کہ چھوٹے لوگوں میں تو ایسا ہوتا ہی ہے۔ ان کے لئے چنتا کرنا بے کار ہے۔ دھیرے دھیرے اس کے سبھی ساتھی کھسک گئے

اس کے بعد گورا اپنے آخری ساتھی رماپتی کے ساتھ ندی کے پاس کی ریتیلی بھومی میں بسی ایک مسلم بستی میں جا پہنچا۔ ساری بستی میں صرف ایک ہی ہندو نائی کا گھر تھا۔ لیکن اس نائی کی عورت نے بھی ایک مسلمان لڑکا پال رکھا تھا۔ گورا نے جب اس ادھرم کے لئے اس نائی کو دھتکارا تو وہ بولا۔

" پنڈت جی! ہم لوگ جسے ہری کہتے ہیں ـــــ اسے یہ لوگ

اللہ کہتے ہیں۔ پھر بھید بھاؤ کیسا ۔۔۔؟"

"کیا اس لڑکے کے ماں باپ نہیں ۔۔۔؟ گورا نے پوچھا۔

"ہیں تو سہی ۔۔۔! وہ لوگ نیل کے صاحب کے ٹھیکیداری میں رہتے ہیں۔ گاؤں کے سب باشندوں نے تو صاحب کی غلامی قبول کر لی ہے۔ لیکن اللہ پور نامی گاؤں کے مسلح باشندوں نے اسے قبول نہ کیا۔ ان کا سردار پھیرو میاں بڑا نڈر شخص ہے۔ وہ کئی بار پولیس کے ساتھ مار پیٹ کرنے کے قصور میں جیل کاٹ آیا ہے۔ اس کے گھر کبھی اتفاق ہی سے چولہا جلتا ہے۔ اس گاؤں پر پولیس کا قہر برس رہا ہے۔ عورت کی عصمت وعفت تک محفوظ نہیں۔ پھیرو اور دوسرے سارے آدمی گرفتار کر لئے گئے ہیں ۔۔۔! پھیرو کا اکلوتا لڑکا میری بہن کو گاؤں کے رشتہ سے موسی کہتا ہے۔ اس لئے یہ اسے بھوکا دیکھ کر اپنے گھر لے آئی ہے ۔۔۔!"

نائی اور بھی پولیس کے اتیا چاروں کی کہانی سناتا رہا ۔۔۔ اس کی بات ختم کرنے پر گورا نے پوچھا ۔۔۔

"یہاں سے ہندوؤں کا گاؤں کتنا دور ہے ۔۔۔؟"

"تین میل پر ۔۔۔! جہاں نیل کی کوٹھی ہے ۔۔۔! وہاں ایک کائستھ تحصیلدار منگل پرشاد رہتا ہے ۔۔۔" نائی نے کہا ۔۔۔

"وہ ساکھشات یم دوت ہے۔ اتنا ظالم اور چالاک شخص میں نے کہیں نہیں دیکھا۔ وہ پولیس کے دارو غہ کو کئی دنوں سے اپنے گھر ٹھہرائے ہوا ہے۔

"اچھا ۔۔۔! میں کھا پی کر یہاں آؤں گا وہاں ۔۔۔" گورا

نے کہا۔

کڑکتی دھوپ اور گرم ریت میں چلتے ہوئے جب انہیں وہ جگہ دکھائی دی تو گورا نے رماپتی سے کہا۔

"تم وہاں جاکر کھاؤ پیو ــــ میں نائی کے گھر جا رہا ہوں ــــ ہو سکتا ہے کہ مجھے کچھ دن وہاں رکنا پڑے ــــ! ہاں ــــ! تمہیں وہاں ٹھہرنا آسان نہ ہوگا ــــ!

رماپتی حیران رہ گیا ــــ وہ سوچنے لگا ــــ "کیا گورا بہت لکھے گا ــــ ہے" اس نے دیکھا کہ گورا تپتی ریت پر اکیلا ہی کوٹا جا رہا ہے ــــ

بھوک سے بیتاب ہونے پر بھی گورا ظالم منگل پرشاد کے یہاں کھانا نہیں کھانا چاہتا تھا۔ وہ دل ہی دل میں سوچنے لگا ــــ

ہندوستان میں پوترتا کا ڈھونگ اصل میں ادھرم ہے۔ کیا مسلموں پر اتیاچار کرنے سے میری قوم بچ گئی ــــ ؟ کیا جس نے ان کی تکالیف برداشت کر کے بھی ایک مسلم لڑکے کی جان بچائی ہے۔ اس کے یہاں کھانے سے دھرم نشٹ ہو جائے گا ــــ!"

گورا کو اکیلے ہی لوٹتے دیکھ کر نائی حیران رہ گیا ــــ نائی کے لوٹے کو پہلے اچھی طرح سے مانجھ دھو کر گورا نے جی بھر کے کنوئیں سے پانی پیا۔ اور پھر نائی سے بولا۔

"تمہارے گھر میں کچھ دال چاول ہو تو دے دو ــــ بنا کر کھا لوں گا ــــ"

کھانے کے بعد گورا بولا ــــ "تمہارے گھر میں دو چار دن

ٹھہروں گا۔

"میری خوش قسمتی ـــــ لیکن آپ کے یہاں رہنے سے پولیس وغیرہ کوئی بکھیڑا نہ کھڑا کر دے۔" نائی بولا۔

"اگر پولیس کوئی ظلم کرے گی تو میں تمہاری مدد کروں گا۔" گورا بولا۔

"پولیس والے سمجھیں گے کہ میں نے ان کے خلاف گواہ بنا کر آپ کو یہاں رکھ لیا ہے۔ اس حالت میں وہ مجھے بھی یہاں نہ رہنے دیں گے۔ اگر میں اکیلا آدمی بھی اس گاؤں سے چلا گیا تو یہ برباد ہو جائے گا۔ یہاں رہ کر آپ کی دخل اندازی ہمیں اور مصیبت میں ڈال دیگی۔" نائی نے کہا۔

نائی کی بزدلی کی وجہ سے گورا تیسرے پہر ہی وہاں سے چل پڑا۔ اور شام ہوتے ہوتے ہی نیل کی کوٹھی والی کچہری میں جا پہنچا۔ اس کے پرسکون چہرے کو دیکھ کر جوں ہی منگل پرشاد اس کے استقبال کو اٹھا، گورا اس پر بگڑتے ہوئے بولا۔

"میں تمہارے یہاں کا پانی بھی نہ پیوں گا۔"

اور وجہ پوچھنے پر گورا نے اسے انتہائی اتیاچاری وغیرہ الفاظ سے مخاطب کیا ـــــ اور کھڑا رہا۔

پاس ہی مسند کے سہارے تمبا کو پیتے ہوئے گورا سے پوچھا ـــــ

"تم کون ہو ـــــ کہاں سے آئے ہو ـــــ؟"

اُن کی بات کا جواب نہ دے کر گورا بولا۔

"معلوم ہوتا ہے وہ داروغہ تم ہی ہو ـــــ تم نے اللہ پور میں جو مظالم ڈھائے ہیں ـــــ ان کی اطلاع پا کر میں آ رہا ہوں ـــــ اگر تم اب بھی سنبھل کر نہ چلے ..... "

"تو کیا تم پھانسی لگا دو ۔۔۔! تمہارا واسطہ شاید کسی داروغہ سے نہیں پڑا۔" داروغہ بیچ ہی میں بول پڑا۔

منگل پرشاد کے سمجھانے بجھانے پر داروغہ نے گورا سے کہا۔

"ہم یہاں سرکاری کام سے آئے ہیں۔ اگر تم نے اس میں کوئی روڑا اٹکایا تو مصیبت میں پڑ جاؤ گے ۔۔۔!"

گورا چپ چاپ باہر نکل آیا ۔۔۔

شام ڈھلے مجسٹریٹ بروڈلا دریا کے کنارے پیدل ہی گھوم رہے تھے۔ ساتھ میں ہرن بابو بھی تھے۔ ان کے پیچھے پریش بابو کی لڑکیوں کے ساتھ بروڈلا صاحب کی میم بھی ہوا خوری کے لئے گھوڑا گاڑی میں نکل پڑی تھیں۔

پرسوں شام کے وقت کمشنر اور گورنر کے سامنے پریش بابو کی لڑکیوں کے ڈرامے کی بات طے تھی۔ اسے دیکھنے کے لئے شہر کی مہذب و برگزیدہ شخصیتیں مدعو کی گئی تھیں۔

ہرن بابو نے مجسٹریٹ صاحب کو خاص طور پر متاثر کر رکھا تھا

انہوں نے ہرن بابو سے یہ بھی پوچھ لیا تھا ۔۔۔ کہ عیسائی دھرم کو اپنانے میں اب تک ۔ کیوں کی جا رہی ہے؟ ہرن بابو برہم سماج کے کام کی حمایت اور ہندو سماج کی برائیوں کے بارے میں سنجیدگی سے

بحث کر ہی رہے تھے کہ گورا نے آکر کہا ـــ "گڈ ایوینگ۔"

گورا کو دیکھ کر ہرن بابو نے اس طرح ظاہر کیا۔ گویا اسے جانتا ہی نہ ہو۔ مجسٹریٹ اس کے جسیم شہیم ڈیل ڈول اور خالص ہندوؤں کا اور ہاتھ میں لاٹھی دیکھ کر حیران رہ گیا۔

"میں گھوش پور سے آرہا ہوں ـــ!" گورا پھر بولا۔

"گھوش پور کی کاروائی میں باہری دخل اندازی کی اطلاع مجسٹریٹ صاحب کو کل ہی مل چکی تھی۔ اس لئے سوچنے لگے ـــ

"یہی تو وہ آدمی نہیں ہے ـــ!" پھر بولا ـــ "تمہاری ذات کیا ہے ـــ؟"

"میں بنگالی براہمن ہوں ـــ گھومتے گھومتے گھوش پور جا پہنچا۔ وہاں پولیس کے مظالم دیکھ کر اس مسئلہ کے حل کے لئے آپ کے پاس آیا ہوں ـــ" گورا نے جواب دیا۔

"کیا تم جانتے نہیں کہ گھوش پور کے لوگ بدمعاش ہیں ـــ"

"وہ نڈر اور بہادر انسان ہیں اس لئے ظلم کو خاموشی کے ساتھ برداشت نہیں کر سکتے۔"

"تمہیں وہاں کی حالت کا پتہ نہیں۔" مجسٹریٹ نے گھڑکی دی۔

"میرے خیال میں آپ کم جانتے ہیں۔ گورا نے کڑک کر جواب دیا۔

"میں تمہیں تنبیہ کرتا ہوں کہ اگر تم نے وہاں کے معاملے میں کوئی دخل اندازی کی تو تمہیں باغی قرار دے دیا جائے گا۔ اور اس کی سزا بھی تمہیں بھگتنی پڑے گی۔"

"میں اس گاؤں کے لوگوں کو ظلم کے خلاف یکجا کرنے کے لئے

اپنی تمام تر کوششیں صرف کر دوں گا۔"

"اتنی شیخی ——!" مجسٹریٹ نے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

گورا خاموشی کے ساتھ ساتھ دھیرے دھیرے چل دیا۔

اس کے جانے کے بعد ہرن بابو نے کہا —— "آپ کے ملک کے باشندوں میں یہ کیسے جذبات پیدا ہو رہے ہیں۔"

"تہذیبی، سماجی اور ساماجک قدروں میں ترقی ہونے کے ساتھ ساتھ یہاں کے لوگوں میں ایسی تبدیلی رونما ہو ایسا ہو ——" ہرن بابو بولے —— "اگر احسان فراموش لوگ انگریزی راج کو منظور کرنا نہیں چاہتے —— آپ کو حقائق کا پتہ نہیں ——"

ڈاک بنگلہ پر پہنچ کر ہرن بابو نے مجسٹریٹ کے ساتھ ہوئی اور گزری ساری باتیں، تو سنائیں۔ لیکن گورا کے آنے کا ذکر نہیں کیا۔

اور گاؤں کو تباہ کرنے کے لئے بغیر قصور کے لوگوں کو پکڑ کر حوالات میں بند کر دیا گیا تھا۔ اسی لئے گورا وکیل کی تلاش میں نکلا اپنے ہم جماعت وکیل کی مدد سے گورا جب ضمانت کرانے عدالت میں پہنچا تو اسے دیکھ کر مجسٹریٹ نے عرضی نامنظور کر دیا۔ گورا نے اپنے اس وکیل دوست کی مدد سے ہائی کورٹ میں اپیل کرنے کی بات سوچی۔ لیکن غدار بن جانے کے خیال سے وہ تیار نہ ہوا۔ اس بات کا انتظار کرنے کے لئے گورا اگلے دن کلکتہ جانا چاہتا تھا کہ ایک واقعہ در پیش آیا۔

کلکتہ کے چند طلبا میچ کھیلنے کے لئے اس میلے کے موقع پر وہاں آئے ہوئے تھے۔ وہ لوگ مشق کر رہے تھے۔ ایک طالب علم کو گیند

لگ جانے سے خون بہنے لگا۔ اسے پانی میں بھگو کر پٹی باندھنے کے لئے ایک طالب علم جیسے ہی ایک نزدیکی تالاب پر پہنچا۔ اور پٹی بھگونے لگا تو ایک سپاہی نے ٹوکا۔

"یہ پانی صرف پینے کے لئیے ہے ——!"

طلبا چڑ گئے اور سپاہی پیٹنے لگے۔ یہ دیکھ کر چار پانچ سپاہی اور دوڑے آئے۔ اور طالب علموں کو پیٹنے لگے۔ عین اسی وقت گورا وہاں سے گزر رہا تھا۔ طالب علموں پٹنا وہ برداشت نہ کر سکا۔ اور آگے بڑھ کر بولا —— "خبردار ——!"

سپاہیوں نے جیسے ہی گورا کو گالی دی۔ وہ ان پر ٹوٹ پڑا۔ اور لاتوں و گھونسوں سے انہیں پیٹنے لگا۔ گورا کو دیکھ کر دوسرے طالب علم بھی سپاہیوں پر ٹوٹ پڑے —— خوب ہاتھا پائی ہوئی اور آخر میں پولیس کئی طالب علموں کے ساتھ گورا کو بھی پکڑ کر لے گئی۔

شام کو تین چار بجے کے قریب لاچار طالب علموں نے ڈاک بنگلہ میں پہنچ کر ونے اور پریش بابو کی لڑکیوں وغیرہ کو گورا کے پکڑے جانے کی خبر دی۔ ہرن بابو کو چھوڑ سبھی چونک پڑے۔

ونے اسی وقت وکیل کو لیکر حوالات پہنچا۔ اور گورا کے آگے ضمانت کی تجویز رکھی۔ لیکن وہ بولا۔

"میں وکیل نہیں کروں گا، مجھے ضمانت پر چھڑانے کی کوشش بھی نہیں کی جانی چاہیئے۔"

ونے اور وکیل کے سمجھانے پر بھی گورا نہ مانا —— رنجیدہ خاطر ونے ڈاک بنگلہ لوٹ آیا۔ ونے کو اداس لوٹتے دیکھ کر سچریتا دل

تڑپ اٹھا۔ جب ونے نے تمام حال سنایا تو سچریتا حیران رہ گئی۔ للتا کے ہاتھ سے گر گئی اور چہرہ یکبارگی سرخ ہو گیا۔

"آپ فکر نہ کریں ونے بابو——!" وردا سندری نے کہا—— "میں مجسٹریٹ کی میم سے کہہ کر گورا کے لئے سفارش کروں گی۔"

"ایسا ہرگز نہ کیجئے گا——" ونے بولا—— "پتہ چلنے پر گورا مجھے تا زندگی معاف نہ کرے گا۔" اور ونے نے ضمانت سے انکار کرنے والی بات کہہ سنائی——

"یہ زیادتی ہے۔" ہرن بابو بولے۔

"زیادتی کچھ بھی نہیں——" للتا ہرن بابو کے الفاظ سن کر خاموش نہ رہ سکی—— "گورا بابو ٹھیک ہی کہتے ہیں——"

للتا کا بولنا ہرن بابو کے لئے ایک عجیب و غریب بات تھی—— ناخوش ہو کر وہ بولے—— "تم کیا سمجھو——" اور انہوں نے رات گورا کے ساتھ مجسٹریٹ کی بات کا ذکر کر دیا۔

لیکن ہرن بابو کی کوششیں بے کار ثابت ہوئیں۔ ابھی تک گورا کی بات چھپا کر انہوں نے جس گراوٹ کا ثبوت دیا تھا۔ سچریتا اس سے بھڑک اٹھی۔ وہ حقارت بھری نظروں سے دیکھ کر کتاب کے صفحات پلٹنے لگی۔ اسی وقت للتا نے دخل اندازی کرتے ہوئے کہا۔

"ہرن بابو کی رائے چاہے مجسٹریٹ سے کتنی ہی ملتی ہو—— لیکن گھوش پور کے معاملہ میں گورا بابو نے جو پارٹ ادا کیا ہے۔ اسے نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔"

مجسٹریٹ نے اپنی عدالت میں پولیس کے کام میں دخل اندازی کرنے کے جرم میں گورا کو ایک ماہ قیدِ بامشقت کی سزا سنائی۔

بغیر گورا کی طرف دیکھے ونے عدالت سے باہر نکلا۔ اور چلتا ہوا ایک درخت کے نیچے جا بیٹھا۔ وہیں بیٹھے بیٹھے شام ہو گئی۔ ونے نے منہ اٹھا کر دیکھا تو اور سچریتا اس کی طرف چلے آ رہے تھے۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا اور گاڑی میں جا بیٹھا۔

ڈاک بنگلہ میں پہنچ کر ونے نے دیکھا کہ وہاں ہنگامہ ہو رہا ہے۔ للتا نے مجسٹریٹ کی تقریب میں شرکت کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ ونے کے آتے ہی للتا نے کہا۔

"آپ ٹھیک کہتے تھے — ہرن بابو کے خیال کے مطابق ہندوستان میں مجسٹریٹ کا راج اور حکم خدائی فرمان کا درجہ رکھتا ہے۔ لیکن میں کہتی ہوں کہ اس حکومت کی بنیادوں کو من، وانی اور شریر کی مدد سے ہلا دینا بھی خدائی فرمان کا درجہ رکھتا ہے۔"

"للتا.... تم...." ہرن بابو غصہ ہو کر بولے۔

"جناب، خاموش رہیے —" للتا گھوم کر ہرن بابو کے قریب سامنے کھڑی ہو گئی — اور بولی — "میں آپ سے کچھ نہیں کہہ رہی، ونے بابو، آج ناٹک کسی بھی طرح نہیں ہو گا۔"

ورداسندری نے ونے کو سمجھانے کی بہت کوشش کی۔

سبھی کو خاموش دیکھ کر وہ بولی —— "تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے۔ —— سچریتا تم ہی ونے کو سمجھا دونا —— ! ہم آج کے لئے زبان دے چکے ہیں۔ میں ان لوگوں کو کیسے منہ دکھا سکوں گی۔"

سچریتا منہ لٹکائے بیٹھی رہی اور ونے پاس ہی دریا میں سٹیمر پر چلا گیا۔ دو تین گھنٹے کے بعد ہی سٹیمر کلکتہ کے لئے چھوٹنے والا تھا۔ ہرن بابو آگ بگولہ ہو کر ونے اور گورا کی برائی کرنے لگے۔ سچریتا اٹھ کر پاس والے کمرے میں چلی گئی —— اور للتا بھی وہیں جا پہنچی۔

"دیدی —— چلو ہم لوگ کلکتہ لوٹ چلیں ——" للتا نے کہا —— "آج کے ڈرامے میں میری تو زبان کٹ کر اگر خون بھی نکلنے لگے تو بھی ایک لفظ منہ سے نہ نکل سکے گا۔"

"یہ میں جانتی ہوں —— " سچریتا بولی —— لیکن اب کوئی علاج بھی تو نہیں —— آج کا دن کبھی بھول نہ سکوں گی۔"

للتا ماں کے پاس پہنچ کر بولی —— "میں کلکتہ جانے کی بات کہہ رہی ہوں۔"

"اس لڑکی کی بات تو سنو ——" ورداسندری نے کہا —— "اس جھنجھٹ میں بہت دیر ہو گئی —— اب سب لوگ آرام کرو —— نہیں تو رات کو نیند ستائے گی۔ اور وہ سب کو خود ہی سلا آئیں۔

ادھر سٹیمر پر بھونپوں —— بار بار بول رہا تھا۔

سٹیمر چھوٹنے سے ٹھیک پہلے للتا نے سیڑھیاں پار کر کے اوپر قدم رکھا —— ٹھیک اسی وقت ونے للتا کے سامنے آکھڑا ہوا۔

"مجھے اوپر لے چلئے ـــــ!" للتا بولی۔

سیٹی بجی ـــــ سٹیمر چل دیا ـــــ

للتا کو اوّل درجہ کے ڈیک پر کرسی پہ بٹھا کر ونے خاموشی سے اوپر کی طرف دیکھنے لگا۔ للتا بولی۔

"مجھ سے ٹھہرا نہ گیا وہاں ـــــ اب کلکتہ چل رہی ہوں ـــــ میں چٹھی رکھ آئی ہوں ـــــ! پڑھ کر سب جان جائیں گے۔"

ونے حیران و ششدر رہ گیا۔ للتا بولی ـــــ

"میں عورت ہوں تو کیا ـــــ نیائے اور انیائے سبھی سمجھتی ہوں۔ آج کی تقریب میں ڈرامہ کرنے کے مقابلہ میں خودکشی کر لینا ہی زیادہ آسان سمجھتی ہوں ـــــ" کچھ ٹھہر کر وہ پھر کہنے لگی ـــــ "آپ کے دوست گورا کی بات سن کر میرا دل ان سے بغاوت پر آمادہ ہو گیا تھا۔ مجھے غصہ بھی آتا تھا۔ لیکن ان کا بس اور پر نہیں اپنے پر ہے ـــــ یہ آج پتہ چلا ـــــ ایسا شخص میں نے کوئی دوسرا نہیں دیکھا۔"

ونے کے لئے کچھ بھی بول سکنا مشکل ہو رہا تھا۔ للتا کے تئیں اس کے دل میں استعجاب و احترام کے جذبات ابھر رہے تھے۔

للتا کو ساتھ لے کر ونے پریش بابو کے گھر جا پہنچا۔

ستیش نے دونوں کا سواگت کیا۔ للتا باہر کے کمرے کی طرف چل دی۔ اور ستیش نے اس کا اور ونے کا ہاتھ پکڑ کر کہا ـــــ

"دیکھو! ہمارے گھر میں کون آیا ہے۔"

دونوں نے ستیش کے پیچھے جا کر دیکھا۔ تو سہ منزلے کی کونے والی کوٹھڑی میں ایک ادھیڑ عورت رامائن پڑھ رہی ہے۔ ستیش اسے گھونگھٹ

نکال اٹھتے دیکھ کر بولا ـــــ

"موسی۔ یہ میری للتا دیدی ہے اور یہ دنے بابو ہیں ــ بڑی دیدکا کل آئیں گی۔"

وہ عورت ایک چٹائی بچھا کر انہیں بیٹھنے کے لئے بولی ــــ ان کے بیٹھ جانے پر ستیش کو گودی میں کھینچتے ہوئے وہ بولی۔

"آپ لوگ مجھے نہیں جانتے ـــ میں ستیش کی موسی ہوں ــ اسکی ماں میری سگی بہن ہے۔"

بہت دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ پریس بابو ابھی تک باہر سے نہیں لوٹے تھے۔ للتا نے دنے سے کہا ـــ

"بابو جی کے آنے کا کوئی پتہ نہیں۔ آپ اتنی دیر کیوں رکے ہیں۔ کیا گورا کی ماں کے پاس نہ جائیں گے ـــ؟"

وہ نیم رضامندی کے عالم میں اٹھ کھڑا ہوا۔ اور آنندئی کے گھر کی جانب چلدیا۔

آنندئی دالان میں ہی آسن بچھائے بیٹھی تھی۔ اسے پرنام کرتے ہوئے دنے بولا ـــ "ماں مجھے آنے میں دیر ہو گئی۔"

"میں سب کچھ سن چکی ہوں دنے ـــ!" وہ بولی۔

"سب سن چکی ہو ـــ!" وہ چونکا۔

گورا نے اپنے دوست وکیل کی مدد سے جیل سے جو خط بھیجا تھا۔ آنندئی کو اس سے پختہ یقین ہو گیا کہ وہ جیل جائے بغیر نہ رہے گا ـــ

خط کے آخر میں گورا نے لکھا تھا:

"جیل تمہارے گورا کا اتنا سا بھی نقصان نہ کر سکے گا ـــ

تمہاری تکلیف ہی میری سزا ہوگی ـــــ مجسٹریٹ میں مجھے
سزا دینے کی طاقت نہیں ہے ـــــ! ماں ـــــ! لاتعداد
ماؤں کے بچّے جیل میں سڑ رہے ہیں۔ میری خواہش ایک
بار ان کے ساتھ رہنے کی ہے۔ میری خواہشات کی تکمیل کا
تم دکھ نہ کرنا ـــــ! ماں ـــــ! اس زمین سے متعارف
ہونے پر مجھے بہت تعلیم ملی ہے۔ اس دھرتی پر جنہوں نے
خیالات کا بوجھ خود پر رکھا ہے۔ ان میں سے زیادہ تر رحم
کے خواستگار ہیں۔ اپرادھ کو بہت سے لوگ مل کر جنم دیتے
ہیں۔ لیکن پرائشچت ان رحم کے خواستگار لوگوں کو ہی کرنا
پڑتا ہے۔ جو لوگ جیل سے باہر آرام اور عزت کی زندگی بسر
کرتے ہیں۔ ان کے پاپ کیسے نشٹ ہوں گے۔ میں ان کے
ناش کرکے اور انسانی کلنک کے نشانات اپنے دل کی اتھاہ
گہرائیوں میں چھپا کر ہی جیل کے باہر نکلوں گا ـــــ! ماں تم
مجھے آشیرواد دو۔ میرے لئے آنسو نہ بہانا ـــــ!"

آنندی ماہم کے پاس گئی اور بولی ـــــ "ماہم ـــــ ایک آدمی میرے
ساتھ کر دو۔ تاکہ میں گورا کو دیکھ آؤں ـــــ"

ماہم نے اسے انتظام کرنے کا یقین دلا دیا تھا ـــــ اس لئے وہ
لوٹ آئی تھی۔

ایسی حالت میں ونے کچھ بھی فیصلہ نہیں کرسکا کہ ماں آنندی
کیا کہے۔ تبھی آنندی نے ونے سے کہا۔

"معلوم ہوتا ہے کہ تم ابھی تک نہائے بھی نہیں ـــــ چلو نہا

لو ــــ بہت دیر ہو گئی ہے ــــ"

غسل کے بعد جب ونے کھانے بیٹھا تو اس کی بغل میں گورا کی جگہ خالی دیکھ کر آنندی کا دل ہاہاکار کر اٹھا۔ وہ کسی کام کا بہانہ بنا کر وہاں سے اٹھ گئی۔

گھر پہنچ کر للتا کو دیکھتے ہی پریش بابو کا ماتھا ٹھنکا ــــ کہ یقیناً یہ ضدی لڑکی کوئی خاص بات کرکے وہاں سے لوٹ آئی ہے۔

"بابوجی ــــ! میں وہاں سے چلی آئی۔" للتا بول اٹھی۔

"کیوں ــــ کیا ہوا ــــ؟" پریش بابو نے پوچھا۔

"مجسٹریٹ نے گورا کو جیل بھیج دیا ــــ! آپ ہی بتائیں کیا یہ ناانصافی نہیں ــــ"

للتا کی بات سن کر پریش بابو کچھ بھی نہ سمجھ سکے۔ بولے ــــ "گورا نے کیا کیا میں نہیں جانتا ــــ! ہو سکتا ہے وہ اپنے فرائض کے احساس سے مغلوب ہو کر قانون کی حد سے تجاوز کر گیا ہو ــــ لیکن قصور گورا سے نہیں ہو سکتا ــــ" اور پھر بات بدلتے ہوئے بولے ــــ "تم کس کے ساتھ آئیں ــــ؟"

"ونے بابو کے ساتھ ــــ" للتا کے لب و لہجہ تڑپ اور بیقراری تھی ــــ "اپنا قصور میں اچھی طرح جانتی ہوں۔ لیکن کیا مجسٹریٹ کے

رویہ کو برداشت کر کے میرا وہاں رہنا مناسب ہوتا ہے؟"

" تو پگلی ہے للتا ! " پریش بابو کچھ نہ کہہ سکے اور مسکرا دیئے۔

شام کو جب فکر مند سے پریش بابو باغیچہ میں ٹہل رہے تھے، تو ونے نے آکر انہیں آداب کیا۔ بہت دیر تک اس کے ساتھ گورا کی بات چیت کرتے رہے۔

دوسرے دن وروا سندری بھی سب کے ساتھ آپہنچی ـــــ پریش بابو کے کمرے میں داخل ہوتے ہی ہرن بابو کہنے لگے۔

" بہت بڑا انیائے ہوا ۔"

پاس والے کمرے سے یہ بات سنتے ہی للتا بھی وہاں آدھمکی۔

" میں نے للتا سے سب سن لیا ہے، پریش بابو بولے ـــ " گزرے وقت پر تنقید و تبصرے سے اب کوئی فائدہ نہیں ۔"

" کلنک کبھی نہیں مٹتا ـــ " ہرن بابو ملامت بھرے انداز میں بولے " اگر آپ کی شہ نہ پاتی تو للتا ایسا ہرگز نہ کرتی ۔"

" ہرن بابو ـــــ ! وقت آنے پر آپ بخوبی محسوس کرنے لگیں گے کہ اولاد کو تعلیم یافتہ بنانے کے لئے پیار اور پریم کی بھی ضرورت ہوتی ہے ـــ " مسکرا کر پریش بابو بولے ـــ

للتا نے پریش بابو کو نہانے کے لئے بھیجدیا۔ اور خود ہرن بابو کے سامنے بیٹھتے ہوئے بولی ـــ " آپ جانتے ہی ہوں گے کہ سبھی کو اپنی بات کہنے کا ادھیکار ہوتا ہے۔ ہمارے پتا جی کو اچھائیوں کے بارے میں آپ کی نسبت زیادہ پتہ ہے آپ کو یہ جان لینا چاہیئے ـــ ابھی تک ہم لوگوں نے آپ کی بزرگی کا احترام کیا ہے۔ لیکن . . . . ہمارے گھر

میں نوکرنک آپکی بات نہ پوچھیں گے۔"

"للتا ۔۔۔ ! تم بہت بڑھ رہی ہے ۔۔۔ !" خون کی دوران کی شدت سے ہرن بابو کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

"غصہ نہ کریں ۔۔۔ !" للتا درمیان میں بول پڑی ۔۔۔ "آپ خود کو بہت بڑا سمجھتے ہیں ۔۔۔ ! ہمارے پتاجی اس سے کہیں زیادہ بڑے ہیں۔"

ہرن بابو منہ لٹکائے بیٹھے رہے۔

تبھی ستیش آکر للتا اور سچربتا کو وہاں سے کھینچ کرلے گیا۔ اور پریش بابو غسل کرکے لوٹ آئے۔

ہرن بابو ان سے بولے۔

"میں چاہتا ہوں کہ سچریتا سے میری شادی کے متعلق کارروائی آئندہ اتوار تک ہو جائے۔"

"یہ سچربتا کی مرضی پر ہے۔" پریش بابو نے کہا۔

"اس کی مرضی تو پہلے معلوم ہو چکی ہے۔"

ادھر ونے کو سبھی کچھ ویران سا لگ رہا تھا ۔۔۔ ! وہ آنندئی کے پاس جاکر بولا۔

"ماں ۔۔۔ میں کچھ دن تمہارے ہی پاس رہوں گا۔"

ایک دن شام کو ونے نے آنندئی سے کہا۔ "ماں ! اس دنیا میں میں تمہارے علاوہ اور کچھ نہیں چاہتا۔"

"بیٹے پریش بابو کے گھر کا کیا حال ہے ۔۔۔" آنندئی نے رخ بدل کر پوچھا ۔۔۔ "میری بڑی خواہش ہے کہ ان کی لڑکیوں سے ملاقات

کروں ۔۔۔!"

"میری بھی خواہش تھی کہ انہیں تم سے ملاؤں ۔۔۔" ونے امنگ بھرے لہجہ میں بولا ۔۔ "لیکن گورا کی ناراضگی کے بارے میں کبھی ذکر نہیں کیا ۔۔!"

"بڑی لڑکی کا نام کیا ہے ۔۔؟"

"سچریتا ۔۔"

للتا کا تذکرہ ونے نے ٹالنا چاہا ۔۔۔ لیکن آنندمئی اس کے بارے میں بات کرتی ہوئی بولی۔

"سنا ہے وہ بہت ذہین ہے ۔۔۔"

"تم سے کس نے کہا ماں ۔۔۔!"

"تمہیں نے ۔۔!"

ونے نے آخر میں للتا کے بارے میں سب کچھ بتا دیا۔ اس کا دل ایک قسم کی شدید امنگ سے بھر گیا۔

رات کو آنندمئی بہت دیر تک سوچتی رہی ۔۔۔ "عجیب وغریب رویہ اختیار کیا ہے گورا نے۔ اس کا علاج پریش بابو کے گھر میں ہی ہو سکتا ہے۔" آنندمئی نے فیصلہ کیا ۔۔۔ "ایک بار پریش بابو کی لڑکیوں سے ملنا ہی ہوگا۔"

ایک دن آنندمئی نے ونے سے پوچھا ۔۔۔ "ونے ۔ بہت دنوں سے تم پریش بابو کے گھر نہیں گئے۔"

اسی وقت نوکر نے آکر اطلاع دی کہ کچھ عورتیں ملنے آئی ہیں ۔۔۔ ونے اٹھ کھڑا ہوا ۔۔۔! اسی وقت سچریتا اور للتا وہاں داخل ہوئیں۔

ونے ساکت وجامد کھڑا رہا۔ دونوں نے آنندی کو پرنام کیا۔ سچریتا نے ونے سے پوچھا ۔۔۔ "آپ اچھے تو ہیں ۔۔۔" پھر وہ آنندی سے بولی ۔۔۔ "ہم پریش بابو کے گھر سے آئے ہیں۔"

"زیادہ تعارف کی ضرورت نہیں بیٹی ۔۔۔" آنندی انہیں بٹھاتے ہوئے بولی۔ "میں تمہیں اپنے گھر کی ہی سمجھتی ہوں۔"

باتیں ہونے لگیں ۔۔۔ للتا نے ونے سے کہا ۔۔۔ "آپ ہمارے یہاں کئی دنوں سے کیوں نہیں آئے ۔۔۔؟"

"بار بار تکلیف دے کر کہیں آپ کی انسیت نہ کھو بیٹھوں ۔۔۔" ونے للتا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

"شاید آپ یہ نہیں جانتے کہ انسیت بار بار تکلیف دینے سے ہی بڑھتی ہے ۔۔۔!" سچریتا نے ہنس کر کہا۔

"لیکن وہ تنگ کرنا ہی جانتا ہے بیٹی ۔۔۔ سارا سارا دن اس کی خواہش پوری کرنے ہی بیت جاتا ہے ۔۔۔" آنندی نے پیار بھری نظروں سے ونے کو دیکھتے ہوئے کہا ۔۔۔ "اب ونے اپنے دھرم کا امتحان لینا چاہتا ہے ۔۔۔! شام کو وہ تم لوگوں کا ہی تذکرہ ہے۔"

للتا کا چہرہ ایک دم سرخ ہو گیا۔

"تم لوگوں کے نزدیک جانے کے بعد تو ہمیں اس کا پتہ بھی نہیں لگ پاتا ۔۔۔" آنندی نے پھر کہا ۔۔۔ "میں تو تم لوگوں سے جھگڑنے کی سوچ رہی تھی۔ لیکن ایسا لگتا ہے کہ مجھے بھی اس گروہ میں شامل ہونا پڑے گا ۔۔۔"

ونے کی حالت پر رحم کھا کر سچریتا بولی ۔۔۔ "ونے بابو، باتوں

ہی ہمارے ساتھ آئے ہیں ——! اور باہر کرشن دیال بابو کے پاس بات چیت کر رہے ہیں۔"

ونے فوراً باہر چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی یہاں گورا اور ونے کی دوستی کا ذکر چھڑ گیا۔ گورا کی جیل یاترا تذکرے پر آنندی نے کہا۔

"میرے گورا کا خط پڑھ کر اگر تم دیکھو تو سمجھ سکوگی کہ وہ کبھی بھی دکھ سے نہیں ڈرتا ——! کسی پر کبھی وہ بے کار ناراض نہیں ہوتا —— کسی کام کے نتیجہ کا خیال کر کے ہی وہ اسے کرتا ہے ——!" وہ گورا کی چھٹی لا کر سچریتا سے بولی —— "تم اسے ذرا زور سے پڑھو۔ تاکہ میں ایک بار پھر سن سکوں ——!"

گورا کے اس عجیب خط کو پڑھا۔ دونوں خاموش بیٹھی رہیں۔ آنندی نے ماں کے پیار بھرے آنسو پونچھ لئے —— للتا کے دل میں بغاوت انگڑائی لے رہی تھی۔ وہ بولی ——

"گورا بابو میں اتنی شکتی کہاں سے آئی ہے۔ یہ میں آج دیکھ پائی ہوں ——"

"یہ بات نہیں ہے بیٹی ——! گورا اگر معمولی بچہ ہوتا تو میں اس کے دکھ کو کیسے برداشت کر پاتی ——"

للتا جانتی تھی کہ ہندو ہونے کی وجہ سے ونے کے ساتھ اس کی شادی نہیں ہو سکتی۔ پھر بھی وہ شانت تھی۔ اسی لئے وہ سچریتا اور پریش بابو کو اکسا کر یہاں لے آئی تھی۔ لیکن یہاں آکر جیسے وہ اپنے آپ کو ونے کے سامنے ہارا ہوا سا محسوس کر رہی تھی۔ تبھی ونے آکر ہچکچا کے بولا۔

"پریش بابو گھر جانا چاہتے ہیں ـــ انہیں خبر دینے کہا۔
" منہ میٹھا کئے بغیر کیسے جا سکیں گے ـــ" آنندی بولی ـــ" تم یہاں بیٹھو ونے ـــ! میں جا کر دیکھ آؤں ـــ"
ونے کچھ دور بیٹھ گیا ـــ سچریتا بولی۔
" ونے بابو ـــ تو ہم لوگوں کو درندے سمجھ کر ایک ..دم دور ہو گئے ہیں ـــ"
" جو لوگ منہ کھول کر بات نہیں کر پاتے ـــ! انہیں کو قصوروار ٹھہرایا جاتا ہے دیدی ـــ! آپ ہی دور چلی گئی ہیں۔ اس لئے دوسروں کو بھی سمجھتی ہیں ـــ" ونے نے کہا۔
سب شام ڈھلے واپس چلے گئے ـــ تو ونے آنندی کے ساتھ ہو لیا۔ کیوں کہ وہ ان لڑکیوں کے بارے میں ان کی رائے جاننا چاہتا تھا ـــ آنندی ان کی تعریف و توصیف کرتے ہوئے بے اختیار کہہ اٹھی ـــ
" سچریتا کے ساتھ اگر گورا کی شادی ہو سکے تو مجھے بڑی خوشی ہو گی۔ "
" میں نے بھی بارہا مرتبہ سوچا ہے ـــ" ونے اچھل پڑا ـــ " گورا کے قابل سچریتا دیدی ہی ہیں ـــ میں سمجھتا ہوں گورا بھی سچریتا کو پسند کرتا ہے۔ "
آنندی کا بھی خیال تھا کہ گورا کہیں الجھا ضرور ہے ـــ وہ لمحہ بھر بعد پھر بولیں ـــ" کیا کسی ہندو کے گھر شادی کرنا سچریتا گوارہ کر سکے گی ـــ؟"

"کیا گورا برہم سماج میں شادی نہیں کر سکتا ——! تمہاری کیا رائے ہے ماں ——"

"شادی کی کامیابی دل ملنے پر ہی منحصر ہے —— منتر پڑھنے یا نہ پڑھنے سے کچھ بنتا بگڑتا نہیں۔" آنندی نے کہا۔

ونے کے دل سے گویا بوجھ سا ہٹ گیا۔ وہ بولا —— "ماں ——! تم نے یہ فراخدلی کہاں سے پائی ہے۔"

"گورا سے ——!" آنندی بولی —— انسان کتنا اچھا اور برا ہے یہ بات بھگوان نے اس دن مجھے بتا دی تھی جس دن گورا کو میری گود میں بھیجا تھا ——! برہم اور ہندو کون نہیں —— انسانی آتما کی کوئی ذات نہیں —— صرف سنتر یا مت سے ہی کوئی کام نہیں چلتا ——"

ونے نے ماں کے پاؤں چھو کر کہا —— ماں! میرا آج کا دن سپھل ہوا۔ تمہاری باتیں کتنی پیاری ہیں۔"

ہری موہنی کو دیکھ کر پریش بابو کا گھر جھگڑے کا میدان بن گیا۔ جھگڑے کی وجہ جاننے کے لئے پہلے ہری موہنی نے سچریتا کو اپنا جو تعارف کرایا وہ مختصراً اسی طرح تھا ——

"میں تمہاری ماں سے دو سال بڑی تھی —— " ہری موہنی کہنے

کہنے لگی ـــــ "صرف دو لڑکیاں ہونے کی وجہ سے پتاجی ہماری بہت عزت کرتے۔ گھر میں دوسرا کوئی بچہ نہ تھا۔ چاچا ہم دونوں بہنوں کو گود میں اٹھائے رہتے ـــــ آٹھ سال کی عمر میں کرشن کمار کے مشہور چودھری گھرانے میں میری شادی کر دی ـــــ لیکن میری قسمت میں اس خوش حال اور باعزت گھرانے میں سکھ نہ لکھا تھا۔ شادی کے موقع پر ہی لین دین کے سوال پر سسر اور میرے پتاجی میں جھگڑا ہو گیا ـــــ اس وجہ سے میرے سسر بہت دنوں تک بگڑے رہے۔ سسرال کے سبھی لوگ کہنے لگے کہ ہم اپنے لڑکے کی دوسری شادی کر دیں گے ـــــ میری اس پریشان کن حالت کو دیکھ کر ہی پتاجی نے عہد کیا کہ آئندہ کبھی بھی امیر گھرانے میں لڑکی کی شادی نہ کروں گا۔

میرے سسرال کے خاندان میں بہت سے لوگ ایک ساتھ رہتے تھے۔ صرف نو دس سال کی عمر میں ہی مجھے سارے خاندان کی رسوئی بنانے کا کام سونپا گیا ـــــ! پچاس ساٹھ آدمیوں کے لئے روزانہ کھانا بنانا پڑتا تھا۔ سب کو کھلانے کے بعد کبھی مجھے روکھا سوکھا بھات اور کبھی صرف دال بھات کھا کر ہی گزر کرنی پڑتی۔ رات کے گیارہ بارہ بجے سے پہلے مجھے کبھی کھانے کا موقع نہیں ملتا۔ میرے سونے کے لئے بھی کوئی جگہ مقرر نہ تھی۔ کبھی کبھی تو ساری ساری رات چٹائی بچھا کر جہاں تہاں پڑی رہتی ـــــ خاندان کے سبھی لوگ مجھے حقارت بھری نظروں سے دیکھتے ـــــ میرے پتاجی مجھ پر کچھ دھیان نہ دیتے۔ بہت دنوں تک وہ بھی مجھ سے دور رہی دور رہے اور گھر والوں سے ملے رہے۔

سترہ سال کی عمر میں میری لڑکی سندری نے جنم لیا ـــــ لڑکی

کو جنم دینے کی وجہ سے وہاں میرے ساتھ اور بھی بدسلوکی کی جانے لگی ۔۔ منورما کو کوئی پیار نہیں کرتا۔ اس لئے وہ مجھے ہی اپنا سب کچھ جانتی ۔۔"

ہری موہنی کہتی رہی ۔۔۔ "تین سال بعد جب میں نے ایک لڑکے کو جنم دیا تو میری حالت میں تبدیلی ہوئی اور مجھے گھر والی کہلانے کا حقدار سمجھا جانے لگا۔ گھر کے سبھی لوگ مجھے کچھ عزت سے دیکھنے لگے ۔۔ میری ساس تو کتھی ہی نہیں۔ سسر بھی منورما کے جنم کے دو سال بعد رخصت ہو گئے ۔۔۔ سسر کی موت کے بعد ہی گھر میں دولت اور بٹوارے کا جھگڑا ہونے لگا۔ میرے دیوروں نے مقدمہ کر دیا اور سبھی الگ ہو گئے۔

منورما شادی کے قابل ہو گئی ۔۔ میں نے اسے اپنے نزدیک ہی رکھنے کے خیال سے کرشن نگر سے پانچ چھ کوس دور رادھا نگر میں اس کی شادی کر دی ۔۔۔ منورما کا ور دیکھنے میں بہت خوب صورت تھا ۔۔۔

میری قسمت پھوٹنے سے پہلے بھگوان نے مجھے کچھ دن سکھ بھی دیا۔ میرے پتی مجھے بڑی عزت سے دیکھنے لگے ۔۔۔ میری صلاح کے بغیر کوئی کام نہیں کرتے ۔۔۔ لیکن قدرت میری خوش قسمتی برداشت نہ کر سکی ۔۔ ہیضہ پھیلا اور صرف چار دن میں ہی میرا لڑکا اور پتی دونوں چل بسے ۔

دھیرے دھیرے اپنے داماد کی حقیقت بھی میرے سامنے کھلنے لگی ۔۔۔ برے لوگوں کی صحبت میں وہ شراب پینے لگا تھا۔ لیکن میری

نے کبھی یہ بات مجھے کبھی نہ بتائی۔ داماد گاہے گاہے آکر اپنی ضرورت کا ذکر کر کے مجھ سے روپیہ اینٹھ کر لے جاتا تھا۔ اس کا مانگنا مجھے ایسا ہی لگتا۔ میری لڑکی کبھی کبھی درمیان میں پھٹکار کر کہتی —— کہ اس طرح روپیہ دے کر تم ان کا مزاج بگاڑ رہی ہو —— تب میں منورما سے چھپ کر داماد کو روپیہ دینے لگی —— پتہ لگنے پر ایک دن منورما نے بلک بلک کر اپنے پتی کی بدکرداری کی ساری باتیں کہہ سنائیں۔ میں نے اپنا سر پیٹ لیا —— دکھ تو اس بات کا ہے کہ میرے ہی ایک دیور نے داماد کو شراب کی عادت ڈال کر اس کے اخلاق کو تہس نہس کر دیا تھا۔

میری طرف سے روپیہ ملنا بند ہو جانے پر اپنی پتنی کو ہی اس کا سبب سمجھ کر داماد نے اس پر انتہائی ظلم و ستم ڈھانے شروع کر دیئے۔ میرے دکھوں کی حد نہ تھی۔ میری لڑکی کو وہ دکھ نہ دے اس لئے پھر میں چھپ چھپ کر اسے روپئے دینے لگی۔ اس طرح داماد کو مطمئن کرنے کی کوشش یہ جانتے ہوئے بھی کرتی کہ روپیہ میں پانی میں پھینک رہی ہوں ......

اپریل کے کچھ دن باقی تھے۔ اپنی پروسن کے ساتھ میں باغ کے آموں پر آئے بور کے بارے میں باتیں کر رہی تھی اسی وقت منورما کی پالکی میرے دروازے پر اتری۔ ہنستی ہوئی منورما نے مجھے پرنام کیا سمدھی نے کہلا بھیجا تھا کہ منورما کے پاؤں بھاری ہیں۔ زچگی تک وہ اپنی ماں کے پاس رہے تو اچھا ہے۔ میں نے سوچا اچھا ہی ہے۔ کیوں کہ داماد اس حالت میں بھی منورما کو مار پیٹ کر اپنے دل کی

بھبڑاس نکالتا۔ اس لئے سمدھی نے اسے میرے پاس بھیجدیا تھا۔ اپنی ساس کے سکھانے کی وجہ سے منورما نے مجھے کچھ بھی نہ بتایا۔ اس لئے منورما مجھے اپنے جسم پر تیل بھی نہ ملنے دیتی۔ کیوں کہ اس کے نازک جسم پر بھی چوٹوں کے نشان تھے۔ وہ مجھے دکھانا نہ چاہتی تھی۔

داماد روپیہ بدستور لے جاتا۔۔۔۔ اس لئے ایک دن منورما نے روپئے پیسے کی چابی اپنے قبضہ میں کرلی۔

داماد جب اسے روپیہ دینے کے لئے رضامند نہ کر سکا تو غصہ کرنے لگا۔۔۔ کہ میں اپنی بیوی کو اپنے گھر لے جاؤں گا۔۔۔ ایک دن وہ آنکھیں لال کر کے بولا۔

"کل میں پالکی بھیج دوں گا۔۔۔ اگر اپنی لڑکی کو میرے گھر نہ بھیجو گی تو اچھا نہ ہوگا۔ میں پہلے کہے دیتا ہوں۔۔۔"

دوسرے دن پالکی آتے ہی میں نے منورما سے کہا۔۔۔ اب دیر مناسب نہیں۔۔۔! اگلے ہفتے میں پھر تمہیں کسی کو بھیج کر بلوالوں گی۔ پالکی لوٹا دینے سے وہ آپے میں نہیں رہے گا۔ میرے بار بار کے اصرار سے لاچار ہو کر نہ چاہتے ہوئے بھی منورما کو جانا پڑا۔۔۔! پالکی میں بیٹھنے سے پہلے میرے چرن چھو کر وہ بولی۔۔۔ "ماں۔۔۔! اب میں جاتی ہوں۔"

ہری موہنی اپنی کہانی سچریتا کو سناتی رہی۔۔۔ اور پھر بولی۔

"میں کیا جانتی تھی کہ گھر سے سدا کے لئے جارہی ہے۔ اس دکھ کی وجہ سے آج تک میری چھاتی جل رہی ہے۔ وہ اسی رات سسرال پہنچی اور اسی رات کو اس کا حمل گر گیا۔ اس اندوہ ناک حادثہ کے ساتھ ساتھ وہ خود بھی چل بسی۔ مجھے خبر ملنے سے پہلے ہی اس کی

تجہیز و تکفین کر دی گئی۔ میں اس کا منہ تک نہ دیکھ پائی۔

ایک ایک کر کے میرے سبھی چلے گئے ـــــ لیکن میری مصیبتوں کا اختتام کہاں تھا۔ میرے دیوروں کے دانت میرے خاوند کی جائداد پر گڑے تھے۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ میری موت کے بعد سبھی کچھ انہیں کا ہوگا اتنے دنوں کا صبر بھی ان لوگوں میں نہ تھا۔ سب دوش میری پھوٹی قسمت کا ہی تھا۔ مجھ جیسی ابھاگی کا زندہ رہنا ہی جیسے ایک گھور اپرادھ تھا۔ دنیا میں اپنے سوارتھ کو ہی سب کچھ سمجھنے والے مجھ جیسی بیکار کا جینا کیسے برداشت کر سکتے تھے۔

منورما کے جیتے جی تو میں اپنے دیوروں کے بہکاوے میں نہ آئی۔ میں نے بھی یہی فیصلہ کر رکھا تھا کہ جیتے جی کیوں اپنا گھر برباد ہونے دوں ـــــ ؟ میرے پتی کا ایک نیل کانت نامی پرانا وفادار ملازم ہی صرف میرا مددگار رہتا۔ آخر میں میری جائداد ہڑپنے کے لئے دیوروں کی طرف سے کوششیں کی جانے لگیں ـــــ میری لڑکی کی موت کے دوسرے ہی دن آکر میرے منجھلے دیور نے مجھے بیراگ کا اپدیش دیا۔

"بھابی ـــــ اس حالت میں اب تمہارا گھر میں رہنا مناسب نہیں ـــــ ! اب تم کسی تیرتھ استھان پر جا کر اپنی زندگی کے باقی دن گزار دو ـــــ دھرم کرم میں من لگاؤ۔ ہم لوگ تمہارے کھانے پینے کا سارا انتظام کر دیں گے۔"

"میں نے گورو مہاراج کو بتا کر سب کچھ ان سے کہا ـــــ وہ مجھے ہری مندر میں لے گئے اور بولے ـــــ

"آج سے تم ان کا بھجن کرو ـــــ یہ گوپی ہی تمہارے سوامی، پتر،

کنہیا سب کچھ ہیں ــــ ان کی خدمت سے ہی تمہارے دکھوں کا انت ہوگا ـــــ تب سے میں دن رات ٹھاکر جی کی سیوا میں رہنے لگی۔ لیکن جب انہیں میرا من پسند نہ تھا تو کیسے انہیں اپنا من آرپت کرتی۔ مجھ ابھاگی کا من لیکر وہ کر تے بھی کیا۔

میں نے نیل کانت کو بلا کر کہا ـــــ "میں نے اپنی تمام تر جائیداد ٹھاکر جی کے نام لکھ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔"

وہ بولا ــــ "یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ عورت ہونے کے ناطے یہ بات آپ کیا جانیں۔"

"میں یہ جائیداد لیکر کیا کروں گی۔"

میں نیل کانت کا دل دکھانا نہ چاہتی تھی۔ پھر بھی نہ جانے کیوں میں نے اس سے چھپا کر اپنے زیوروں کے گہنے پر ایک کاغذ پر اپنے دستخط کر دیئے۔ لکھا پڑھی رجسٹری وغیرہ سبھی کچھ ہو گیا ـــــ اس کے بعد میں نے ایک دن نیل کانت کو بلا کر کہا۔

"آپ ناراض نہ ہوں ــــ میرے پاس جو کچھ بھی تھا۔ وہ سب میں نے لکھ پڑھ دیا تھا۔ مجھے اب کسی سے کچھ نہیں لینا۔"

دستاویز کی نقل پڑھ کر ہی اسے میری صداقت پر یقین آیا ــــ نیل کانت بہت ناراض ہوا ـــ اس کے دل کو شانت کرنا کچھ غیر ممکن سا ہو گیا۔ کیوں کہ اس کے سب کئے کرائے پر پانی پھر چکا تھا۔

ناراض ہو کر وہ بولا۔

"آج سے تمہارے ساتھ میرے تعلقات ختم ہو گئے ــــ میں جاتا ہوں ــــ"

اسی طرح میرے پتی کا ایک سچا خیر خواہ بھی مجھے چھوڑ کر چلا گیا
میں پوجا گھر میں رہنے لگی ۔۔۔ ایک دن دیور نے کہا۔
"تم کسی تیرتھ استھان پر جاکر رہو ۔۔۔"
"میں نے کہا سسر کا گھر ہی میرے لئے تیرتھ ہے ۔۔۔ میرے ٹھاکر جی جہاں رہیں گے میں بھی وہاں رہوں گی۔"
میں جو ایک اور کمرہ اپنے قبضہ میں لئے بیٹھی تھی۔ یہ بھی انہیں برداشت نہ تھا۔ میرے گھر کے کمروں کو وہ لوگ کن کاموں میں لائیں گے۔ اور پہلے ہی فیصلہ ان میں ہو چکا تھا۔ آخر میں ایک دن وہ بولے۔
"تم اپنے ٹھاکر کو جہاں چاہو لے جاؤ۔ ہم لوگ تمہارے اس کام میں رکاوٹ نہ ڈالیں گے ۔۔۔ یہاں رہنے سے تمہیں کھانا کپڑا کون دیگا"
میں نے کہا ۔۔۔ "تم لوگوں نے جو دینا منظور کیا ہے۔ وہی میرے لئے کافی ہے ۔۔۔"
انہوں نے کہا ۔۔۔ "دستاویز میں لین دین کا کچھ بھی ذکر نہیں ہے ۔۔۔"
میں اپنی شادی کے پچاس سال بعد اپنے ٹھاکر جی کو لے کر جلدی گاؤں کے تیرتھ یاتریوں کے ساتھ میں کاشی چل دی۔ لیکن اس پاپی من کو کہیں شانتی نہیں ملی۔ میرے من کی تپش دور نہ ہوئی۔ آٹھ سال کی عمر میں سسرال گئی تھی۔ پھر لوٹ کر گھر میں نہ جا سکی ۔۔۔ تمہاری ماں کے بیاہ میں جانے کی ساری خواہش بے کار گئیں۔ آخر میں پتا جی کے خط سے تم لوگوں کے جنم کا علم ہوا۔ اپنی بہن کی موت کی خبر بھی میں نے سنی۔ تم سب کے یتیم ہونے پر بھی گود میں کھلانے کا موقع مجھے بھگوان

سنے نہ دیا۔

تیرتھ یاترا کر کے بھی جب میں نے دیکھا کہ خواہشات میرا ساتھ نہیں چھوڑ رہیں تو تم لوگوں کو تلاش کرنے لگی ___ اگرچہ میں نے سنا تھا کہ تمہارے پتا جی نے سناتن دھرم چھوڑ کر برہم سماج سے ناطہ جوڑ لیا ہے تو بھی تم لوگوں کی یاد من سے نہ گئی ___ اس طرح کاشی کے اس آدمی سے سے تمہارا پا کر میں یہاں پہونچ گئی۔"

اپنے گھر میں ایک دیشاوری کو دیکھ کر وردا سندری جل بھن گئی۔ جب اس نے پریش بابو سے احتجاج کیا تو وہ بولے۔

"ہم لوگوں کا رہنا تم پسند کرتی ہو اور ایک انا تھ دودھوا کا رہنا تمہیں پسند نہیں ___!"

ستیش اور سچر بتا کی موسی ہری موہنی سچر بتا کو اپنی مرحوم بیٹی منورما کے برابر ہی سمجھنے لگی۔ کبھی کبھی تو سچر بتا کو پیچھے سے دیکھ کر ہری موہنی چونک پڑتی ___ اسے لگتا گویا منورما ہی آرہی ہے ___! وہ یکبارگی سچر بتا کا منہ چوم لیتی ___ آنسوؤں سے بوجھل سچر بتا بھی موسی کے گلے لگ جاتی۔

وردا سندری کو یہ دیکھ کر تو اور بھی غصہ آیا کہ دو ہی دن میں سچر بتا ہری موہنی کی ہو کر رہ گئی ہے۔ اسی لئے سماج کے لوگوں کے

سامنے صرف تنقید و تبصرے سے ہی اس نے کام نہیں لیا۔ بلکہ ہری موہنی کو ناحق پریشان بھی کرنے لگی ــــ ہری موہنی نے بھی گویا تکلیف برداشت کرنے کا پرن کر لیا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ پانی لانے والا کوئی نہیں تو اس نے کھانا بنانا ہی چھوڑ دیا اور وہ پھلوں سے ہی اپنے ٹھاکر جی کو بھوگ لگا کر اسے پرشاد کی شکل میں قبول کر کے دن کاٹنے لگی ــــ یہ سب دیکھ کر سچریتا کو بہت ہی دکھ ہوا ــــ اس نے کہا ــــ

" اگر میں دوسری ذات کے ہاتھ چھوا کھانا چھوڑ نہ دوں تو تم مجھے اپنا کام کرنے دو گی ــ؟ "

" بیٹی ــــ جس دھرم کو مانتی ہو اسی دھرم کو مان کر چلو ــــ میرے لئے تمہیں دیکھ پانا ہی کافی ہے۔ اپنے پتا کے برابر پریش بابو کی تعلیم کو مان کر چلنے ہی میں تمہارا کلیان ہے۔ " ہری موہنی نے کہا ــ

وردا سندری کے غیر مناسب سلوک کا نتیجہ یہ ہوا کہ سچریتا آہستہ آہستہ اس کے ہاتھ سے نکل ہری موہنی کے ہاتھ کا کھلونا بن گئی ــــ وہ اسی کے پاس رہنے لگی۔ اور اس کا دیا پرساد کھا کر رہنے لگی ــــ

سچریتا نے کہا ــــ

" موسی ــــ تم جیسے بھی رہنے کو کہو گی میں ویسے ہی رہوں گی لیکن تمہارے پانی لانے کا کام میں کسی دوسرے کو نہ کرنے دوں گی ــــ کیا تمہارے ٹھاکر جی بھی ذات پات مانتے ہیں۔؟ ان کا بھی کوئی سماج ہے کیا۔ جو انہیں پرائشچیت کرنا پڑے گا۔ "

آخر میں ہری موہنی کو ہار ماننا پڑی ــــ اور ہری موہنی، سچریتا اور ستیش اس گھر میں الگ سے رہنے لگے ــــ

وردا سندری نے اب برہم بہنوں کی سبھا بھی اپنے گھر میں ہی کرنا شروع کر دی ــــ ہری موہنی عزت کے بدلے میں ان سے بے عزتی پاتی ــــ سچریتا موسی کے پاس رہتی ہوئی سب کچھ خاموشی کے ساتھ سہہ لیتی ــــ کھانے وغیرہ کے خاص انتظام والے دن وردا سندری کے بلانے پر بھی سچریتا ان کے ساتھ کھانے سے انکار کر دیتی۔ اپنے سماج میں سچریتا کا ٹھکرا دیا جانا ہری موہنی کے لئے ناقابلِ برداشت ہو گیا ــــ لیکن سچریتا کچھ بھی من میں نہ لاتی۔ ایک دن ایک برہم عورت جوتے پہن کر ہی ہری موہنی کے کمرے میں جانے لگی ــــ تو سچریتا نے اسے بالکل روک دیا ــــ "اس کمرے میں ٹھاکر جی ہیں ــــ"

"ٹھاکر جی کی تم بھگتی کرتی ہو ــــ؟" اس برہم عورت نے کہا ــــ

"ایسی قسمت کہاں ــــ؟ بھگتی کرتی تو میں اپنا جیون سپھل سمجھتی" سچریتا نے کہا۔

للتا درمیان میں ہی بول اٹھی۔ "تم جسے مانتی ہو کیا اس کی بھگتی نہیں کرتی ہو ــــ؟"

وہ سر ہلا کر چلی گئی۔

اس واقعہ نے ہرن بابو اور وردا سندری کو اور بھی نزدیک کر دیا۔ اب وہ اس کی تعریف کرتے نہ تھکتیں۔ ہرن بابو نے ایک دن پریش بابو کے سامنے سچریتا سے کہا۔

"سنا ہے آجکل تم نے ٹھاکر کا پرساد کھانا شروع کر دیا ہے؟"

غصہ سے لال ہو کر بھی وہ خاموش رہی۔ پریش بابو نے سچریتا کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم لوگ جو کچھ بھی کھاتے ہیں۔ سبھی توٹھاکر جی کا پرساد ہے۔ اس کے خلاف بولنے سے کیا ہوگا ___ میں اسے بہت دنوں سے دیکھ رہا ہوں ہرن بابو ___! اگر وہ راستے سے بھٹک جاتی تو میں مطمئن نہ رہتا۔

"سچریتا تو یہیں ہے ___! اس سے کیوں نہیں پوچھ لیتے ___" ہرن بابو نے کہا۔

"بابو جی سب جانتے ہیں ___!" سچریتا نے کہا ___ اگر وہ میرا کردار برا نہیں مانتے ___ تو دوسروں کے ماننے سے کیا ___؟ اگر آپ کو اچھا نہیں لگتا تو جی بھر کے برائی کیجئے۔"

ہرن بابو ساکت وجامد رہ گئے۔ لیکن انہوں نے سب برائی پریش بابو کے ماتھے جڑ دی ___ ہرن بابو کے کارن برہم سماج میں جہاں تہاں پریش بابو کے تذکرے سے سچریتا کو بہت ہی تکلیف محسوس ہونے لگی۔ ہری موہنی بھی یہ سب کچھ دیکھ کر انتہائی دکھ محسوس کرتی ___

ادھر سچریتا کے فوری بیاہ پر وروا سندری پریش بابو کو پریشان کرنے لگی ___ پریش بابو سچریتا کی وجہ سے تو نہیں، ہاں گھر کے دیگر لوگوں کی اشانتی دیکھ کر بہت فکر مند ہو گئے تھے۔ اس سارے جھگڑے کی وجہ ہری موہنی کا اس گھر میں رہنا ہی تھا۔ اسی وجہ سے ورداسندری گڑبڑ مچا رہی تھی۔ پس وہ بولے۔

"اگر ہرن بابو سچریتا کو شادی کے لئے رضامند کر لیں تو مجھے کچھ نہیں

کہوں گا — زبردستی میں کر نہیں سکتا۔
" اسی وقت ہرن بابو داخل ہوئے — اور ایک کرسی کھینچ کر سچریتا کے قریب بیٹھ گئے — پھر سچریتا سے بولے —
" تم سے ایک خاص بات کرنی ہے۔"
سچریتا خاموش رہی۔ تبھی للیتا بھی وہاں آگئی — اور ہرن بابو کے نہ چاہنے پر بھی سچریتا کے پاس بیٹھ گئی۔ لیکن ہرن بابو بھی رکاوٹوں سے گھبرانے والے نہ تھے۔ بولے۔
" شادی میں اور زیادہ دیر میں مناسب نہیں سمجھتا — میرا خیال ہے کہ اس اتوار سے اگلے اتوار .... "
" نہیں — !" سچریتا درمیان میں ہی بول اٹھی —
" کیا تم اور دیر کرنا چاہتی ہو — " حیران ہو کر ہرن بابو بولے۔
" نہیں — ! شادی کے لئے میری رضامندی نہیں ہے —"
سچریتا نے سر ہلا دیا۔
" اس کا مطلب — ؟"
للیتا نے ہنس کر کہا — " آج کل آپ مطلب کا مطلب بھی بھول گئے۔ ہرن بابو — ؟ "
" میرے ساتھ ناانصافی کیوں کرنا چاہتی ہو — " ہرن بابو نے استعجاب بھرے لہجہ میں جواب دیا۔
" اگر آپ اسے ناانصافی ہی سمجھتے ہیں تو میں وہی کروں گی —"
اسی وقت باہر سے آواز آئی — " ونیے گھر میں ہیں —"
" آئیے ونئے بابو — " سچریتا نے پرمسرت لہجہ میں کہا۔

ونے اندر آیا ـــــ ہرن بابو کو اداس دیکھ کر بولا ـــــ " اتنے دن نہ آنے کی وجہ سے آپ ناراض تو نہیں ـــــ "

" ناراضگی کی تو بات نہیں ہے ـــــ " ہرن بابو نے گفتگو میں حصہ لینے کی کوشش کرتے ہوئے کہا ـــــ " لیکن آج آپ بے وقت آئے ہیں ـــــ سچریتا کے ساتھ میری کچھ خاص باتیں ہو رہی تھیں ـــــ "

ونے لوٹنے لگا تو سچریتا نے کہا ـــــ " بیٹھئے ونے بابو ـــــ ان کے ساتھ باتیں ہو چکیں ـــــ آپ اچھے موقع پر آئے ـــــ ! "

خوش و خرم ونے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

جب سچریتا نے ہرن بابو کو کسی بھی طرح وہاں سے ٹلتے نہ دیکھا تو وہ ونے سے بولی۔

" آپ موسی سے نہیں ملیں گے کیا ـــــ ؟ "

" بغیر ملے کیسے جا سکتا ہوں ـــــ ! " ونے اٹھ کھڑا ہوا اور سچریتا کے ساتھ چل دیا ـــــ ان کے جانے کے بعد للتا نے ہرن بابو سے کہا " مجھ سے تو آپ کو کوئی خاص کام نہیں ـــــ ؟ "

" شاید تمہیں کہیں دوسری جگہ کام ہے۔ تم جا سکتی ہو ـــــ "

" ونے بابو آج بہت دنوں کے بعد آئے ہیں۔ میں ان سے بات چیت کرنے جاتی ہوں ـــــ " للتا نے ہرن بابو کے اشارے کو سمجھتے ہوئے بھڑک کر کہا اور چلی گئی ـــــ

ہرن بابو کے لئے وہاں اور بیٹھا رہنا دشوار ہو گیا۔ انہوں نے وردا سندری سے سب کہہ دیا۔ وہ آگ بگولہ ہو اٹھی اور اوپر ہری موہنی کے کمرے میں جا کر انہوں نے للتا ـــــ سچریتا ـــــ وغیرہ پر اپنا غبار نکالا۔

اور دونوں کو نیچے جانے کے لئے کہا ـــــ دنے کو سب حالات سمجھتے دیر نہ لگی۔

"کہئیے ـــ آپ کو کیا کہنا سننا ہے ـــ" سچریتا نے نیچے دالان میں آکر ہرن بابو سے کہا ـــ

"سچریتا، تم میرے ساتھ ناانصافی کر رہی ہو۔ مَیں نے تمہیں جو وچن دیا ہے وہ اب بھی . . . ."

کیا صرف منہ کی بات سے ہی ہوتا ہے ـ" سچریتا درمیان میں ہی بول اٹھی ـــ" اس وچن کی بنیاد پر کیا آپ مجھ پر بھی ظلم کرنا چاہتے ہیں۔ اپنی بھول سمجھ لینے کے بعد پہلی کسی بھی بات کو ماننا میرے لئے ممکن نہیں ہے ـــ!"

"تم نے کیا بھول کی تھی ـــ؟"

"میرا دل اب نہیں ـــ! کتنا ہی ٹھیک نہیں ـــ!"

"سماج کے آگے ہم کیا جواب دیں گے؟"

"آپ کہہ سکتے ہیں کہ سچریتا کے ارادوں میں پختگی نہیں ـــ جو چاہیں کہیں۔ لیکن میرا اس بات میں آخری جواب 'نہیں' ہی ہے۔"

اس وقت پریش بابو بھی آگئے ـــ ہرن بابو ان سے بولے ـــ

"پریش بابو ـــ! اتنے دن بعد اس شادی کے بارے میں سچریتا کی

منظوری نہیں ہے۔ ان توہین آمیز حالات کے تئیں آپ کو کبھی جواب دینا پڑے گا۔"

"بیٹی — ! تمہیں یہاں ٹھہرنے کی ضرورت نہیں ہے۔" پریتش بابو نے کہا۔ پھر پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ سچریتا کے چلے جانے کے بعد وہ ہرن بابو سے بولے — "اس حالت میں شادی نہیں ہو سکتی۔"

"کیا آپ سچریتا کو اپنی رائے نہیں دے سکتے — ؟" ہرن بابو کہنے لگے — "آپ کے خاندان میں آج کل جو کچھ بھی ہونے لگا ہے وہ سب آپ کے ناجائز لاڈ پیار کا ہی نتیجہ ہے۔"

"اپنے خاندان کے بھلے برے کا بوجھ میرے علاوہ اور کون لے گا — ؟" پریتش بابو مسکرائے۔

"آپ کو دکھ اٹھانا پڑے گا۔"

"ایشور سے ڈرتا ہوں ہرن بابو — پشیمانی آپ سے نہیں۔"

آگ بگولہ ہو کر ہرن بابو چلے گئے —

سچریتا کو کہیں بھی چین نہ ملتا۔ گورا کے تئیں اس کی ذہنی الجھنیں بڑھتی جا رہی تھیں۔ وہ رات دن فکرمند رہتی۔ ادھر ہرن بابو نہ صرف سماج میں بلکہ اخباروں میں بھی اس کے خلاف لکھنے لگے ہیں۔ اس نے خاموش رہنا ہی مناسب سمجھا۔ لیکن وہ داسندری کا سارا غصہ بجلی کی شیرنی کی مانند ہری موہنی پر برسنے لگا۔ اس نے ایک دن ہری موہنی سے کہا۔

"تم جب تک چاہے ہمارے یہاں رہو۔ لیکن تمہارے ٹھاکر جی کو میں اپنے یہاں نہیں رہنے دوں گی —"

ہری موہنی سمجھ گئی کہ اب کچھ نہ کچھ فیصلہ کرنا ہی ہوگا۔ کچھ دیر خاموش

رہنے کے بعد وہ پاس بیٹھے ونے سے بولی ـــــ "میں تیرتھ یاترا کو جاؤں گی تم لوگوں میں سے کوئی مجھے پہنچا آئے گا کیا ـ"

"میں پہنچا آؤں گا ـــــ!" ونے بولا ـــــ "جب تک تمہاری مرضی ہو تم میری ماں کے پاس رہو۔ ایک بار میں تمہیں اپنی ماں کے پاس لے چلوں گا ۔ پھر تم جس تیرتھ پر کہوگی پہنچا آؤں گا ۔"

"تو کل سویرے ـــــ!"

"آج ہی رات کو چلئے نا ـــــ!"

سچریتا نے اوپر آکر دیکھا کہ ہری موہنی اپنا سامان اکٹھا کر رہی ہے ۔ وہ بولی ـــــ "موسی یہ کیا ـــــ؟"

"ادھر گھر میں موسی کا رہنا سب کے لئے ناقابلِ برداشت ہو گیا ہے اس لئے میں انہیں ماں کے پاس لے جا رہا ہوں ۔" ونے نے جواب دیا ۔

خاموش سچریتا موسی کے پاس جا بیٹھی ۔ کیونکہ وہ موسی کی تکلیف جانتی تھی ۔ کچھ دیر بعد سچریتا نے کہا ـــــ "موسی ، بابوجی کو اطلاع دیئے بغیر جانا انیائے ہو گا ـ"

"ہاں ـــ یہ ٹھیک ہے ۔" ونے بولا ۔

پریش بابو روشنی میں بیٹھے کچھ پڑھ رہے تھے ۔ سچریتا ان کے پاس جا بیٹھی ۔ وہ چاہتے ہوئے بھی کچھ کہہ نہ سکی ۔ اور جب لوٹنے لگی تو پریش بابو نے کہا ۔ "رادھا ـــــ تم اپنی موسی کی بات مجھ سے کہنے آئی تھیں نا ، اس قسم کے تکلیف دہ ماحول میں وہ اس گھر میں رہ بھی کیسے سکتی ۔"

"موسی تو یہاں سے جانے کے لئے تیار ہیں ـ" سچریتا بولی ۔

"میں جانتا ہوں ۔ اس لئے تمہاری موسی کے لئے میں نے ایک مکان

ٹھیک کر رکھا ہے۔ اس کا کرایہ تم دینا۔"

کچھ نہ سمجھی۔ سچریتا ان کا منہ دیکھنے لگی۔ پریش بابو کچھ مسکرا کر پھر بولے"۔تم نہیں جانتی کہ کلکتہ میں تمہارے گیارہ مکان ہیں۔ ایک تمہارا اور ایک ستیش کا۔ موت سے قبل تمہارے پتا جو روپئے دے گئے تھے۔ انہی سے میں نے یہ مکان خریدے ہیں۔ ان میں رہنے سے تمہاری موسی کو کوئی تکلیف نہ ہوگی۔"

"وہاں کیا وہ اکیلی رہ سکیں گی۔۔۔؟"

"تمہاری موجودگی میں وہ اکیلی کیوں رہیں گی۔"

"آپ جو کہیں گے وہی کروں گی۔"

"یہاں سے دو تین گھر بعد ہی تمہارا مکان ہے۔ برآمدے میں کھڑے ہونے سے ہی وہ گھر دکھائی دیتا ہے۔ میں تمہاری خبر لیتا رہونگا۔"

سچریتا کے دل سے ایک بھاری بوجھ اتر گیا۔ اور وہ اسی وقت اپنی موسی کے پاس چلی گئی۔

دوسرے دن سچریتا کے ساتھ ہی لاوینہ، للتا خوشی خوشی سچریتا کا نیا مکان سجانے لگیں۔ لیکن اس امنگ اور جوش میں دلی درد و کرب بھی پوشیدہ تھا۔

اپنی پوجا ختم کر کے جب پریش بابو نے سچریتا کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو کہنے لگے۔"بیٹی، روتی کیوں ہو۔۔۔؟ پیچھے کیطرف دیکھ کر آگے کا راستہ طے کرو۔۔۔ سکھ دکھ کو چپ چاپ سہ لیا کرو۔۔۔ اور بہتر طور اچھا کام کرو۔ خوش رہنا ہی زندگی کا اولین کام ہے۔ مکمل طور پر ایشور کو سب کچھ سونپ کر اسکو اپنی منزل اپنا نشانہ سمجھو۔"

جب وہ پوجا گھر سے باہر آئے تو دیکھا کہ ہرن بابو انتظار کر رہے ہیں۔ سچریتا نے آہستگی سے اسے آداب کیا۔

"سچریتا ــــ! آج تک تم نے جس سچائی کا دامن تھاما۔ آج اس سے مجھے بہت راحت ملی۔" ہرن بابو اعتماد بھرے لہجے میں بولے۔ "یہ ہم لوگوں کے لئے دکھ کی بات ہے۔"

سچریتا خاموش رہی۔ پریش بابو بولے ــــ "بھگوان ہی بہتر جانتے ہیں۔ ادھر ادھر کا خیال کر کے ہم بے کار ہی دکھی ہوتے ہیں۔ میں تخیلی باتوں کو دل میں جگہ نہیں دیتا۔"

للتا اکیلی ونے کے ساتھ اسٹیمر پر چلی آئی۔ کیا یہ تخیلی بات ہے؟" ہرن بابو نے کہا۔

غصہ کے مارے سچریتا کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ پریش بابو نے کہا ــــ "ہرن بابو، آپ کے دل میں جوش ہے۔ اس لئے اس بارے میں آپ سے باتیں کرنا انیائے ہو گا۔"

"آپ سوچیئے، میں ذاتی طور پر نہیں۔ برہمو سماج کی طرف سے کہہ رہا ہوں۔ آپ ایسے لوگوں کو گھر میں عزت و توقیر بخش رہے ہیں جو آپ کے گھر کے لوگوں کو اپنے سماج سے دور لے جانا چاہتے ہیں۔"

"آپ کی سوجھ بوجھ انوکھی ہے۔" خفا ہو کر پریش بابو کہنے لگے ــــ "آپ کے ساتھ میرے خیالات کیسے ملیں گے۔"

"ٹھیک ہے ــــ" ہرن بابو بولے ــــ "میں سچریتا کو ہی ساکھی مانتا ہوں۔ وہی سچ سچ کہے کہ کیا للتا اور ونے کے تعلقات ظاہری نہیں اس بات کا جواب دینا ہی ہو گا۔ یہ معمولی بات نہیں۔"

"معمولی ہو یا نہ ہو۔ آپکو اس بارے میں کچھ بھی کہنے کا حق نہیں۔"
سچریتا نے کہا۔

"جب تک تم لوگ سماج میں ہو، سماج وچار کرے گا ہی۔"
للتا نے دخل دیتے ہوئے کہا۔ "اگر آپ کو سماج نے وچارک کے عہدے پر لینینات کیا ہے۔ تو اس سماج کے باہر ہو جانا ہی ہمارے لئے مناسب ہے۔

"ہرن بابو۔۔۔! اپنے گھر میں جا کر اپنا اجلاس لگائیے۔ کسی گرہستا کے گھر میں آکر اگر اسکی برائی کریں۔۔۔ ہم لوگ آپ کے اس حق کو کبھی نہ مانیں گے۔ آؤ للتا بیٹھو۔" سچریتا بولی۔

للتا تب بھی کھڑی ہی رہی اور بولی۔ "ہرن بابو جو کہنا چاہیں میں سب سننا چاہتی ہوں۔"

ہرن بابو خاموش رہے۔ للتا بھی سچریتا کی مانند ان کے خلاف کھڑی ہو جائے گی۔ انہیں اس کا خیال تک نہ تھا۔ پھر بھی وہ ہار نہ ماننے والے تھے۔
"ستیہ کی جیت یقیناً ہو گی۔"

ونے کے ساتھ سٹیمر پر آئے للتا کو پندرہ دن ہو گئے تھے۔ آہستہ آہستہ یہ بات سماج میں پھیل رہی ہے۔ لوگ برہم سماج کا مستقبل بھی تاریک سمجھنے لگے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ سچریتا کا ہندو موسی کے ساتھ رہنا۔ اور ہندو

ہو جانا بھی سماج میں پھیل رہا ہے۔

للتا نے کبھی بھی ہار نہ ماننے کا دل ہی دل میں پختہ ارادہ کر لیا تھا۔ ونے اس کے دل پر مکمل طور سے قبضہ کئے بیٹھا تھا۔ اگر وہ ایک دن بھی اس کے گھر میں نہیں آتا تو وہ فکر مند ہو جاتی۔

ایک دن للتا نے پریش بابو کے ساتھ جا کر سکول ٹیچر بننے کی خواہش کا اظہار کیا۔ جب انہوں نے لڑکیوں کے سکول کی کمی کا ذکر کیا تو وہ بولی۔

" تو کیا پتا جی ـــــ لڑکیوں کا سکول کھولا نہیں جا سکتا ـــــ ؟ "

" اس کے لئے کافی خرچ چاہیئے ـــــ ! " وہ بولے ـــــ " اور دوسرے لوگوں کی امداد کی بھی ضرورت ہے۔ "

کچھ دیر بعد وہ چپ چاپ اٹھ کر چلی گئی۔ پریش بابو اس کی ذہنی کیفیت کا اندازہ لگانے کی کوشش کرنے لگے۔

اس دن دوپہر کو للتا سچریتا کے گھر گئی۔ للتا کو آتا دیکھ کر سچریتا نے ہاتھ والی کتاب نیچے رکھ دی اور پھر اٹھا کر پڑھنے لگی۔ یہ کتاب گورا کے مضامین کا مجموعہ تھا۔

للتا سچریتا کے پاس بیٹھ کر اپنے دل کا درد بتانے لگی۔ اس نے اس محلہ میں لڑکیوں کا اسکول کھولنے کی تجویز بھی رکھی۔ للتا کی ذہنی کیفیت کا اندازہ لگا کر سچریتا خاموش ہی رہی۔ وہ بولی۔

" عورت ہو کر جنم لینے کی وجہ سے ہی کیا ہم خاموش رہیں ـــــ ؟ کیا ہم دنیا میں کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ محلے کی ان پڑھ لڑکیوں کو اگر ہم مفت پڑھانا چاہیں گے تو بہت خوش ہوں گی ـــــ ! وہ پڑھنا چاہیں گی، انہیں ہم دونوں مل کر یہاں تمہارے گھر میں پڑھا دیا کریں گے۔

اس میں خرچ کی کیا ضرورت ہے۔"

"اگر پڑھنے والی لڑکیاں ملیں تو میں یہ کام کرنے کے لئے تیار ہوں!"

سچر یتا نے کہا۔

"میں کوشش کر کے دیکھوں گی۔" اور للتا چلی گئی۔

للتا نے لڑکیاں جمع کرنے کا کام لاوینہ کو سونپا۔ بہت سی لڑکیاں تیار بھی ہو گئیں۔ لیکن اسکا سجا سجایا اسکول والا گھر سونا ہی رہا۔ کیونکہ لوگوں نے اسے برہمو سماج کے پرچار کا بہانہ سمجھا۔ اور ناراض ہو کر اپنے گھروں کی عورتوں کو پریش بابو کے گھر کی عورتوں سے بات چیت کرنے سے روک دیا۔

پھر للتا نے خود دھن برہم کماریوں کو پڑھانے کی تجویز بنائی۔ لیکن وہاں سے بھی ناامیدی ملی۔ اسکی وردھتی اور رونے کا برہم نہ ہونا۔ اور سچریتا کا ہندو ہو جانا ـــــ کچھ لوگوں نے چال چلن پر کیچڑ بھی اچھالا۔ سچریتا کے پاس جا کر للتا نے کہا۔

"کچھ سنا دیدی ـــــ!"

"سنا تو نہیں۔ جانتی سب کچھ ہوں۔" سچریتا مسکرائی۔

"کیا یہ سب باتیں برداشت کرنے کے قابل ہیں۔ کوئی بات سہہ لینا ایک طرح سے ناانصافی کو قبول کر لینا ہے۔" للتا بولی۔

"تو کیا کرنا چاہتی ہو ـــــ!"

"کچھ کرنا ہی ہوگا ـــــ" للتا بولی۔ "ان نیچ لوگوں سے میں ہار ماننے والی نہیں۔ کسی بھی طرح نہیں۔"

"ایک بار بابو جی سے تو بات کر لو۔" سچریتا نے کہا۔

"میں ابھی ان کے پاس جاتی ہوں۔"

گھر پہنچ کر للتا نے دیکھا کہ ونے سر جھکائے جا رہا ہے۔ وہ جھٹک کر نکلتے ہی چلا گیا۔

للتا کے دل میں گویا گرم سلاخ چبھ گئی۔ وہ تیزی سے اپنی ماں کے کمرے میں گئی اور کرسی پر بیٹھتی ہوئی بولی۔

"ونے بابو سے میرے بارے میں کچھ بات ہوئی تھی؟"

"ہاں بیٹی — ! جب دیکھا کہ سماج میں چاروں طرف برائی ہو رہی ہے۔ تو مجبور ہو کر انہیں بتا دینا ہی مناسب سمجھا۔" وردا سندری نے کہا۔

"کیا بابو جی نے بھی انہیں آنے سے منع کر دیا ہے۔" دھڑکتے دل سے للتا نے کہا۔

"وہ اگر ایسی باتیں سوچتے تو ایسا ہوتا ہی کیوں۔"

"کیا ہرن بابو یہاں آسکیں گے؟"

"ہرن بابو کیوں نہیں آئیں گے؟" وردا سندری کی بھنویں تن گئیں۔

"تو ونے بابو کیوں نہیں آئیں گے —؟"

"تم جاؤ — ! میرا جی مت جلاؤ۔"

پریشان للتا فوراً چل دی۔ پریش بابو کے پاس پہنچ کر اس نے فوراً سوال کیا — بابو جی ! کیا ونے بابو ہم لوگوں سے ملنے کے قابل نہیں ہیں؟

سوال سنتے ہی پریش بابو گھریلو ماحول سمجھ گئے۔ ونے اور للتا کے بارے میں وہ کئی بار سوچ چکے ہیں۔ وہ بولے —

"ونے کو میں بہت اچھا سمجھتا ہوں۔"

چند لمحہ خاموش رہ کر للتا بولی۔ "گورا بابو کی ماں دو بار ہمارے گھر آچکی ہیں۔ میں پھر بیٹا دیدی کے ساتھ ان کے گھر جانا چاہتی ہوں۔"

"جاؤ ــــ!" چند لمحہ تک ذہنی الجھنوں پر عبور پا کر پریش بابو نے کہا۔

دنگے، خواب و خیال میں نہ تھا کہ جہاں کی شکل میں وہ جس گھر میں جاتا ہے وہاں شعلہ برسانے والا جوالا مکھی چھپا ہے۔ پریشان و متفکر و نے آنندی کے گھر جا کر خاموشی کے ساتھ گورا کے کمرے میں لیٹ گیا۔

تیسرے پہر آنندی جب سوکھے کپڑے اٹھانے کے لئے چھت پر آئی تو ونے کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔

"تو اتنے اداس کیوں ہو ــ؟" آنندی نے اس کی پیٹھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"جب پہلے میں نے پریش بابو کے گھر آنا جانا شروع کیا تھا تو گورا کو ایسا نہ لگا تھا۔" اٹھتے ہوئے ونے بولا "اسکا غصہ نامناسب نہیں تھا۔"

"تم نے خود میں کونسی بے وقوفی کی نشانی رکھی ہے ــــ" مسکرا کر آنندی نے پوچھا۔

"ماں! ہمارا سماج دیگر سماجوں سے مختلف ہے۔ میں نے کبھی نہیں

سوچا تھا۔ ان لوگوں کے پرخلوص سلوک سے متاثر ہو کر میں نے یہ کبھی نہیں سوچا تھا کہ یہ قربت کبھی میرے لئے تکلیف کا باعث بن جائے گی۔ میں سماج میں ان لوگوں کے لئے بدنامی پھیلانے کا باعث بنا ہوں ان لوگوں کی بدنامی کی وجہ سے اب میں وہاں جانے کے قابل نہیں رہا ——" ونے بولا۔

"گورا ایک بات بار بار کہتا تھا —— جہاں اندر انیائے چھپا ہو۔ وہاں ظاہری شانتی کے باوجود اشانتی کی آگ سلگتی رہتی ہے، اور نقصان پہنچاتی ہے۔ ان کے سماج کی اشانتی سے کچھ لینا دینا نہیں۔ پھل اچھا ہی ہوگا۔ تمہیں اپنا برتاؤ پاکیزہ رکھنا چاہیئے۔"

دوسرے سماج کی ہونے کی وجہ سے ونے کے ساتھ للتا کی شادی نہیں ہو سکتی۔ پھر اس کی محبت کیوں —— ؟ یہ بات ونے کو تڑپا رہی تھی —— وہ یکایک بولا۔

"ششی مکھی سے میری شادی ہو ہی جانی چاہیئے تھی۔"

"تم ششی مکھی کو گھر کی بہو نہیں، زنجیر بنا کر رکھنا چاہتے ہو" آنندمئی ہنس کر بولی۔

اسی وقت دالان میں پریش بابو کے گھر سے دو عورتوں کی آمد سے اطلاع ملی۔ دھڑکتے دل سے ونے اٹھ کر بولا۔ "میں اب جاتا ہوں"۔

"ابھی مت جاؤ ونے۔ نیچے کمرے میں بیٹھو۔" آنندمئی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔

ونے کو تھوڑی دیر بعد پھر آنندمئی کے پاس واپس آنا پڑا۔ اس کے مرجھائے چہرے کو دیکھ کر سچریتا اور للتا دونوں متفکر ہو گئیں۔

ونے کے پہنچتے ہی للتا نے کہا۔

"ونے بابو۔۔۔! آپ سے چند باتیں کرنا ہیں۔"

ونے کا سوکھا چہرہ کھل گیا۔

"ہم کئی بہنیں مل کر ایک کنیا پاٹھ شالہ چلانا چاہتی ہوں ــــ"
للتا نے پھر کہا ــــ "آپ کو ہماری مدد کرنا ہوگی۔ ہمیں برہم ہندو لوگ وشواش کی نظر سے نہیں دیکھتے۔ آپکو کچھ ذمہ داری اپنے اوپر لینا ہوگی۔"

"آپ فکر نہ کریں۔" خوش ہوکر ونے نے کہا ــــ "میں وہ ذمہ داری لینے کو تیار ہوں۔" لیکن وردا سندری کی باتوں کا دھیان آتے ہی اور سماج میں للتا کے خلاف چل رہی تحریک کا خیال کر کے ونے کچھ ہچکچانے سا لگا۔

"اس بارے میں ایک بار پتا جی سے مشورہ کر لینا ضروری ہے۔" یکبارگی سچر بتا نے کہا۔

"پتا جی سے تو مشورہ لینا ہی ہوگا۔" للتا نے کہا ــــ "ونے بابو راضی ہوں تو پتا جی سے بھی پوچھ لوں گی ــــ وہ اعتراض نہ کریں گے۔ انہیں بھی تو ہمیں تعاون دینا ہوگا ــــ" وہ آنندیؔ کی طرف دیکھ کر بولی ــــ "آپ کو بھی ہم نہ چھوڑیں گے۔"

"میں تمہارے سکول کو صاف کر آؤں گی۔ اس سے زیادہ اور میں کیا کر سکتی ہوں۔" مسکرا کر آنندیؔ نے کہا۔

سچر بتا اور للتا کے چلے جانے کے بعد ونے بھی گھومنے کے خیال سے ایڈن گارڈن کیطرف چل دیا۔

للتا نے پریش بابو کے پاس جا کر کہا۔ "ہمارے برہم ہونے کی وجہ

سے کوئی ہندو لڑکی ہمارے پاس پڑھنے نہیں آنا چاہتی۔ اس لئے سوچتے ہیں کہ کسی ہندو سماج کے آدمی کو اس معاملہ میں شامل کرنے میں بہتر رہے گا۔"

"ہندو سماج کا آدمی کہاں سے ملے گا؟" پریش بابو نے کہا۔

"ونے بابو جو ہیں۔" للتا نے کہا۔

"سب باتوں پر غور کرنے کے بعد وہ کبھی تیار نہ ہوں گے ۔۔۔"
پریش بابو نے کہا ۔۔۔ "کوشش کرنے سے اور زیادہ تلخی و کشیدگی بڑھے گی ۔۔۔"

للتا نے اپنے کمرے میں جا کر دیکھا کہ اس کی ایک سہیلی شیبل بالا کا خط پڑا ہے۔ للتا اٹھا کر پڑھنے لگی۔

"تم لوگوں کے بارے میں مختلف قسم کی باتیں سن کر دل فکرمند ہو گیا ہے۔ یہ سن کر کہ تم کسی ہندو نوجوان سے شادی کرنے جا رہی ہو۔ دل متفکر ہو گیا ہے۔"

للتا کا تن بدن جل اٹھا۔ وہ فوراً جواب لکھنے بیٹھ گئی۔

"برہم سماج کے آدمی نے تمہیں جو خبر دی ہے اس کی سچائی بھی کیا جاننا ہوگی۔ برہم سماج میں ایسے مشہور نوجوان ہیں جن کے ساتھ شادی کی بات ہی موت کے برابر ہے اور ہندو سماج کے ایسے نوجوان کو میں جانتی ہوں۔ جس کے ساتھ شادی ہونا ہر ایک برہم کماری کے لئے فخر کی بات ہے۔ اس سے زیادہ میں تم سے کچھ کہنا نہیں چاہتی۔"

ادھر پریش بابو اور زیادہ متفکر ہو گئے۔ وہ سچریتا کے گھر جا پہنچے۔ اور بیٹھتے ہوئے بولے ۔۔۔ "بیٹی ۔۔۔! للتا کے بارے میں

فکر کی بات پیدا ہو گئی ہے۔"

"جانتی ہوں بابو جی۔" ڈوبی ہوئی آواز میں سچریتا بولی۔

"میں سماج میں کی جانے والی برائیوں کی بات نہیں سوچتا ـــــ" پریش بابو کہنے لگے ـــــ "اچھا للتا کیا ـــــ! اس کے دل میں کوئی ایسا خیال پیدا ہوا ہے جسے وہ خود منظور کرنا نہیں چاہتی۔ کیا ونے کو اپنے گھر میں آنے دینا اس کے مفاد کے خلاف ہے۔"

"ونے بابو کا چال چلن ٹھیک ہے۔" سچریتا نے کہا۔

پریش بابو کے ہاتھ جیسے کوئی نئی بات لگ گئی۔ وہ بولے۔

"تم نے ٹھیک کہا رادھا۔ ونے کو بھلا آدمی سمجھتے ہیں میں نے کبھول نہیں کی۔" پھر وہ سچریتا کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے۔

"تم سے آج مجھے ایک نیا سبق ملا ہے بیٹی ـــــ!"

"یہ کیا کہتے ہیں بابو جی۔"

"انسان خود ہی برہم، ہندو، مسلمان وغیرہ سماج کے بنائے ہوئے ناموں کو خود ہی ایک گورکھ دھندا تیار کر لیتا ہے۔ میں اب تک بے کار ہی ان میں بھٹکتا رہا۔" پریش بابو کچھ رک کر بولے۔

"کیا پاٹھ شالہ کے بارے میں ونے کی امداد لینے کے لئے للتا میری اجازت چاہتی ہے ـــ؟"

"بابو جی ابھی کچھ دن اسے رہنے دیجئے۔" سچریتا بولی۔

چار دن بعد ہرن بابو ایک خط لے کر وِرداسندری کے پاس آئے۔ اور اسے خط دیتے ہوئے بولے — "میں آپ لوگوں کو محتاط کرنے کی وجہ سے برا نہیں ہوں —! لیکن اس خط کو پڑھ کر آپ سمجھ جائیں گی کہ معاملہ کہاں تک بڑھ چکا ہے۔"

شبل بابو کو لکھے گئے اس خط کو وِرداسندری نے پڑھا اور پھر بولی — "جو کبھی سوچا تک نہیں تھا وہی ہو رہا ہے۔ جو مناسب سمجھیں آپ لوگ ہی کریں۔ میں نہیں جانتی۔"

ہرن بابو نے وِرداسندری کی عظمت کا خیال کرتے ہوئے آخر میں وہ خط پریش بابو کو تھما دیا۔ تین بار اسے پڑھنے کے بعد وہ بولے؛ "تو کیا ہوا — ؟"

"اب اور باقی رہا ہی کیا ہے ؟" وِرداسندری نے کہا — "ٹھاکر ہوں — ذات پات کا جھگڑا — سبھی کچھ تو ہو گیا۔ اب صرف ہندو گھر میں تمہاری لڑکی کی شادی ہونا رہ گئی ہے۔ وہ بھی ہو جائے۔ بس اس کے بعد پراشچت کر کے ہندو سماج میں داخل ہو جانا —"

"تمہیں کچھ بھی کہنا نہ ہوگا —" پریش بابو ہنستے ہوئے بولے — "اس خط میں تو میں ایسی کوئی بات نہیں دیکھتا —"

"اگر وقت پر ہی تم سب کچھ دیکھ لیتے تو اتنا بڑا حادثہ وقوع پذیر ہی کیوں ہوتے۔" وِرداسندری نے کہا۔

میرے خیال میں للتا کے خط کا مطلب اس سے پوچھنا مناسب ہے۔" ہرن بابو بولے۔

اسی وقت آندھی کی طرح للتا اندر داخل ہوئی اور بولی —
"پتاجی —! دیکھئے —! برہم سے آج کل اس قسم کے نہ معلوم خط آتے ہیں۔"

پریش بابو نے للتا سے خط لیکر پڑھا۔ ونے کے ساتھ للتا کی شادی خفیہ طور پر طے ہو گئی ہے۔ اس بات کو لیکر خط لکھنے والے نے طرح طرح کی دھمکیاں، تنبیہ اور اندیشہ دیئے تھے۔

ہرن بابو نے بھی وہ خط پڑھا۔ لیکن پہلے والا خط للتا کی طرف بڑھا کر بولے۔ "تم نے اپنے ہاتھ سے یہ خط کس وجہ سے لکھا؟ برہم سماج کے تئیں اپنے فرض کا احساس کرتے ہوئے ہی یہ خط شیل بالا نے میرے پاس بھیجا ہے۔"

للتا تن گئی — "اب برہم کیا کہنا چاہتے ہیں کہیں۔"

"میں ونے اور تمہارے بارے میں اڑ رہی افواہوں کا واضح الفاظ میں جواب چاہتا ہوں —" ہرن بابو بولے۔

للتا کانپتی ہوئی بولی۔ "کیوں کسی طرح بھی وشواس نہیں کر سکتے —؟ میں صاف صاف کہے دیتی ہوں کہ میں ونے بابو کے ساتھ کو کسی بھی طرح، کچھ بھی ناممکن یا انصافی نہیں سمجھتی۔"

"کیا یہ پکّا ہو گیا ہے کہ وہ برہم دھرم اختیار کر سکے گا —!"
ہرن بابو چہک اٹھے۔

"ایسی ہی کیا بات ہے کہ برہم دھرم کی دیکشا لینی ہی ہوگی۔" للتا نے کہا۔ "میں ہرن بابو وغیرہ کے اس سماج سے خود کو آزاد کر لونگی۔"

"قید و بند کو ہی تم آزادی کہتی ہو —" ہرن بابو نے کہا۔

"نہیں ۔۔۔۔! کیمپنگی کے حملے اندر چھوت کی غلامی سے چھٹکارہ پانے کو میں آزادی سمجھتی ہوں۔" للتا بولی ۔۔۔۔ "جہاں میں کوئی انیائے یا ادھرم نہیں دیکھتی وہاں برہم سماج ہمیں کیوں قبول کرے گا ۔۔۔"

"دیکھئے پریش بابو ۔۔۔ میں نے لوگوں کو محتاط کرنے کی کوشش کی ۔۔۔ لیکن بے کار ۔۔۔" ہرن بابو نے کہا۔

"بیکھئے ہرن بابو ۔۔۔" للتا بولی ۔۔۔ "آپ سے جو کوئی بھی باتوں میں بڑے نہیں انہیں محتاط کرنے کا غرور دل میں نہ کیجئے۔"

للتا وہاں سے چلی گئی۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے ۔۔۔" وروا سندری نے کہا ۔۔۔ "آپ کیا کرنا چاہتے ہیں ۔۔۔"

"فرض کو نبھانا ہی ہو گا۔" پریش بابو نے کہا۔

سچریتا سوچنے لگی ۔۔۔ للتا یہ کیا کر بیٹھی۔

چند لمحہ خاموش رہ کر اس نے للتا سے کہا ۔۔۔ "برہم سماج میں چاروں طرف طوفان کھڑا ہو گیا ہے اگر ونے بابو راضی نہ ہوئے تو ۔۔۔؟"

"وہ یقیناً راضی ہوں گے۔" للتا کی آواز میں پختگی تھی۔

"بابو جی سے صلاح کر کے دیکھوں ۔۔۔؟" سچریتا نے کہا۔

"بابو جی ۔۔۔! کبھی بھی اس شنگاریوں کے گروہ میں شامل نہ ہوں گے ۔۔۔ بابو جی نے جو ہمیں ہر قسم کی تکالیف اور رکاوٹوں کے باوجود ۔۔۔ انسان بنایا ہے تو آخر میں کیا ہرن بابو جیسے جیل داروغہ کے ہاتھ میں سونپ دیں گے۔" للتا بولی۔

"مان لیا بابو جی کوئی رکاوٹ نہ ڈالیں گے ۔۔۔" سچریتا کہنے لگی

—"اس کے بعد پھر—؟"

"تم لوگ اگر کوئی علاج نہ سوچو گی تو میں خود ہی . . . ."

اسی وقت پریش بابو داخل ہوئے۔ وہ سچریتا سے بولے "رادھا، سب سنا تو ہوگا۔"

"مگر آپ اتنی چنتا کیوں کرتے ہیں۔" سچریتا نے کہا۔

"فکر صرف اتنی ہی ہے کہ اس طوفان کے حملوں کو کیا للتا برداشت کر سکے گی؟"

"سماج کی کوئی بھی اڑچن للتا کو کبھی بھی شکست نہ دے سکے گی، میں وثوق سے کہتی ہوں۔"

"میں جاننا چاہتا ہوں کہ للتا کہیں ناراض ہو کر انتقامی جذبہ کے تحت تو یہ حرکت نہیں کر رہی —"

"اگر یہ بات ہوتی بابوجی تو میں اس کی بالکل نہ ڈرتی — بابوجی! ونے بابو تو بڑے اچھے آدمی ہیں۔" سچریتا نے کہا۔

"اچھا — ! ونے کیا برہمو سماج میں آنے کو راضی ہوگا —؟" پریش بابو نے سوال کیا۔

"یہ تو میں ٹھیک نہیں کہہ سکتی۔" سچریتا بولی — "اچھا بابوجی! ایک بار گورا بابو کی ماں کے پاس ہو آؤں —"

"میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔" پریش بابو نے کہا۔

"تو چلو — !" سچریتا بولی۔

آج گھر آنے پر ونے کو ایک گمنام خط ملا۔ خط میں للتا کے ساتھ اس کی شادی کو تکالیف کا باعث بتاتے ہوئے لکھا تھا کہ للتا کو تپ دق کا بھی خطرہ لاحق ہے ــــ اور بھی لمبی چوڑی اندیشہ کی باتیں لکھی تھیں۔ ونے سکتے کے عالم میں کھڑا کا کھڑا رہ گیا۔ وہ خط پاکر للتا کی سماج میں ہو رہی بدنامی کی بات سوچ کر اس کا دل خاص طور پر پریشان تھا۔ وہ اور زیادہ متفکر ہو گیا۔ وہ برآمدے میں ٹہلنے لگا۔ تبھی اسے ہرن بابو آتے دکھائی دیئے۔ اندر انہیں کرسی پر بٹھاکر ونے ان کے بولنے کا انتظار کرنے لگا۔

"آپ تو ہندو نا ــــــ!" ہرن بابو نے سوال کیا ــــ "اگر کوئی سوال کرے کہ ہم کیا ہیں ــــ؟ ہماری حدود کیا ہیں ــــ؟ ہمارے کردار کا پھل کہاں تک پہنچتا ہے ــــ وغیرہ سوالات کسی حقیقت ہونے پر بھی سوال کرنے والے کو اپنا دوست سمجھے گا۔"

"آپ بلا تردد سب سوال کر سکتے ہیں ــــ" ونے نے کہا ــــ "جو حقیقت ہے وہ بلا شک کہہ ڈالیے۔"

"جب آپ کے لئے اپنا ہندو سماج چھوڑنا ناممکن ہے تو پریش بابو کے گھر جانا کیا مناسب ہے؟ جس سے سماج میں پریش بابو کے گھر کی لڑکیاں تذکرے کا باعث بن جائیں۔"

"دیکھئے ہرن بابو ـــ!" ونے سنجیدگی سے بولا ـــ "سماج کی تمام تر ذمہ داری ہیں اپنے سر نہیں لے سکتا۔ ایسی باتوں کا اٹھنا دراصل آپ کے سماج کے لئے ہی باعث شرم بات ہے۔ برہم کے واقعات کو اگر آپ لوگ بھی اندرونی جھگڑوں کا نام دیں۔ تو پھر ہندو سماج کو چھوڑ کر انہیں آپ کے برہم سماج میں آنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ اپنے فرائض کا احساس مجھے خود کرنا ہے۔ آپ کچھ بھی مدد نہ کر سکیں گے۔"

"میں آخر میں یہی کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کو پریش بابو کے پریوار سے دور ہی رہنا چاہیئے ـــ شاید آپ نہیں جانتے کہ آپ لوگوں نے ان کا کتنا اور کیا نقصان کیا ہے۔" ہرن بابو نے کہا۔

ہرن بابو کے چلے جانے کے بعد ونے کے دل میں نشتر سے چبھنے لگے۔ اس کے بعد جب وہ آنندئی کے گھر گیا تو اس کا اداس منہ دیکھ کر وہ سمجھ گئی کہ وہ پریشان ہے۔

کھانے کے بعد آنندئی نے کہا ـــ "ونے! تجھے کیا ہو گیا ہے؟"

"ماں ـــ! یہ خط پڑھ کر دیکھو ـــ" ونے بولا۔ اور جب آنندئی نے وہ خط پڑھ لیا تو اس نے پھر کہا ـــ "آج صبح میرے گھر آ کر ہرن بابو مجھے ڈانٹ ڈپٹ گئے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ میرا کردار سماج میں پریش بابو کی بدنامی کا باعث بن رہا ہے۔

"لوگ جو کہتے ہیں کہ للتا کے ساتھ تیرا بیاہ جوڑ ہو گیا ہے اس میں مجھے کوئی بھی بدنامی کی بات نظر نہیں آتی ـــ" آنندئی نے کہا۔ "اگر تم میں کسی بات کا احساس ہو تو فوراً ہی للتا کی اس بدنامی کی

حفاظت کر سکتے ہو۔"

"کس طرح ماں ـــــ ؟"

" للتا کے ساتھ شادی کر کے ـــ!"

"کیا کہتی ہو ماں ـــــ ؟ کیا میرے ارشاد کی طرف ہی سب لوگ دھیان لگائے بیٹھے ہیں ـــــ!"

"تو جو کچھ کر سکتا ہے۔ اتنا کرنے سے ہی اپنے فرض سے چھٹکارہ پا جائے گا۔ تو کہہ سکتا ہے کہ میں شادی کرنے کے لئے رضامند ہوں۔"

"کیا ایسا کہنا للتا کے لئے باعث توہین نہیں ہوگا؟"

"تم دونوں کی شادی کے تذکرے جب پھیل ہی گئے ہیں۔ یقیناً ہی ان میں کوئی وزن ہوگا۔"

"لیکن ماں ـــ! گورا خیال ـــــ"

"اس معاملے میں گورا کے خیال کی ضرورت نہیں ـــــ" آنندئی نے عزم کے ساتھ کہا ـــــ "للتا کے تئیں احترام دیتے ہوئے سماج میں اس کے لئے اپمان کی وجہ رہنے دینا تیرے لئے ممکن نہیں۔"

"ہاں ـــ!" ونے بولا ـــــ! "تم دنیا کی راہوں میں کہیں نہیں رکیں ـــ؟"

"ونے تیرے لئے اب یہی مناسب ہے کہ پریش بابو کے پاس جا کر بات چیت کر ـــ سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

آنندئی خود سچریتا کے پاس پہنچی۔ متعجب سی ہو کر سچریتا بولی۔ "میں خود آپ کے پاس آنے والی تھی۔

"وہ تو میں نہیں جانتی۔" آنندئی نے کہا ـــ "لیکن وجہ کی

اطلاع پاکر مجھ سے نہ رہا گیا۔ چلی آئی ـــــ تمہارے ساتھ ناانصافی میں کیسے برداشت کر سکتی ہوں۔ بیٹی، ونے تے کوئی ناانصافی کی ہے نا۔"

"کچھ بھی نہیں ـــــ ہلچل والی بات کیلئے للتا خود جواب دیگی۔"

"کوئی علاج تو کرنا ہی ہو گی ـــــ! ونے بہت پریشان ہے ـــــ دیکھو بیٹی ـــــ للتا کے لئے ونے کو جو کچھ بھی کرنے کے لئے کہو گی، وہ کرے گا۔"

"ماں للتا کی اجازت کے لئے تمہیں کچھ بھی فکر نہیں کرنا ہو گی۔ لیکن کیا ونے بابو اپنا سماج چھوڑنے کے لئے تیار ہو سکتے ہیں۔"

"اس بات کی کیا ضرورت ہے اگر وہ ایسے ہی شادی کرنے کو تیار ہو تو تم لوگوں کو کیا اعتراض ہے۔" آنندی نے کہا۔

"کچھ سمجھ میں نہیں آرہا۔ یہ سب کیسے ہو گا ـــــ" سچریتا نے کہا۔

"دیکھو، میں گھر کے اصول مان کر نہیں چلتی۔ یہاں تک کہ گورا میرے دالان میں پانی تک نہیں پیتا۔ لیکن اس سے اس گھر کو میں اپنا گھر کیوں نہ کہوں۔ جو میرا ہے۔ اسے آخر تک اپنا ہی کہوں گی ـــــ" آنندی نے کہا۔

اسی وقت للتا داخل ہوئی۔ اور آنندی کو دیکھ کر شرم سے ٹھٹک گئی۔ لیکن آنندی نے اسے باتھوں سے پکڑ کر پاس بٹھا لیا۔ پھر وہ سچریتا سے بولی۔" اس زمین پر بھلے برے کا ملن بھی دیکھا گیا ہے۔ اس کا بھلائی بھی ہوتا ہے۔ پھر جہاں دل مل چکے ہیں وہاں تھوڑا سا مت کا بھید ہونے سے وہ کیوں نہیں مل سکتے ـــــ؟ انسان کا حقیقی میل کیا مت پر ہی منحصر

ہے ـــــ ؟"

جب سچریتا کچھ بھی نہ کہہ پائی تو آنندئی سوچنے لگی ـــــ "گورا کے پیار کی وجہ سے ہی میں نے سماج کے سارے بندھن توڑے ہیں۔ گورا کے لئے سچریتا کے دل میں جگہ نہیں ہے۔"

اس کا دل اداس سا ہو گیا۔ گورا کے جیل سے لوٹنے میں صرف دو ہی دن باقی ہیں۔ جیسے بھی ہو اسے بندھن میں باندھنا ہی ہوگا۔ آنندئی سوچتی رہی۔ لیکن گورا کو باندھ لینا کسی معمولی لڑکی کا کام نہیں ہے۔ لیکن سماج کی کسی لڑکی کے ساتھ گورا کی شادی کرنا بھی ناانصافی ہوگی۔ گورا کے نیئے طور طریقے دیکھ کر ہی وہ دل ہی دل میں مطمئن تھی۔ لیکن آج سچریتا کی خاموش مخالفت نے انہیں چوٹ پہنچائی ـ"

آنندئی کے کہنے پر ونے پریش بابو کے گھر جا پہنچا۔ اور بولا۔

"میرے وجہ سے آپ کے گھر میں اشا ہی ہوئی، یہ میں سہہ نہیں سکتا۔"

"فرض کا احساس کرتے ہوئے میری لڑکی کے ساتھ جو تم شادی کے خیال سے حاضر ہوئے ہو۔ کوئی قابلِ فخر بات نہیں ـــــ! تبھی تو میں کہتا ہوں یہ ایسی کوئی بڑی بات نہیں۔ جس کے لئے کچھ تیاگ کی ضرورت ہے۔" پریش بابو نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"آپ ایسا نہ سمجھیں کہ میں صرف فرض کے احساس سے ہی یہ سب کچھ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کی اجازت میرے لئے باعثِ خوش قسمتی ہوگی ـــــ"

پریش بابو بلا تردد بولے۔ "میں نے سچریتا سے سب سنا ہے۔ للتا بھی تمہاری طرف راغب ہے۔"

"اگر آپ مجھے قابل سمجھتے ہیں تو اس سے بڑھ کر میرے لئے خوشی کی بات کیا ہو سکتی ہے۔" ونے بولا۔

اور پریش بابو اوپر وردا سندری سے صلاح لینے چلے گئے۔ وہ بولی "ونے کو برہم دھرم کی دیکشا تو نہیں ہوگی ـــ یہ پہلے ہی طے ہو جائے۔ اسے یہیں بلا لو نا۔"

جب ونے اوپر پہنچا تو وردا سندری نے کہا، "تو دیکشا کا دن مقرر ہو جائے۔ دیکشا کے بغیر برہم سماج میں تمہاری شادی کیسے ہوگی۔"

کچھ دیر خاموش رہ کر ونے بولا۔ "میرا سلوک جب برہم سماج کے خلاف نہیں تو پھر دیکشا کی کیا ضرورت ہے؟"

"اگر خیال ملتا ہے تو دیکشا لینے میں بھی کیا نقصان ہے۔" وردا سندری نے کہا۔

"میں ایک دم ہندو سماج کو چھوڑ نہ سکوں گا ـــ!" ونے نے کہا۔

"تو کیا آپ ہم لوگوں پر احسان کرنے کی نیت سے ہی میری لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔" وردا سندری نے کہا۔

ونے کو چوٹ لگی۔ آہ بھر کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور دونوں کو پرنام

کر کے بولا۔ "معاف کریں اس بات کو اور بڑھا کر میں قصور وار بننا نہیں چاہتا۔" اور وہ چلا گیا۔

سیڑھیوں پر سے گزرتے ہوئے ونے نے سامنے ڈیک پہ بیٹھی ہوئی للتا کو دیکھا۔ آنکھیں ہی اس کا دل تڑپ اٹھا، لیکن وہ خاموشی سے ساتھ سیڑھیاں اتر گیا۔

جیل سے نکلتے ہی گورا نے ونے اور پریش بابو کو انتظار کرتے دیکھا۔ اس نے انہیں انتہائی عزت و احترام سے آداب کیا۔ پریش بابو نے گورا کو گلے لگا لیا۔ گورا نے ہنس کر ونے سے کہا۔

"تم دونوں ایک ساتھ رہے، لیکن یہاں میں تمہیں چھوڑ کر اکیلا ہی چلا آیا۔ ماں کیسی ہے۔"

"اچھی ہیں۔" ونے سنجیدگی سے بولا۔

تینوں پہلے گاڑی اور پھر سٹیمر پر سوار ہو کر دوسرے دن آپہنچے۔ کلکتہ میں بے پناہ ہجوم نے گورا کا سواگت کیا۔ ان سے پیچھا چھڑا کر وہ آنندی سے ملا۔ اور پھر کرشن دیال کے پاس جا کر دور سے ہی نمستے کر کے بولا۔

"پتا جی، میں پراشچت کروں گا۔"

"اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں اجازت نہیں دے سکتا۔"

وہ بولے۔

کھانے کے بعد جب ونے اور گورا دونوں دوست آج بہت دنوں کے بعد چھت پر بیٹھے۔ دونوں کو پہلے بولنے میں کچھ ججھکچاہٹ سی ہو رہی تھی۔ گورا چاہتے ہوئے بھی پریش بابو کے گھر کی خیر و عافیت نہ پوچھ سکا۔

"ایک ناگزیر واقعہ سے میرا للتا سے تعلق کچھ الجھ سا گیا ہے۔" ونے بولا۔ "سماج میں اسے بہت بدنامی برداشت کرنا پڑے گی۔"

"اگر للتا کی قسمت میں سماج میں بدنامی جھیلنا ہی لکھا ہے تو اس کا علاج ہی کیا ہے۔" گورا بولا

"لیکن تمہارے دل کا علاج میرے پاس ہے۔" ونے نے کہا۔

"للتا کے ساتھ شادی کو ہی کیا تم اپنے فرض کو مقدم سمجھتے ہو۔"

"یہاں ہماری رائے نہ ملے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسی فرد یا سماج دونوں کے اوپر ایک دھرم ہے۔ اس کی حفاظت میرا اولین فرض ہے۔" ونے بولا۔

فرد اور سماج سے پرے میں دھرم کو نہیں مانتا۔،، گورا بولا۔

"میں سمجھتا ہوں کہ دھرم کی بنیاد پر ہی فرد اور سماج قائم ہے۔ اگر للتا سے شادی میرے لئے انیائے نہیں بلکہ مناسب ہے تو اس حالت میں سماج کی مخالفت کیا میرے لئے ادھرم ہوگی۔" ونے نے کہا۔

"اس شادی سے ہونے والی اولاد کو تم کہاں لے جاؤگے۔! یہ بھی تو سوچو۔،، گورا نے کہا۔

"اس سوچ وچار میں توانسان سماجک انیائے کو فروغ دیتا ہے۔"

"یہاں دلیل نہیں دل کی بات ہے۔ یہیں ہمیں ایک دوسرے سے اختلاف ہے۔ میرا ہری جہاں ہے وہاں تمہارا نہیں۔ میں ایسا کوئی کام نہیں کرنا چاہتا جس سے اپنے بھارت ورش سے رتی بھر بھی بھید ہو۔ بے جاتی بھید کا بھارت میرا ہے اور میں اس کا ہوں۔ تم اگر اس سے الگ ہونا چاہتے ہو تو مجھ سے بھی علیحدگی سمجھو۔"

گورا کمرے سے نکل کر چھت پر ٹہلنے لگا۔ اور ونے خاموشی کے ساتھ چھت پر ٹہلنے لگا۔ تبھی نوکر نے گورا سے کہا کہ آنندی بلا رہی ہیں۔ وہاں جاکر گورا نہ پہچان سکا کہ ماں کے پاس کوئی اور بھی بیٹھتا ہے۔

سچریتا نے اٹھ کر گورا کو آداب کیا

گورا بولا۔ "اوہ، آپ آئی ہیں۔ بیٹھیے۔"

گورا کے لہجہ میں ایک خاص اہمیت کی جھلک تھی۔ وہ سچریتا کو صرف سچریتا کی شکل میں نہیں، بلکہ ہندوستانی عورت کی صحیح شکل و شبیہہ میں دیکھ رہا تھا۔ اسے ایسا لگا گویا سچریتا ہندوستانی گھروں کو پاکیزگی، خوبصورتی اور پریم سے پوتر کرنے کے لئے ہی پیدا ہوئی ہے اسکا دل جھوم جھوم اٹھا۔

سچریتا کا دل چاہا کہ گورا کے قدموں کی خاک کو پیشانی پہ لگالے ایک ان جانی بھگتی کے احساس سے اس کا دل دھڑکنے لگا۔ اور وہ خاموش ہی رہ گئی۔

"گورا تو جتنے دن یہاں نہیں رہا، سچریتا نے مجھے کتنی تسلی دی یہ سب میں جانتی ہوں۔" آنندی نے خاموشی کو توڑا۔

گورا نے تشکرانہ نظروں سے سچریتا کی طرف دیکھ کر کہا۔ جن کا دل فراخ اور عظیم ہوتا ہے۔ ان کی دوستی اسی طرح باعث راحت ہوتی ہے۔"

رخصت ہوتے ہوئے سچریتا نے ونے سے کہا۔ "آپ کسی وقت ہمارے یہاں آئیے گا۔"

ونے سچریتا کے گھر پہنچا تو وہ سلائی میں مصروف تھی۔ ادھر ہی نظر جھکائے سچریتا نے کہا۔

"ونے بابو ۔۔۔! جہاں باطنی روکاوٹیں نہیں، وہاں کیا ظاہری راستوں کو دیکھ کر ہی چلنا ہوگا۔"

"دیدی ظاہری رکاوٹوں کو تو تم لوگ بھی نظر انداز نہیں کر سکتے۔" ونے نے کہا۔

"اس کی وجہ ہے، ہمارا سماج، دھرم دنیا بھر میں عزت و توقیر دیکھا جاتا ہے۔ لیکن آپ کے سماج کے بندھن صرف سماجک ہی نہیں۔ اس لئے للتا کے سماج چھوڑنے پر کتنا نقصان ہے۔"

اسی وقت ستیش اخبار لے کر آیا۔ اس برہم سماجی اخبار میں واضح الفاظ میں ونے اور للتا کی شادی کی توقع ختم ہو جانے کا تذکرہ چھپا ہے۔ سچریتا نے دل ہی دل میں سوچا۔ کسی بھی طرح سے ہو، ونے اور للتا کی شادی کرنی ہی ہوگی۔ اس لئے اس نے للتا کو بلوا بھیجا۔ للتا جیسے ہی آئی، ونے کو بھی وہاں دیکھ کر چونک اٹھی۔ للتا کا دل

یکبارگی تڑپ اٹھا۔ پھر سچریتا بھی ان سے نہا کر آنے کے لئے کہہ کر چلی گئی۔ اس لئے للتا نے ہری موہنی سے کہا۔

" دیدی کہہ دینا کہ اس وقت میں ٹھہر نہیں سکتی۔ پھر کسی وقت آؤں گی۔ اور بغیر ونے کی طرف دیکھے ہوہ فوراً چلی گئی۔

اداس اور پریشان دل ونے سچریتا کے گھر سے نکلا۔ اور تالاب کے کنارے ایک درخت کے نیچے جا بیٹھا۔ سورج ڈھلتے ہی وہاں سے اٹھ کر وہ سڑک پر چلنے لگا۔

تبھی اسے ستیش نے پکارا اور اس کا ہاتھ زبردستی اپنے گھر کی طرف لے جانے لگا۔ جیسے ہی وہ دونوں پریش بابو کے گھر کے سامنے پہنچے پریش بابو کو بیٹھا دیکھ کر ستیش چلا اٹھا۔

" او للتا دیدی دیکھو میں ستیش بابو کو راستے سے پکڑ لایا ہوں۔"

ونے پسینہ پسینہ ہو گیا۔ للتا کرسی چھوڑ اٹھ کھڑی ہوئی۔ پریش بابو نے بھی گلی کی طرف دیکھا۔ اور مجبوراً ونے کو اندر جانا پڑا۔ وہ گھبرا کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ للتا چلی گئی تھی۔

رسمی گفتگو کے بعد ونے ایک دم کہنے لگا۔

"جب میں ہندوؤں کے رسم و رواج کو نہیں مانتا تو برہم سماج کو قبول کر لینا ہی میرا فرض ہے۔ میری خواہش ہے کہ میں آپ سے ہی دیکشا لوں۔"

"تم نے اچھی طرح سوچ لیا ونے ۔" پریش بابو نے پوچھا۔

"اس میں زیادہ سوچنے کی کوئی بات نہیں۔ میں صرف قول و کردار کو بھی ہندو دھرم نہیں مانتا۔ جو لوگ شردھا کے ساتھ ہندو دھرم

کا آسرا لیتے ہیں۔ ان کے لئے تو میں یقیناً ناقابلِ برداشت ہوں۔ دیکھا جائے تو میں انیائے ہی کر رہا ہوں۔"

دھرم وشواس کے بارے میں برہم سماج سے تو تمہاری رائے ملتی ہے نا۔" پریش بابو نے کہا۔

"میری زندگی میں دھرم کی کوئی واضح تصویر منقش نہیں۔ اس پر مجھے وشواس بھی نہیں۔ یہ سوچنے کی ضرورت بھی میں نہیں سمجھتا کہ کونسا دھرم ستیہ ہے۔" ونے بولا۔

اسی وقت کسی کام سے وردا سندری بھی آگئی، لیکن اس نے اس طرح ظاہر کیا، جیسے اس نے ونے کو دیکھا ہی نہ ہو۔ وہ جیسے ہی مڑنے لگی ونے نے اس کے چرنوں میں سر جھکا کر کہا۔ "میں آج برہم سماج میں دیکشا لینے کی تجویز لیکر آپ کے پاس آیا ہوں۔"

متعجب ہو کر وردا سندری نے پریش بابو کی طرف دیکھا۔

وہ بولے۔

"ونے بابو دیکشا کے لئے فرمائش کرتے ہیں۔"

"پرسوں کے دن ہی میں دیکشا لوں گا۔" ونے بولا۔

"میں چاہتا ہوں کہ اگر پریش بابو . . . ."

"جس دیکشا سے میرا خاندان پھل کی امید رکھتا ہے۔ وہ میں نہیں دے سکتا۔" پریش بابو درمیان میں ہی بولے۔ "تمہیں اس کے لئے برہم سماج میں خط بھیجنا ہوگا۔"

خط کی بات سن کر ونے کچھ ہچکچایا۔ اسے خاموش دیکھ کر وردا سندری نے گھبرا کر کہا۔ "میں آج ہی ہرن بابو کو بلانے بھیجتی

ہوں۔ پرسوں ہی تو اتوار ہے!"

یک بارگی ہرن بابو کی آواز سُن کر ونے اٹھ کھڑا ہوا۔ وردا سندری نے کہا۔ "ذرا بیٹھئے، ہرن بابو آ ہی جاتے ہیں۔"

"مجھے معاف کیجئے۔"

پرس بابو نے ونے کے کندھے پر ہاتھ تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ "جلدی نہ کرو۔ اطمینان اور سکون دل کے ساتھ سب باتیں سوچو۔ ذہنی سکون اور اطمینان کے بغیر اتنے بڑے کام کو کرنا مناسب نہیں۔"

وہ چلا گیا۔

ہرن بابو کو وردا سندری نے ساری باتیں سنائیں۔ وہ چند لمحے سنجیدگی کے ساتھ خاموش رہ کر بولے۔ "اس بارے میں للتا سے پوچھ لینا ضروری ہے۔"

جب للتا آ گئی تو ہرن بابو سنجیدگی سے بولے ـــــ "للتا تمہیں من اور دھرم سے ایک کو اپنانا ہوگا۔ شاید تم سُن ہی چکی ہو کہ ونے ہمارے دھرم کی دیکشا لینے کو رضامند ہو گئے ہیں۔"

للتا خاموش بیٹھی رہی۔

"ونے کی اس تبدیلی سے پریش بابو خوش نہیں۔" ہرن بابو نے پھر کہنا شروع کیا ـــــ "لیکن حقیقت میں یہ خوشی کی بات ہے یا نہیں۔ یہ تمہیں فیصلہ کرنا ہے۔"

اس پر بھی جب للتا خاموش رہی تو اپنے اثر کو سمجھ کر ہرن بابو پھر بولے۔

"دیکشا، جیون کی ایک پوتر سکتی ہے۔ کیا اسے داغدار کرنا ہوگا۔

سکون و اطمینان اور دلفریب محبت کی خاطر کیا ہم اپنے سماج میں جھوٹ اور فریب کو داخل ہونے دیں ۔ " کیوں نہیں۔ تمہارے جیون کی سنک یہ ہم سماج کی تباہی کی تاریخ ہمیشہ کے لیے وابستہ نہ ہو جائے۔"

للتا پھر بھی خاموش رہی۔

اس بار وردا سندری کو بھی ہرن بابو کی بات اچھی نہ لگی کیونکہ وہ ونے کو کسی بھی طرح چھوڑنا نہ چاہتی تھیں۔ اس لئے انہوں نے ہرن بابو کو بلا کر نیچے ہی نیچے رخصت کر دیا۔

ونے بھی ہرن بابو کے ساتھ مشورہ کرنے کی بات سن کر گھبرا گیا تھا۔ اس لئے اپنے گھر میں چپ چاپ پڑا رہا۔

شام ڈھلے جیسے ہی نوکر بتی جلانے آیا۔ ونے کو نیچے سے آواز سنائی دی۔ اس نے دیکھا کہ وردا سندری ستیش کے ساتھ کھڑی ہے۔ گھبرایا سا وہ نیچے آیا ۔ اور انہیں عزت سے بٹھایا۔ ستیش ونے کی دی ہوئی تصویروں کی کتاب میں کھو گیا۔

" ونے ۔ تم ایک خط لکھ کر مجھے دے دو ۔ میں خود سب انتظام کر لوں گی۔ تاکہ انوار کو دیکشا ہو جائے۔" وردا سندری نے کہا۔

ونے نے خط لکھ کر دے دیا۔

وردا سندری خوب اچھی طرح جانتی تھی کہ للتا ونے کو دل سے چاہتی ہے۔ اس لیے آج وہ اس کے ساتھ بہت دنوں کی ناراضگی کو ختم کرنے کے لئے بے قرار ہو گئی۔ وہ للتا کے کمرے میں پہنچی۔ للتا اٹھ کر

کھڑی ہو گئی اور بولی۔

"ماں، تم کہاں گئی تھیں ——!"

"میں ونے کے گھر گئی تھی۔" وردا سندری نے کہا۔

"کیوں —؟" للتا کے لہجہ میں شدت تھی۔

"بتاتی ہوں ——!" کہہ کر وردا سندری نے کہا۔ اور ونے کا خط للتا کے سامنے رکھ دیا۔ پڑھتے ہی للتا کا چہرہ خون کی روانی سے سرخ ہو گیا۔ وہ منہ ڈھانپ کر کرسی پہ پڑی رہی۔ وردا سندری نے سمجھا کہ شاید للتا میرے سامنے دلی خوشی کا اظہار کرنے سے شرما رہی ہے اس لیئے وہ چلی گئی۔

دوسرے دن خط لے کر برہم سماج میں جانے کے وقت وردا سندری نے دیکھا کہ للتا نے خط کو پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔

نوکر سے ایک گورے سے بابو کے آنے کی اطلاع پا کر سچریتا جب بالائی کمرے میں پہنچی تو دیکھا کہ گورا کرسی پر بیٹھا ہے۔

دھڑکتے دل سے سچریتا خود کو تذبذب میں محسوس کر کے اپنی موسی ہری موہنی کو بلا لائی۔ ہری موہنی گورا جیسے پوتر اور شبھ براہمن کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ اور کچھ دیر تک اس سے ہندو دھرم پہ باتیں کرتی رہے۔ آخر میں اپنے ہاتھوں سے گورا جیسے پوتر نوجوان براہمن

کو کھلانے کی خواہش سے ہری موہنی رسوئی کا انتظام کرنے کے لیے اُٹھ گئی ——

اس کے جاتے ہی سچریتا کا دل دھڑکنے لگا۔

گورا بولا۔

"آج ونے آپ کے یہاں آیا تھا۔"

"جی ہاں۔" سچریتا نے جواب دیا۔

"مجھ سے اس کی ملاقات تو نہیں ہوئی، لیکن اس کے آنے کی وجہ میں جانتا ہوں۔"

دونوں خاموش رہے۔

گورا پھر بولا۔

"آپ لوگ اجہ برہم مت کے مطابق ونے کی شادی کرنا چاہتے ہیں کیا یہ مناسب ہے؟"

"کیا آپ مجھ سے ہی کہلوانا چاہتے ہیں کہ برہم مت کے مطابق شادی جائز نہیں۔" سب ہچکچاہٹ دور کر کے سچریتا نے کہا۔

"میں تو اور بھی بہت کچھ کہلوانا چاہتا ہوں" گورا بولا۔ "آپ کی ایک دل کی تنگیں نہیں اسی لئے آپ نیچوں کی باتوں میں پڑ کر خود کو حقیر نہ سمجھیں ——"

"کیا آپ کسی دل میں نہیں ہیں ——؟" چونک کر سچریتا نے کہا۔

"میں تو ہندو ہوں —— اور ہندو کوئی دل نہیں ہوتا —— فرقہ نہیں ہے —— ہندو قوم کو اتنا عظیم ہے کہ اس کی حد بندی نہیں کی جا سکتی۔"

"تو پھر ہندو مت فرقہ پرست جلیسے جھمیلے میں کیوں پڑتا ہے؟"

"انسان کو جب کوئی مارنے جاتا ہے تو وہ اپنے آپ کو بچانا کیوں چاہتا ہے۔"

"میرے دھرم کو اگر ہندو برا سمجھیں تو مجھے کیا کرنے کی صلاح دیں گے آپ۔" سچریتا نے کہا۔

"تب آپ کو خوب غور و خوض کر کے دیکھنا ہوگا کہ آپ کے خیال میں کوئی بھول یا غلطی تو نہیں ——— سنسکاروں کے بل پر اپنے فرقہ کو سیدھی کہہ کر ایک بکھیڑا کھڑا کر دینے کی بات تو مناسب نہیں۔" گورا بولا۔

سچریتا کو خاموش دیکھ کر گورا بولا۔ "آپ کے دل میں جو فطری خلوص پوشیدہ ہے۔ وہ سماج میں بندھ کر رائیگاں ہی جائے گا۔ آپ بھارت ورش کو اپنے پُرخلوص دل اور فہم و فراست سے دیکھیں لیے پیار کیجئے۔"

"آپ مجھے کیا کرنے کو کہتے ہیں؟" سچریتا نے کہا۔

"میں صرف اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ ہندو دھرم تیاگ کے سمان لا تعداد جذبات اور فرقوں کو اپنی گود میں لینے کے لئے ہمیشہ تیار رہے۔"

اسی وقت ستیش نے آکر ہرن بابو کے آنے کی اطلاع دی۔ سچریتا چونک اٹھی۔ اسے ان کا آنا اچھا نہ لگا۔ وہ چپ چاپ اٹھ کر ہرن بابو کے پاس آکر بولی ——— "معاف کیجئے آج آپ کے ساتھ بات چیت نہ ہو سکے گی۔"

"سڑک سے گورا بابو کی آواز سنائی دی تھی۔" ہرن بابو بولے

" لگتا ہے وہ ابھی یہیں ہیں۔"

"ہاں ہیں تو ——" سچریتا ٹال نہ سکی۔

"اچھی بات ہے۔ میں ان ہی سے بات چیت کروں گا۔" اور بغیر کے جواب کا انتظار کئے ہرن بابو اوپر آ گئے۔

سچریتا بہانہ بنا کر موسی کے پاس چلی گئی۔

"ونے کے بارے میں آپ سے کچھ پوچھنا ہے ——" ہرن بابو بولے۔ "آپ نے سنا ہی ہوگا کہ آئندہ اتوار کو وہ دیکشا لے رہے ہیں۔ آپکی اس میں اجازت ہے۔"

"جب وہ دیکشا کے لئے تیار ہے، تب آپکے سوال ایک دم بےکار ہیں ——" گورا نے کہا۔

"متضاد نظریوں کے باوجود میں آپ کی عزت کرتا ہوں۔ کیونکہ آپ کا ستیہ استیہ اپنا وشواس تو ہے۔ میں پوچھتا ہوں ونے جو پریش بابو کے گھر شادی کے لئے حاضر ہوا ہے، کیا آپ اسے روکیں گے نہیں؟" ہرن بابو بولے۔

"آپ تو ان کی فطرت سے واقف ہیں ——!" گورا ناراض ہو کر بولا۔ "آپ کو یہ سمجھنا چاہیئے تھا کہ ونے میرا دوست ہے تو کیا نہیں ——"

اسی وقت سچریتا وہاں آئی۔ اسے دیکھ کر ہرن بابو بولے۔

"سچریتا —— مجھے تم سے کچھ کہنا ہے۔"

سچریتا ان باتوں کو ان سنی کر کے گورا سے بولی۔

"آپ کے لئے کھانا تیار ہے۔ آپ اس کمرے میں چلئے۔ موسی

آپکا انتظار کر رہی ہیں۔
گورا اٹھا۔ ہرن بابو بولے —— "میں اس وقت تک بیٹھتا ہوں ——"

"بے کار کیوں بیٹھتے ہیں —— ؟" سچریتا نے کہا اور چلی گئی۔
ہرن بابو تب بھی ڈٹے رہے۔ وہ سچریتا کے لئے زیادہ فکرمند ہو گئے۔ وہ کاغذ لے کر خط سچریتا کے لئے لکھنے لگے۔ ان کے دل میں دیگر اندھ وشواس کے مانند یہ بھی تھا کہ ستیہ کی دوہائی دے کر جب ہم کسی کو پھٹکارتے ہیں کہ وہ کوششیں رائیگاں نہ جائیں۔
جانے کے وقت جب گورا اپنی چھڑی لینے کے لئے سچریتا کے کمرے میں آیا تو ہرن بابو کا لکھا خط دیکھ کر اس کا دل بے چین ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں سچریتا کا ہرن بابو کے تئیں کیا گیا سارا سلوک گھوم گیا۔ اس نے سمجھا کہ ان کے حقوق میں کوئی فرق پڑ گیا ہے۔
"میں کل آؤں گا ——" گورا نے گھوم کر سچریتا سے کہا۔ اور چلا گیا۔

"ہاں —— ! پرسوں برہمو سماج میں میرا دیکشا لینے کا خیال ہے۔" ونے نے آنند مئی کے پاس آکر کہا۔
"کیا —— ؟" آنند مئی تڑپ کر بولی۔ "اپنے وشواس کو ٹھیک کیا

تو ہمارے سماج میں نہیں رہنے گا۔۔۔؟"

"رہینے سے دھوکا دینے کا پاپ ہوگا۔ سماج کے لوگ اگر سویکار نہ کریں تو کیا میں پھر بھی ہندو بنا رہ سکتا ہوں۔" ونے بولا۔

"بحث کر کے تو خود کو بہلانا چاہتا ہے۔ لیکن اتنے بڑے کام میں چھل کپٹ کا ارادہ مت کر۔" آنندئی نے کہا۔

"لیکن میں تو خط لکھ کر وچن دے چکا ہوں۔"

"یہ نہ ہو سکے گا۔۔۔ کچھ سوچنا ہوگا۔ گورا نے تو پوچھا ہے؟"

"گورا سے تو بھینٹ نہیں ہوئی۔۔۔ پتہ چلا ہے کہ وہ سچریتا کے گھر گیا ہے۔" ونے نے کہا

اسی وقت للتا نے آکر اچانک آنندئی کو پرنام کیا۔

"میں بہت خوش ہوئی تمہارے آنے سے بیٹی۔۔۔" آنندئی نے کہا۔۔۔ "ابھی ونے یہیں تھا اور تمہارے سماج میں دیکشا کی باتیں کر رہا تھا۔"

"دیکشا کی کوئی ضرورت نہیں" للتا نے کہا۔۔۔ "اچانک اس طرح دیکشا دینا ان کے لئے توہین آمیز ہے۔"

"بیٹی۔۔۔! ونے یہ بات بخوبی جانتا ہے کہ بنا اپنا سماج چھوڑے تم لوگوں کے ساتھ اس کا رشتہ نہیں ہو سکتا!"

للتا آنندئی کے روبرو سر جھکا کر ادب سے بولی۔۔۔! "ماں میں سچ کہتی ہوں کہ یہ سب کچھ نہیں مانتی۔"

آنندئی کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا۔۔۔ "روپ، گن، سبھاؤ وغیرہ نہیں ملتے اور لوگوں کے دل مل جاتے ہیں۔ تو پھر مت بھید سے

کیا رکاوٹ پیدا ہو سکتی ہے۔ تم نے ونے کو اور مجھے بچا لیا ہے بیٹی۔ اچھا پریش بابو کے ساتھ کیا بات چیت ہوئی ہے۔"

"نہیں ــــ!" شرما کر للتا بولی ــــ "لیکن میں جانتی ہوں کہ وہ سب باتیں ٹھیک سمجھیں گے۔"

"وہ کیوں نہیں سمجھیں گے....؟" آنند مئی نے کہا۔ اور للتا کی ٹھوڑی کو چیم کر ونے کو بلا لائی۔ پھر وہ خود کھانے پینے کا انتظام کرنے کے بہانے وہاں سے چلی گئی۔

آج للتا اور ونے کے درمیان ہچکچاہٹ اور گھبراہٹ کے لئے وقت نہیں تھا۔ ان دونوں کے دل مل گئے ہیں۔ گنگا جمنا کی مانند ان کی جیون دھارائیں ملنے کے لئے قریب آ گئی ہیں۔ انہوں نے اپنے ملن کو ایک وسیلح و عریض دھرم کا ملن سمجھا۔

للتا بولی۔

خود کو مٹا کر آپ مجھے حاصل کرنے آئیں۔ یہ میں برداشت نہ کر سکوں گی۔ آپ اپنی جگہ پر قائم رہیں۔ میں یہی چاہتی ہوں۔"

"آپکو اپنی عزت اور توقیر کے مقام سے اتنا سا بھی نہیں ہلنا ہوگا۔ پریم اگر بھید کو سویکار نہیں کر سکتا تو پھر سنسار میں کسی بھی طرح بھید بھاؤ کیوں ہے۔" ونے نے کہا۔

صرف دو انسانی روحوں کے جذبات ان میں بچے رہے تھے۔

وہ دونوں شام کے وقت پریم بابو کے پاس پہنچے۔ اور انہیں آداب کیا۔

وہ بولے ــــ "اندر چلو۔"

لیکن وہ دونوں وہیں بیٹھ گئے۔

ونے بولا

"ہم دونوں آپ کا آشیرواد لینے آئے ہیں۔ یہی ہماری زندگی کی سچی دیکشا ہے ــــ مقررہ اصولوں اور محدود الفاظ کی دیکشا میں نہ لوں گا۔ جس دیکشا سے ہم دونوں کی زندگی ایک ستیہ میں بندھے گی۔ وہ آپ کا وشواس ہی ہے۔"

ایک لمحہ خاموش رہ کر پریش بابو نے کہا۔

"تم ہندو سماج میں ہی رہنا چاہتے ہو ــــ؟" وہ للتا کی طرف دیکھنے لگے۔

وہ بولی ــــ "بابوجی، میرا دھرم ہمیشہ میرا رہے گا۔ لیکن جن لوگوں کے ساتھ میری عادات و اطوار کا میل نہیں ہے۔ ان سے دُور رہ کر اپنے دھرم کی بندش میرا دل منظور نہیں کر سکتا۔"

اپنی باغی لڑکی کی پیٹھ سہلاتے ہوئے پریش بابو نے۔

"جذبات کے شدید بہاؤ میں کیا مناسب طریقے سے غور و فکر کیا جا سکتا ہے؟ آخر تم سماج کو چھوڑ کر بھی تو کہیں نہیں جا سکتے ــــ اپنے لئے نہیں تو آنے والی نسلوں کے لئے تو تمہیں کچھ سوچنا ہی پڑے گا۔"

"ہندو سماج تو ہے۔" ونے بولا۔

"ہندو سماج اگر تم لوگوں کو قبول نہ کرے تو . . . ."

"اسے قبول کرانے کی ذمہ داری ہم لوگوں کو لینا ہوگی۔ ہندو سماج بھی دھرموں اور فرقوں کا سماج ہو سکتا ہے۔" ونے بولا۔

"بابوجی ــــ" للتا بولی ــــ "کسی سماج کی ترقی کی ذمہ داری

لینا میں نہیں چاہتی۔ لیکن ہمیں ہر طرف سے نظر انداز کیا جائے یہ بھی برداشت نہیں کرسکونگی۔"

"تم لوگوں کے دل کی بات چاہے مکمل طور پہ نامناسب ہی ہو۔ یہ میں بخوبی نہیں کہہ سکتا۔ سماج میں چل رہے جھگڑوں کو دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ سبھی کام بھگوان کی مرضی کے مطابق ہو رہا ہے۔ انہیں بھ ہم سماج کا دھیان نہیں ہے۔ وہ تو صرف انسانیت کو دیکھتے ہیں۔ شادی ذاتی معاملہ نہیں سماجک کام ہے۔ تم کچھ دیر اور سوچ سمجھ کر دیکھو۔"

پریش بابو وہاں سے چلے گئے۔

للتا نے ونے سے کہا۔

"ہم لوگوں کی خواہش کسی سماج کے ساتھ نہ ملنے پہ بھی ہمارے واپس لوٹ جانے کی بات میں سمجھتی ——! اس سماج میں انصاف کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔"

"میں کسی بھی سماج سے نہیں ڈرتا۔ سچائی سے بڑے سماج جیسا دوسرا سماج کہاں ہے۔" ونے بولا۔

آندھی کی مانند وروا سندری نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"ونے —— میں نے سنا ہے۔ تم دیکشا نہیں لوگے۔"

ونے بولا۔

"دیکشا میں کسی اچھے گرو سے لوں گا۔ کسی سماج سے نہیں۔"

"دیکشا کے بغیر شادی کیسے ہوگی؟" وروا سندری نے کہا۔

"کیوں نہ ہوگی —— ؟" للتا بیچ میں بول پڑی۔

مجھ پھر خاموش رہ کر رندھے ہوئے گلے سے وروا سندری نے

کہا— " تو تم جاؤ، اس گھر میں پھر کبھی مت آنا—"

جیسے ہی گورا نے سچریتا کے کمرے میں پاؤں رکھا۔ اس نے سامنے موسی جی کے ٹھاکر جی کی مورتی کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔

" کیا آپ اس مورتی میں بھگتی رکھتے ہیں ؟"

" ہاں— ! اتنے دنوں سے سارے دیش کی پوجا پہنچتی ہے وہی جگہ میرے لئے قابل پرستش ہے۔" گورا بولا— "جب تم اپنی موسی کے گھر میں ٹھاکر جی کو دیکھتی ہو تو صرف سچائی ہی دیکھتی ہو۔ لیکن میں موسی کی بھگتی سے پُر دل کو ہی دیکھتا ہوں۔ کیا تمہارے خیال میں وہ دل کا دیوتا صرف پتھر ہے ؟"

چند لمحہ خاموش رہ کر گورا پھر بولا۔ "جب سے میں نے تمہیں دیکھا ہے۔ ایک نئی بات میرے دل میں آئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ صرف مردوں کے نقطۂ نظر سے ہی ہندوستان کو نہیں دیکھا جا سکتا۔ ہندوستان کی عورتوں کی نظریں جب اس پر پڑیں گی۔ اس دن اس کا دیکھا جانا سپھل ہوگا۔ تمہارے ساتھ ایک نظر سے میں اپنے دیش کو کب دیکھ سکوں گا۔ یہ انتہائی اور شدید خواہش میرے دل کو بے قرار کر رہی ہے۔ اگر تم ہندوستان سے دور رہو گی تو اس کی خدمت نہ ہو سکے گی۔"

گورا نے سچریتا کی طرف دیکھا۔ اس نے اپنی نظریں جھکائیں—

تبھی ہری موہنی نے آکر گورا سے کہا۔

"بیٹا ——— ! منہ میٹھا کر کے جانا۔"

"معاف کریں ——— "گورا بولا ——— آج نہیں۔" اور وہ چلا گیا ———

کچھ دیر بعد پریش بابو نے کے یہاں آ کر کہا ——— "رادھے —— ونے اب دیکشا نہ لے گا ——— للتا کے ڈھنگ سے پتہ چلا ہے کہ وہ اب بھی اس سے شادی کرے گی۔"

"نہیں کبھی نہیں ہو گا ——" سچریتا گویا چلا اٹھی

"کیا نہیں ہو گا۔ ؟" پریش بابو تذبذب میں کہتے۔

"ونے کے برہم نہ ہونے سے شادی کیسے ہو گی۔"

"ہندو مت سے۔"

"تو ہمارے سماج سے للتا کو نکل جانا پڑے گا۔"

"یہی فکر ہے۔ للتا کا کہنا ہے کہ میں صرف تکالیف برداشت کرنے کے لئے نہیں۔ بلکہ ان تکالیف میں مسرّت محسوس کر رہی ہوں۔ اس سچائی میں میں اسے کیوں روکوں۔ جب شادی ہونا ہی مناسب ہے تو ساماجک الجھنوں کی ہم پرواہ نہ کریں گے۔ انسانی تقاضوں کا احساس کر کے ہی سماج کو بھی اپنی حالت سدھارنی چاہیئے۔"

"تو کیا آپ نے اجازت دے دی ہے ؟"

"دینی ہی ہو گی۔ مجھے چھوڑ کر للتا کو کون آشیرواد دیگا۔"

پریش بابو کے جانے کے بعد ساکت و جامد سچریتا خیالات کے سمندر میں غوطہ زن ہو گئی۔

ادھر گورا کی پارٹی کے لوگوں نے برہم سماج کے اخبار کی بنیاد پر ونے پر کڑی تنقید کی کہ وہ دیکشا لے رہا ہے، لیکن گورا خود شانت اور خاموش رہا۔ ونے جب گورا کے پاس پہنچا تو وہ بولا۔

"ونے ۔۔۔! نہیں جانتا کہ میں نے کیا ناانصافی کی ہے۔ جو تم نے مجھے یکا یک تیاگ دیا ۔۔۔؟"

"گورا دادا ۔۔۔! تم نے سمجھنے میں غلطی کی۔ انقلابات تو زندگی میں آتے ہی ہیں۔ لیکن دوستی میں کیوں چھوڑوں۔" ونے بولا۔

"کیا تم نے برہم دھرم کی دیکشا لی ہے؟"

"نہ لی ہے اور نہ ہی لوں گا۔"

"للتا کے ساتھ شادی کرو گے۔"

"ہاں ۔۔۔! یہ پریش بابو کا خط دیکھ لو۔"

گورا خط لیکر پڑھنے لگا۔ "اپنی آسانی یا مشکل کی بات نہیں کہوں گا۔ سب ٹھیک طرح سے سوچ وچار کر کے ہی تم نے اپنا راستہ منتخب کیا ہوگا۔ اس لئے تم لوگوں کی شادی میں رکاوٹ ڈالنے کی کوئی بھی وجوہ نہیں ہیں۔ میں صرف اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ سماج کی پابندیوں کو توڑنے کیلئے تمہیں سماج سے بڑا بننا ہوگا۔ تمہاری محبت قیامت کا باعث نہ ہو بلکہ تعمیر کا سبب بنے۔ میں تم دونوں کو شادی کی اجازت دیتا ہوں۔"

خط پڑھ کر گورا خاموش رہ گیا۔ ونے بولا۔

"پریش بابو کی طرح تمہیں بھی اجازت دینی ہوگی۔"

"میں اجازت نہیں دے سکتا ۔۔۔ انکی رائے ندی کے ٹوٹتے کناروں کی طرح ہے۔ اور میری کناروں کی محافظ۔ گورا بولا۔

"کیا تم اس شادی کو پسند کرو گے؟" ونے نے پوچھا۔
"کبھی نہیں — اور تم سے کوئی واسطہ نہیں رکھوں گا۔"
"اگر میں تمہارا مسلمان دوست ہوتا تو —؟"
"تب بات الگ ہوتی۔" گورا بولا۔ "درخت کی ٹوٹی ڈال کو سہارا نہیں بنایا جا سکتا۔ لیکن بیلوں کو تو پیڑ سہارا دیتا ہی ہے۔" گورا بولا۔
"اسی لئے تو کہتا ہوں کہ جس سماج میں معمولی ضرب سے بھی ہلچل پیدا ہو جائے۔ وہ انسان کی ترقی میں کس قدر رکاوٹ ڈالتا ہے۔ اس بات کو نہیں سوچتے —!" ونے نے کہا۔
"اس کی فکر سماج کر رہا ہے۔"
"تو میں جاتا ہوں — ایک بار ماں سے ملنے کی خواہش ہے۔"

آج صبح جب گورا سچریتا کے یہاں پہنچا تو ہری موہنی ٹھاکر کی پوجا میں مشغول تھی۔ اور سچریتا اپنی میز پہ کتابیں وغیرہ سنوار رہی تھی۔
"آخر ونے نے ہم لوگوں کو چھوڑ گیا۔ کرسی پہ بیٹھتے ہوئے گورا نے کہا۔
"وہ تو برہم سماج میں شامل نہیں ہوا۔" سچریتا نے کہا۔
"اگر شامل ہو جاتا، تب تو کوئی بات نہ تھی۔ وہ تو ہندو سماج کا کنارہ کس کر پکڑے ہوئے ہے۔"
"آپ سماج کو اس نظر سے کیوں دیکھتے ہیں؟" سچریتا کے دل کو چوٹ لگی — "آپ کا سماجی یقین و اعتماد کیا فطری ہے؟ اگر وقت کی رفتار

میں سماج پرواہ بنے تو اسے یہ خیرباد برداشت کرنے ہی ہونگے۔"

"پانی کی تیز طرار لہروں کی مانند وقت کی رفتار کا دھرم کناروں کو کاٹ گرانا ہی کیسے برداشت کیا جا سکتا ہے؟ گورا بولا۔

"میں آپ کی آشا کہاں تک پوری کر دوں گی۔ یہ میں نہیں جانتی۔ مجھے ڈر ہے کہ مجھ پر اپنے یقین کی غلطی سمجھ کر آپکو پچھتانا نہ پڑے۔"

"غلطی ۔۔۔! بخوبی جانچ کر ہی میں نے تم پر وشواس کیا ہے۔ اپنی فہم و فراست کو ظاہر کرنے کی بات تم مجھ پر ہی رہنے دو۔"

پوجا سے اٹھ کر ہری موہنی نے گورا اور سچریتا کو دیکھا تو اسے اچھا نہ لگا۔ سچریتا کو رسوئی کی تیاری کے لئے بھیجکر وہ گورا سے بولی۔

"رادھا اب نادان بچی نہیں ہے۔ اس لئے روزانہ اس سے گھنٹوں باتیں کرتے رہنا مناسب نہیں۔ تم خود سمجھدار ہو۔"

گورا کے دل کو یکبارگی چوٹ پہنچی۔ ہری موہنی اور بھی نہ جانے سچریتا کی تبدیلی کی باتیں کرتی رہی۔ آخر میں وہ بولی۔

"آپ ہی سوچئے۔ اب اس کی شادی کر دینا ہوگی۔ کیا یہ اس طرح ہمیشہ غیر شادی شدہ ہی رہے گی۔"

"آپ نے شادی کی بات سوچی ہے یا نہیں۔" گورا نے پوچھا۔۔۔ "کیا ہندو سماج میں اسکی شادی ہو سکے گی۔"

"اگر ٹھکانے سے رہے تو ہندو سماج میں ہی اس کی شادی کرونگی وہ بھی اچھا ہی ہے۔۔۔ کیلاش۔۔۔! میرا دیور ہے۔ کچھ ہی دن ہوئے اسکی بیوی مر گئی ہے۔۔۔! رادھا رانی کے ساتھ اسکی نسبت ٹھیک رہے گی۔" ہری موہنی نے کہا۔ پھر وہ کیلاش کی باتیں سنانے لگی۔

گورا اسے پرنام کر کے چپ چاپ چلا گیا ــــــ سچریتا آہ بھر کر رسوئی میں جٹی رہی۔ گلی کا موڑ مڑتے ہی گورا کو ہرن بابو مل گئے۔ اور بولے۔

"اتنے سویرے ـــ ؟ لگتا ہے سچریتا گھر پر ہی ہے۔"

"جی ہاں ـــ" کہہ کر گورا تیزی سے موڑ کاٹ گیا۔

ہرن بابو گھر میں داخل ہو کر رسوئی گھر کے دروازے کے سامنے جا کھڑے ہوئے۔ ہری موہنی کے کھانے کا بھی ان پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ وہ سچریتا سے بولے۔

"میں نہیں جانتا کہ کون سے راستے چل کر تم کہاں پہونچو گی ـــ؟ للتا کے ساتھ ونے کی ہندو رسم و رواج سے شادی کا قصور، تمہارے ہی ماتھے مڑھا جائے گا۔ تمہیں نے ونے اور گورا کو اپنے گھر میں بٹھا کر انہیں یہاں تک بڑھنے کا موقع دیا کہ اب وہ برہم سماج کے کسی بھی آدمی کو کچھ سمجھتے ہی نہیں۔ آج میں تمہیں محتاط کرنے آیا ہوں۔ للتا کے بعد اب تمہاری باری ہے۔ للتا تو اپنی تباہی پر پچھتا ہی رہی ہے لیکن تم بھی اپنی تباہی پر پچھتاؤ گی۔"

"میں ہندو ہوں۔" سچریتا نے ترکاری چھونکتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے گورا بابو صبح شام آکر تمہیں منتر دیتے ہیں۔" ہرن بابو کے لہجہ میں شدت تھی۔

"ہاں، وہی میرے گرو ہیں۔"

"تم سمجھتی ہو کہ ہندو سماج تمہیں قبول کر لے گا۔" ہرن بابو نشتر چبھنے سے تلملا اٹھے۔

"میں سماج کو نہیں مانتی۔ صرف اتنا جانتی ہوں کہ میں ہندو

ہوں۔ آپ کسی بات کی فکر نہ کریں۔"

"گورا کو ونے مت سمجھو۔ خود کو ہندو ہندو چلّا کر تم مر بھی جاؤ گی تو بھی گورا تمہیں قبول نہیں کرے گا۔ یاد رکھو۔"

"میں نے آپ سے کہا نا کہ وہ میرے گورو ہیں ——— گورو ———!" خفگی کے ساتھ گھور کر سچریتا نے ہرن بابو کی طرف دیکھا۔ "آپ یہاں سے چلے جائیں۔ آج سے میں آپ کے سامنے باہر نہیں آؤں گی۔"

"کس منہ سے آؤ گی ——— اب تو تم ہندو لڑکی ہو۔ پریش بابو کے پاپوں کا گھڑا بھر گیا ہے۔ کرم کا پھل اس عمر میں بھوگیں گے۔ ہم جانتے ہیں ———"

اور وہ چلے گئے۔ ہری موہنی کو سچریتا کی باتوں نے آج بہت خوش کیا۔

گورا نے جس بات کو لے کر ونے کا مذاق اڑایا تھا۔ ان جانے میں سچریتا کو لے کر اپنے آپ کو بھی ان باتوں میں اور ان حالات میں گھرا دیکھ کر وہ گھبرا گیا۔ وہ ماں آنندی کے پاس پہنچا۔ اور اس کے کہنے سے بیٹھ گیا۔

"ونے کی شادی کی خبر تو تم سن چکے ہو ———" آنندی نے کہا۔ "اس کے چاچا اس رشتہ سے خوش نہ ہوں گے۔ ادھر پریش بابو کے گھر میں بھی اس شادی کی وجہ سے حالات بگڑے ہوئے تھیں اس لئے ہماری ہی گھر کے شمالی حصہ میں ونے کی شادی ہو تو بڑی آسانی ہو گی۔ یہاں میں سب انتظامات ٹھیک کر سکتا ہوں۔"

"یہ نہ ہو گا ماں ———!" گورا بولا ——— "ہم اس شادی کو مان

نہیں سکتے۔ اس کا اپنا گھر ہی خالی ہے۔ اس شادی میں تمہارے شامل ہونے سے کبھی بات نہ بنے گی۔"

"تو کیا کہتا ہے۔" آنندی بولی ــــ "ونے کی شادی میں شامل نہ ہوؤں گی تو اور کون ہوگا۔ تمہاری رائے نہ ملنے سے کیا ونے کے ساتھ دشمنی مول لینا ہوگی۔"

ونے کی شادی میں شامل نہ ہو سکنا میرے لئے سُکھ کی بات نہیں ہے ماں۔ لیکن ونے نے ہی تو ہمیں چھوڑ دیا ہے۔" گورا بولا۔

"ونے جانتا ہے کہ میں اس شادی میں اس کا تیاگ نہ کر سکوں گی۔ اس کی پتنی کو میں آشیرواد دے کر گھر نہ لاؤں گی۔ یہ بات اگر وہ سمجھتا تو سچ کہتی ہوں کہ جان نکل جانے پہ بھی وہ شادی نہ کرتا۔" آنندی نے کہا۔

دل میں درد و کرب کا طوفان لئے گورا بولا ــــ ماں ــــ تمہیں سماج کو یاد رکھنا ہوگا۔"

"ایسی سکتی مجھ میں نہیں ہے۔"

گورا کے چلے جانے کے بعد آنندی کافی دیر چنتا میں ڈوبی رہی پھر وہ اپنے پتی کرشن دیال کے پاس جا کر بولی ــــ "بڑا انیائے ہو رہا ہے۔ گورا کو اب بھلائے رکھنا مناسب نہ ہوگا۔ میں اسے سب حال بتا دینا چاہتی ہوں۔"

"تم کیا پاگل ہو گئی ہو ــــ؟" کرشن دیال بولے ــــ "اس بات کے ظاہر ہونے سے مجھے کتنی جواب دہی کرنا پڑے گی پینشن بند ہو جائے گی۔ پولیس بھی پریشان کرے۔ جتنا سنبھل کر چل سکو چلو۔"

معمول کے کاموں سے فارغ ہو کر گورا جیسے ہی بیٹھک میں پہنچا اس نے پریش بابو کو انتظار کرتے پایا۔ گورا نے پرنام کیا۔ وہ بولے۔

"ونے کی شادی تو تم سے سنی ہی ہو گی۔ ہمارے سماج کا کوئی بھی آدمی اس میں شریک نہ ہو گا۔ اپنی لڑکی کی طرف صرف میں ہوں اور ونے کی طرف بھی محسوس ہوتا ہے کہ تمہارے سوائے کوئی نہیں۔ اس لئے تم سے صلاح کرنی ہے۔

"میں تو اس کے درمیان نہیں ہوں۔ گورا بولا۔

"تم نہیں ہو ۔۔۔؟" پریش بابو استعجاب سے بولے۔ "تمہارے خیال میں ونے جو کچھ کر رہا ہے وہ غلط ہے یا دھرم کے منافی ہے۔"

"دھرم کے اصول کو توڑنے سے اپنی تباہی ہو جائے گی۔"

"تو کیا یہی مان لینا ہو گا کہ ہر کام میں دھرم مقدم سمجھا جانے لگا لگا ہے۔" کہتے ہوئے پریش بابو کھڑے ہو گئے۔ گورا بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ پھر بولے ۔۔۔ "میں نے سوچا تھا کہ برہم سماج کی مخالفت کی وجہ سے مجھے اس شادی سے الگ رہنا پڑے گا۔ اور تم ہی سب کرو گے۔ ایسے ہی کاموں میں رشتہ داروں کے بجائے دوست کو آسانی ہے کہ اسے سماجک جبر کو برداشت نہیں کرنا پڑتا، لیکن جب تم ہی ونے کو چھوڑ دینا چاہتے ہو تو یہ کام مجھے تنہا ہی کرنا پڑے گا۔"

پریش بابو کے جاتے ہی گورا کی پارٹی کے آدھمکے ۔ اور اس کا مذاق اڑانے لگے۔ مجبوراً گورا کو اپنی پارٹی کے کاموں سے الگ رہنا پڑا۔

ادھر گورا پراشچت سبھا کی طیاریاں کر رہا تھا۔ گورا اس پراشچت کے ذریعے صرف جیل کی ناپاکی ہی دور کرنا نہیں چاہتا تھا۔ بلکہ نئی زندگی حاصل کر کے اپنے کام میں انتہائی تیزی سے جٹ جانا چاہتا تھا۔ پراشچت کا دن بھی طے ہو گیا۔ گورا کے دوستوں نے خفیہ طور پر اسے "ہندو دھرم پردیپ" کا لقب دینے کا فیصلہ کیا۔

سچریتا نے دیکھا کہ گورا کو اس کے یہاں آنا جانا ایک دم رک گیا ہے۔ اس نے دل ہی دل میں سوچا۔ نہیں آئے تو کیا وہی میرے گورو ہیں۔

ایک دن دوپہر کا وقت للتا نے آکر سچریتا کے گلے میں باہیں ڈال دیں اور بولی۔ "دیدی، سب ٹھیک ہو گیا ہے سوموار کو۔ !"

"خوش ہونا۔" سچریتا نے کہا۔ "جو تم نے چاہا مل گیا ۔۔۔ ونے جیسا خاوند پا کر تم اس کے قابل ہو ۔۔۔ یہی میری ایشور سے پرارتھنا ہے ۔۔۔"

"دیکھو دیدی، بہت دنوں کی دل کی بات آج تم سے کہتی ہوں۔ پہلے پہل جب گورا بابو ہمارے گھر آئے تھے تو مجھے بہت غصہ آیا تھا۔ کیوں کہ تم جو مجھ سے بھی بڑھ کر اس سے پیار کرتی تھیں۔ یہ مجھ سے برداشت نہ ہوتا، لیکن آج میں بہت خوش ہوں گی اگر تمہارا ۔۔۔"

سچریتا نے جھٹ للتا کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ "یہ بات سنتے ہی میں زمین میں سما جاؤں گی ۔۔۔"

"یہ تمہاری بھول ہے ——" للتا بولی —— "میں نے خوب سوچا ہے۔ میں سچ کہتی ہوں ——"

سچریتا باہر بھاگی اور للتا بھی اس کے پیچھے پیچھے باہر گئی —— اور بولی —— "اچھا، اب میں نہ کہوں گی —— ! یہ بات آج یہیں تک رہی۔"

للتا کے جانے کے بعد سچریتا دونوں ہاتھوں میں سر رکھ کر رونے لگی۔ تبھی ہری موہنی نے اندر آکر کہا —— "یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے۔ میں نہیں سمجھ پائی ——"

"موسی —— ! دن رات مجھ پر ایسی کڑی نظریں کیوں کرتی ہو؟"

"تو کیا تو کچھ نہیں جانتی —— تم نہ کھاتی ہو نہ ہنستی ہو۔ روتی ہی رہتی ہو —— کیا میں اتنا بھی سمجھ نہیں پاتی ؟"

"تم اتنا غلط سمجھ رہی ہو جو مجھ سے اب برداشت نہیں ہو سکتا۔" سچریتا نے کہا —— "میں نے اپنے گورو سے جو تعلیم پائی ہے اس کو سمجھنے کے لئے طاقت جمع کرنے کی فکر میں ہوں۔ لیکن تم نے ہمارے تعلقات کو غلط سمجھا۔ اور میرے گورو کا اپمان کر کے رخصت کر دیا۔ ایسے مہان پُرش کو بدنام کرنے کی تم میں شکتی نہیں۔ لیکن مجھ پر تو نے ایسا اتیاچار کیا ہے۔ میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے ؟"

ہری موہنی ساکت و جامد رہ گئی۔

کھانے کے وقت ہر موہنی پھر کہنے لگی۔ "دیکھو رادھا تم کچھ نہیں سمجھتیں۔ اس لئے گورا تمہیں گورو بن کر ٹھگ رہا ہے۔ وہ اپنے ہی شاستر کی باتیں کرتا ہے۔ میں ہندو گھرانے میں تمہیں چلا دوں گی۔ بغیر کسی

حیل و حجت کے، برہم ہونے پر بھی ہندو سماج میں ہی اپنا لی جاؤ گی۔ بس کچھ پیسے خرچ کرنا پڑے گا۔ وہی اپنے سماج کا کھیا ہے۔"

سچریتا کو ہری موہنی کی باتیں اور کھانا زہر لگ رہا تھا۔

ہری موہنی کی بھی طرح سچریتا کو اپنے رنڈوے دیور کیلاش کے ہاتھوں میں جلدی سے جلدی سونپ دینے میں خیریت سمجھنے لگی۔۔۔ اس لئے وہ رات دن اپنی تعریف و توصیف کرنے لگی۔

ہری موہنی کی رات دن کی جھک جھک سے تنگ آکر ایک دن سچریتا پریش بابو کے پاس آپہنچی۔ خیر و عافیت پوچھنے کے بعد بولے۔

"سوموار کو للتا کی شادی ہوگی۔ اس بارے میں تمہیں بلا نہیں سکا۔"

"کیوں نہیں بلا سکے۔۔۔" سچریتا نے پوچھا۔۔۔ "کیا یہ سوچ کر کہ میرے دل میں کوئی تبدیلی آگئی ہے۔"

"تمہیں مدعو کر کے کسی تذبذب میں ڈالنا نہیں چاہتا تھا۔"

"ذہنی پریشانی کی وجہ سے میں اتنے دنوں تک اپنے دلی جذبات کا اظہار آپ پر نہ کر سکی۔ اتنے دنوں تک گویا میرے ساتھ میرے دیش کے ماضی و مستقبل کا کوئی بھی تعلق نہ تھا۔ لیکن وہ غیر محسوس تعلق کتنی بڑی حقیقت ہے اس کا گیان میں نے ایک شخص کے انوکھے روپ میں پایا ہے۔ اب میرا دل بلا ہچکچاہٹ اور وثوق کے ساتھ کہنے لگا ہے کہ میں ہندو ہوں۔"

اس وقت ایک شخص نے پریش بابو کو برہم سماج کی طرف سے

ایک خط لاکر دیا جسکا لب و لباب تھا۔ برہم سماج کے اصولوں کے خلاف اپنی لڑکی کی شادی کرنے سے اب سماج انہیں باعزت لوگوں کے زمرے میں نہیں رکھ سکتا۔ اگر وہ بحث کرنا چاہتے ہیں، تو اتوار تک، اپنا بیان لکھ بھیجیں۔"

خط جیب میں رکھ کر پریش بابو گھومنے لگے ۔۔۔ شام ڈھلے سچریتا ان کا ہاتھ تھام کر پوجا گھر میں لے گئی۔ پوجا کے بعد جیسے ہی وہ باہر نکلے۔ تو دیکھا کہ للتا اور ونے انتظار کر رہے ہیں۔ ان کے پرنام کے جواب میں آشیرواد دیتے ہوئے سچریتا سے بولے۔

"بیٹی، کل میں تمہارے یہاں آؤں گا۔ ابھی ایک ضروری کام ہے ۔۔۔!"

ان کے جاتے ہی ونے نے سچریتا سے کہا ۔۔۔ "دیدی، تم ہمیں آشیرواد نہ دوگی ؟" اور للتا کے ساتھ اس نے سچریتا کے سامنے سر جھکا دیا۔

شدتِ جذبات سے مغلوب ہو کر پیار بھرے لہجہ میں سچریتا نے جو کچھ کہا وہ کوئی نہ سن سکا۔

پریش بابو نے اپنے کمرے میں پہنچ کر برہم سماج کے خط کا جواب لکھا۔ "للتا کی شادی کے فرائض سرانجام دینا ہیں۔ ایشور سے میری یہی پرارتھنا ہے مجھے سب سماجوں سے نکال کر اپنے چرنوں میں جگہ دے۔"

سچریتا گھر آکر پریش بابو سے سنی گیان کی باتیں گورا تک پہنچانے کے لئے بے قرار ہو اٹھی۔ وہ سوچنے لگی ۔۔۔ ہندوستان تباہی کے غار میں غرق ہو جانا چاہتا ہے۔ کیا اب قدیم فرسودہ رسم و رواج کے سہارے گھر بیٹھے رہنے سے ہی ہندوستان کا روگ دور ہو سکے گا۔ گورا کو اس وقت میرے سامنے آکر خود ہی میرا راستہ طے کرنا ہوگا۔ اسے میرے پاس آنا ہی ہوگا! اس

باہمت شخص کو میری ضرورت ہے۔ یہ وہ تسلیم کر چکا ہے۔ پھر وہ کیسے مجھے بھول گئے۔

تب ہی آنندی کو اپنے گھر میں دیکھ کر سچریتا کا دل مسرت سے جاگ اٹھا۔ آنندی بولی، "بیٹی، میں تمہارے ساتھ کچھ صلاح کرنے آئی ہوں۔ میں نے ایک مکان ٹھیک کیا ہے۔ وہیں ونے کی شادی ہوگی۔ تم پریش بابو کو راضی کر لینا۔ تمہیں بھی وہیں جانا ہوگا۔ للتا بھی یہی چاہتی ہے۔ کیا تم آسکو گی؟"

"یہ تو اپنا ہی کام ہے۔ ونے کیا میرے لئے پرایا ہے، لیکن میں نے اس سے کہہ رکھا ہے کہ میں سب کام لڑکی والوں کی طرف سے کروں گی۔" سچریتا نے کہا۔

آنندی کے آنے کی خبر پاکر ہری موہنی بھی وہیں آگئی۔ آنندی نے کہا۔ "تمہاری سچریتا کو لینے آئی ہوں۔"

"سنو—! رادھا رانی کا دل اب ہندو دھرم کی طرف ہو گیا ہے" ہری موہنی نے کہا۔ ہندو دھرم میں آنے کے لئے اسے سنبھل کر چلنا ہوگا۔ اگر تمہاری اپنی لڑکی ہوتی تو کیا تم اسے ایسی شادی میں جانے دیتیں؟"

آنندی نے تعجب سے سچریتا کی طرف دیکھا۔ اس کا چہرہ غصّہ سے سرخ ہو گیا۔ آنندی بولی۔ "اگر سچریتا نہ جانا چاہے تو . . . ."

"تم لوگوں کی باتیں کچھ سمجھ میں نہیں آتیں؟ . . . ." ہری موہنی کہنے لگی— "تمہارا بیٹا ہی تو اسے ہندو دھرم میں لایا ہے۔ اور تمہیں کچھ پتہ ہی نہیں۔"

"اور نہیں بہن—! آنندی نے کہا— "میں اب اسے کچھ نہ کہونگی۔" آنندی جب جانے لگی تو سچریتا نے اسکا پاؤں پکڑ کر رہ گئی۔ وہ سب

اطلاعات دینے کی بات کہہ کر چلی گئی۔

دوسرے دن جب آنندی شادی کے لئے پسند کیا ہوا مکان صاف کر رہی تھی تو پریش بابو بھی للتا کے ساتھ آ پہنچے۔ اپنے گھر میں ماں اور اور برہم سماج کی مخالفت للتا کے لئے ناقابل برداشت ہو گئی تھی ــــ اس لئے وہ پتا جی کے ساتھ یہاں آ گئی۔ سچر یتا بھی صفائی میں آنندی کا ہاتھ بٹا رہی تھی۔ پریش بابو سچر یتا سے بولے۔ "للتا میرے گھر سے بالکل رخصت ہو کر آئی ہے"۔ ان کا گلا بھر آیا۔

"یہاں اسے پریشانی نہ ہو گی۔" سچر یتا نے کہا۔

ونے کے ساتھ للتا کی شادی ہو گئی۔ اس بیچ ہری موہنی کا رنڈوا دیور کیلاش ہری موہنی کے گھر آ پہنچا۔ ہری موہنی نے سچر یتا کے ساتھ شادی کے لئے اسکی ملاقات کرانی چاہی۔ لیکن سچر یتا نے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا۔

گنگا کے کنارے ایک باغیچہ میں گورا کی پراشچت سبھا کی تیاریاں ہونے لگیں۔ اوناش نے گورا کی پراشچت کی خبریں تمام اخبارات میں شائع کرا دیں کہ گورا جیسا نشکلنک برہمن بنیت بھارت کے تمام پاپوں کا بوجھ اپنے اوپر لیکر سارے دیش کی طرف سے پراشچت کر رہا ہے۔ گورا کو یہ اشتہار بازی اچھی نہیں لگی۔ پھر بھی چاروں طرف دھوم مچ گئی۔ گورا کو دیکھنے کے لئے لوگ جوق در جوق آ رہے تھے۔

"کرشن دیال کے کانوں میں پراشچت کی خبریں پہنچی۔ ویسے وہ کبھی گورا کے کمرے میں نہ جاتے تھے۔ لیکن آج جب وہ سوتی کپڑے پہن کر گورا کے کمرے میں گئے تو انہیں پتہ چلا کہ گورا رادھا کے گھر میں ہے۔ وہاں جاکر انہوں نے دیکھا کہ گورا پوجا پر بیٹھا ہے۔

"گورا ——!" کرشن دیال نے کہا۔

پتا کی آواز سن کر گورا اٹھ کھڑا ہوا۔

"گورا —— ! تم نے پراشچت کیلئے سب پنڈتوں کو مدعو کیا ہے، لیکن میرے جیتے جی یہ کام ہرگز نہ ہوگا۔"

"کیوں —— ؟" گورا نے پوچھا۔

"وجہ بتانے کی ضرورت نہیں۔ ہم تمہارے قابلِ احترام گرو ہیں، ہماری اجازت کے بغیر تم کوئی بھی شاستر کرم نہیں کر سکتے۔"

"اس میں نقصان کیا ہے ؟" حیران ہو کر گورا بولا۔ "میں نے اپنی پوترتا کے لئے ہی اپنے اس نجی کام کا انتظام کیا ہے۔ آپ بیکار ہی بحث میں پڑ کر کیوں کشٹ پا رہے ہیں؟"

"ایسی بہت سی باتیں ہیں جنہیں تم سمجھ نہیں سکتے —— ! اپنے ہندو ہونے پر تمہیں فخر ہے۔ لیکن یہ تمہاری بھول ہے —— تم کبھی بھی ہندو نہیں ہو سکتے، کیونکہ تمہارا شریر اس کے لئے موافق نہیں۔ تم خود کو ہندو کہتے ہو۔ لیکن ولائتی بولی کہاں جائے گی۔ اس لئے میرا کہا مان کر یہ سب کرنا تیاگ دو۔" کرشن دیال نے کہا۔

"تو سماج سے مجھے الگ رہنا پڑے گا ؟" گورا بولا۔

"نقصان ہی کیا ہے، سماج کے ساتھ میرا ہی کیا تعلق ہے۔"

کرشن دیال کے چلے جانے کے بعد انکی مخالفت کی بات سوچ کر گورا کا دل شدید دکھ اور درد سے بھر گیا۔ اسے کرشن دیال کی باتوں میں کچھ پوشیدہ حقیقت کے اسرار کا احساس ہونے لگا۔ اسے لگا جیسے کوئی اسے چاروں طرف سے ڈھکیل کر سماج کے باہر پھینک دینا چاہتا ہے۔ اس وسیع و عریض دنیا میں وہ خود کو بالکل تنہا محسوس کرنے لگا۔

کل پراشچت کیلئے سبھا ہوگی۔ جس وقت گورا رات کو وہیں رہنے کے لئے جانے کی تیاری کر رہا تھا۔ ہری موہنی داخل ہوئی۔ وہ بولی۔

"میں تمہارے پاس آئی ہوں۔ ذرا بیٹھو۔ زیادہ نہ بولوں گی۔"

جب گورا بیٹھ گیا تو ہری موہنی نے سچریتا کا تذکرہ چھیڑ دیا۔

"سچریتا کو صحیح راستے پر لاکر تم نے مجھ پر جو احسان کیا ہے۔ میں اسے بھلا نہیں سکتی۔ اگر وہ برہمو سماج میں نہ ہوتی۔ ہندو سماج میں ہوتی تو اب تک اس کی گود بال بچوں سے بھری ہوتی۔ اس لئے اس کی شادی نہ ہونے سے جو غلط کام ہوا ہے اس سے یقیناً تم بھی متفق ہوگے میں نے اس کام کے لئے اپنے دیور کیلاش کو یہاں بلایا ہے۔ اس نے جن رکاوٹوں کا ذکر کیا تھا وہ دور ہوگئی ہیں۔ لڑکے والے ایک پیسہ بھی جہیز نہ لیں گے۔ اور نہ ہی سچریتا کے پہلے دھارمک اور سماجک وچاروں پر کوئی اعتراض کریں گے۔ لیکن سچریتا شادی کرنے کے لئے بالکل تیار نہیں ہے۔ بھیا میں تم سے صاف کہے دیتی ہوں کہ وہ لڑکی تمہارے قابل نہیں ہے۔ اس سے میں شادی ہونے پر اس کے پہلے دھارمک خیالات کو جان نہ پائے گا۔ اور کسی نہ کسی طرح کام چل جائے گا۔"

"کس سے آپ نے کہا ہے کہ میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں"، غصہ سے گورا نے کہا۔

"اخبار میں چھپ گیا ہے۔ یہ سن کر میں شرم سے گڑی جا رہی ہوں۔"

"جھوٹ ہے۔" گورا آگ بگولہ ہو کر بولا۔

"ہری موہنی چونک کر بولی۔ "میں بھی تو یہی سمجھتی ہوں۔ اب تم ایک بار جاکر ذرا سچریتا کو سمجھا دو۔"

گورا اسی وقت سچریتا کے پاس جانے کے لئے تیار ہو گیا۔ چند لمحہ خاموش رہ کر بولا۔ "اسے کیا سمجھانا ہوگا؟"

"یہی کہ ہندو آدرش کے مطابق اسے فوراً شادی کر لینی چاہیئے۔ اور گیلاش سے اچھا پتی اسے نہیں مل سکے گا۔ ایک بار میرے ساتھ چلو گے؟" ہری موہنی بولی۔ "تمہارے ایک بار کہہ دینے سے ہی سب ٹھیک ہو جائیگا۔"

"میں کیوں جاؤں۔" دوبارہ سوچ کر گورا بولا۔ "سچریتا کے ساتھ میرا کیا رشتہ ہے۔ کچھ بھی تو نہیں۔"

"وہ تم پر دیوتا جیسی شردھا رکھتی ہے۔ تمہیں اپنا گرو مانتی ہے۔"

بجلی کی سی تیزی سے گورا سر اٹھا کر بولا۔ "میں اپنے جانے کی کوئی وجہ نہیں دیکھتا۔"

میرا اتنا کام تو تمہیں کرنا ہی ہوگا۔" ہری موہنی نے کہا۔ لیکن اسے اٹل دیکھ کر وہ پھر بولی۔۔۔ "اگر خود نہیں چل سکتے تو ایک خط لکھ دو۔ میں تم ہی سے یہ پوچھنے آئی ہوں کہ ہندو لڑکی کو شادی کی عمر میں شادی کر کے گرہست پالن کرنا چاہیئے یا نہیں۔"

"دیکھئے۔۔! ان باتوں میں مجھے نہ لپیٹئے۔۔!" گورا پریشان ہو کر بولا۔

ہری موہنی تیز لہجہ میں بولی ــــــ خود ہی گتھی ڈال کر اب اسے سلجھانے نہیں جاؤ گے۔ اصل بات یہ ہے کہ تم نہیں چاہتے کہ سارا معاملہ سلجھ جائے۔"

گورا اپنے پراشچت کی بات سوچ کر غصہ نہ کر سکا۔ کچھ سوچ کر ایک کاغذ نکال کر اس پر لکھ دیا۔ " شادی ہی عورت کی زندگی کی منزلِ مقصود ہے۔ یہ شادی خواہشات کی تکمیل کے لئے نہیں۔ کلیان سادھنا کے لئے ہے۔ سکھ دکھ سے گھرے گرہست آشرم کو دل سے مان کر دھرم پالن ہی استری کا پرم کرتویہ ہے۔"

کاغذ لیکر ہری موہنی گھر لوٹ آئی۔ کھانے کے بعد اس نے سچریتا سے دوسرے دن کہا۔ "کل شام میں تمہارے گورو کے پاس گئی تھی ــــ باتوں ہی باتوں میں تمہارا ذکر آیا۔ میں نے کیلاش کے بارے میں کچھ باتیں کھول کر کہی تھیں۔ واقعی گور موہن گیانی آدمی ہے۔ تمہیں اپنے گورو کی آگیا کا پالن کرنا ہوگا۔"

سچریتا کو خاموش دیکھ کر ہری موہنی نے آہستہ سے گورا کا لکھا ہوا کاغذ اسے دے دیا۔ پڑھ کر سچریتا کا دم جیسے گھٹنے لگا۔ وہ ساکت و جامد بیٹھی رہی ــــ! وہ سوچنے لگی کہ گورا نے یہ اجازت کیوں دی۔ کیا وہ کسی طرح سے اسکی راہ میں رکاوٹ ہے؟ وہ تو اسوقت بھی اس کا انتظار کر رہی تھی۔

ہری موہنی کے ہاتھ میں اپنا لکھا ہوا خط دیکھ کر گورا کو ایسا لگا گویا

اس نے سچیر بتا کے بارے میں نیا گ پتر دیدیا ہو۔ لیکن اس کے دل نے ان حالات کو قطعی منظور نہیں کیا۔ وہ فوراً سچیر بتا کے گھر کی طرف چل دیا۔ لیکن گرجا گھر کی گھنٹی سے دس بجے رات کی اطلاع پا کر اس نے وہاں جانا مناسب نہ سمجھا۔ وہ رات کی پراشچیت سبھا میں بھی نہیں جا سکا۔

دوسرے دن صبح ہی اٹھ کر وہ یاتم میں جا پہنچا۔ وہ تمام تر انتظامات مکمل تھا۔ گنگا اشنان کر کے گورا کپڑے بدلنے لگا۔ اسی وقت ایک ہلچل مچ گئی ــــ گورا کے گھر سے اطلاع آئی کہ کرشن دیال کے منہ سے خون بہہ رہا ہے۔ اور انہوں نے اسے فوراً لانے کے لئے گاڑی بھیجی ہے۔

اس وقت گورا آ کر کرشن دیال کے کمرے میں داخل ہوا۔ اور دیکھا کہ آنندی ان کے پاؤں دبا رہی ہے۔ پریشان دل گورا قریب بچھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"اب کیسی طبیعت ہے گورا نے ماں سے پوچھا۔

"اب اچھے ہیں۔ ڈاکٹر کو بلانے آدمی گیا ہے۔" آنندی نے کہا۔

"میرا وقت اب قریب آگیا ہے۔ کرشن دیال بولے۔" جو کچھ میں نے تم سے چھپایا تھا۔ میں نے کہا تھا کہ تمہیں کبھی بتانے کی ضرورت نہیں نہیں پڑے گی، لیکن اب کہنا ضروری ہے تم میرا شرادھ کیسے کر سکو گے؟" وہ کانپ اٹھے۔

"ہاں ــــ تم ہی کہو ــــ کیوں مجھے شرادھ کرنے کا ادھیکار نہیں۔" بے قرار گورا نے پوچھا۔

"تم ان کے بیٹے نہیں ہو۔" آنندی نے کہا۔

"میں ان کا بیٹا نہیں ــــ" گورا نے تعجب سے پوچھا ــــ "کیا

تم میری ماں نہیں ہو ــــ ؟"

"تم مجھے پیٹ کے بچّے سے بھی زیادہ عزیز ہو۔ روندھے ہوئے گلے سے آنندی نے کہا۔

"پولیس کی بغاوت کے وقت سپاہیوں کے ڈر سے بھاگ کر تمہاری ماں نے ہمارے گھر میں پناہ لی تھی۔" کرشن دیال کہنے لگے۔ "تمہارے پتا لڑائی میں مارے جا چکے تھے۔ وہ آئرلیش تھے۔ اسی رات تمہیں جنم دے کر تمہاری ماں بھی مر گئی۔ تبھی سے تم لڑکے کی شکل میں میرے گھر میں پلے ہو۔"

گورا کو سب خواب سا لگنے لگا۔ وہ اپنا وجود ایک دم بھول گیا۔ کہاں تو وہ اپنے آپ کو آنندی کا بیٹا مان کر ہندو دھرم کا پرچارک بن بیٹھا تھا۔ کہاں وہ آج بغیر ماں باپ کا آئرلیش لڑکا ہے۔ اس کی جاتی، دھرم گوتر، دیوتا ــ کوئی کچھ بھی نہیں ــ اب میں کیا کروں ــ ؟ وہ کچھ بھی فیصلہ نہ کر سکا۔

اس وقت ایک بنگالی حکیم کے ساتھ انگریز سول سرجن وہاں داخل ہوا۔ مریض کی دیکھ بھال کرتے ڈاکٹر کی طرف امنگ بھری نظروں سے دیکھتا گورا سوچنے لگا۔ "کیا یہی شخص آج سب کے مقابلے میں میرا سب کچھ ہے۔"

ڈاکٹر نے خاص فکر کی وجہ نہ بتا کر دوا تجویز کر دی اور چلا گیا۔ گورا بھی چپ چاپ اٹھ کر جانے لگا۔ تو آنندی نے جھٹ سے اس کا ہاتھ تھام کر کہا ــــ اگر تم مجھ پہ غصہ کرو گے تو میں اپنے پران دے دوں گی۔ تمہارا جانا میرے لئے موت کی سزا ہوگا۔"

"ماں ـــــ!" گورا صرف اتنا ہی کہہ سکا۔

"آنندی کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔"

"میں ایک بار پریش بابو کے گھر جانا چاہتا ہوں۔" گورا نے کہا۔ اور جیسے آنندی کا سارا بوجھ ہلکا ہو گیا۔

گورا خاموشی کے ساتھ چلا گیا۔

ادھر آنسوؤں سے بوجھل سچریتا پریش بابو کے کپڑے سمیٹ کر جیسے ہی کھڑی ہوئی گورا وہاں داخل ہوا۔ اس نے آتے ہی پریش بابو کو پرنام کیا اور ـــ "مجھے اب کوئی بندھن نہیں۔"

"کیسا بندھن ـــــ!" میرے پتا آئرلیش تھے۔ شمال سے جنوب تک تمام مندروں کے دروازے آج میرے لئے بند ہو گئے ہیں۔ سارے ملک میں میرے لئے کہیں بھی میرے لئے جگہ نہیں۔"

پریش بابو اور سچریتا ساکت و جامد کھڑے ہو گئے۔ گورا پھر بولا۔

"آج میں آزاد ہوں ـــ مجھے ہر جگہ پر زمین کی طرف دیکھ کر پوترتا کی حفاظت کرتے ہوئے چلنا ہوگا ـــــ! اتنے دنوں تک بھارت ورش کو پانے میں اپنے دل میں سادھنا کی۔ اپنی شردھا کی بنیاد کو مضبوط بنانے کی چاہ میں میں اور کچھ بھی نہ کر پایا۔" سچریتا ایک ٹک گورا کے چمک دار چہرے کی طرف دیکھتی رہی۔ سب ڈانواں ڈول سے پریش بابو اٹھ کھڑے ہوئے۔ گورا بولا۔

"میں رات دن جو بننا چاہتا تھا بن نہیں پاتا تھا۔ لیکن آج اپنے آپ ہی وہ بن گیا ہوں۔ آج میں صرف ہندوستانی ہوں۔ ہندوستان کی ساری جاتیاں میری ہیں۔ کسی سے بھی روٹی بیٹی کا رشتہ قائم کرنے

میں مجھے کوئی ہچکچاہٹ نہیں۔"

"سچائی کا حصول تمام تر جذبات و احساسات میں بھی ہماری آتما کو خود اعتمادی بخشتی ہے۔" پریش بابو نے کہا۔

"کل رات میں نے اس اسے پرارتھنا کی تھی کہ آج نیا جیون پراپت کروں اور آج میں نے نیا جیون پایا ہے۔ ایشور نے اپنا ستیہ اچانک ظاہر کر کے مجھے حیران کر دیا ہے۔ پریش بابو آج میں تمام تر دلی خواہشات کو لیکر بھارت ورش کی گرہ میں آیا ہوں۔ ماں کی گود کو میں آج ہی سمجھ پایا ہوں۔"

"ماں کی گود میں تم نے جو ادھیکار پایا ہے گورا اس کے اندر ہمیں بھی لے چلو۔" پریش بابو نے کہا۔

"آپ جانتے ہیں کہ مکتی کے بعد سب سے پہلے میں آپ کے پاس کیوں آیا ہوں۔" گورا بولا۔ "کیوں کہ آپ کے پاس ہی وہ مکتی کا منتر ہے۔ اسی لئے آپ نے کسی سماج میں جگہ نہیں لی۔ مجھے اپنا شاگرد بنا لیجئے۔ مجھے اس دیوتا کا منتر دیجئے جو ہندو، مسلمان، عیسائی، برہم وغیرہ کسی کے بھی مندر کا دروازہ کسی کے لئے کبھی بند نہیں ہو سکتا۔ جو ہمارے زندگی بھر کا دیوتا ہے۔"

پریش بابو خاموش رہے۔ گورا نے سچریتا کی طرف دیکھا اور بولا۔ "سچریتا —! اب میں تمہارا گورو نہیں رہا۔ میں پرارتھنا کرتا ہوں کہ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے ہی اپنے گورو دیو کے پاس لے چلو۔"

گورا نے سچریتا کا ہاتھ پکڑا۔ دونوں نے پریش بابو کو نمسکار کیا — ان کا آشیرواد لیکر جب گورا اور سچریتا شام کو گھر لوٹے تو دیکھا کہ آنندی

خاموشی کے ساتھ دروازے کے باہر ہی بیٹھی ہے۔ دونوں نے پرنام کیا اور اس نے اٹھ کر دونوں کو چوم لیا۔

"ماں ۔۔۔! تم ہی میری ماتا ہو ۔۔۔!" گورا بولا۔ "جس ماں کو میں ڈھونڈتا پھر رہا تھا۔ وہ تو میرے میرے گھر ہی میں بیٹھی تھی ۔۔۔ تم شاکتات کلیان کی مورتی ہو۔ تم میری بھارت ماتا ہو۔"

آنندی نے لچھمیا سے کہا ۔۔۔ "تم ان کے لئے کھانے پینے کی تیاری کرو ۔۔۔ میں ونے کو بلا لاؤں ۔"

اور ونے اور للتا کے آجانے پر سب نے مل کر کھانا کھایا۔

تمام شد

(سعود دیپتھو پریس دہلی)